

وَلَا تُدْرِكُهُ الْبَصَرُ وَلَا يَحِيطُ بِهِ الْقَلَمُ

ماہنامہ
اشاعت الحق
مہینہ

بیادگار حضرت مولانا محمد علی

ترجمان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) ہندوستان

اشاعت الحق سرنیگر

جلد ۱۲ ماہ جولائی ۱۹۸۷ء شمارہ ۶

فہرست مضامین

نمبر شمار	ترتیب مضامین	نمبر صفحہ
۱	اعلانِ حبیبہ	۱
۲	ہمارا اہم سہ	۲
۳	حضرت مرزا غلام احمد کی سادگی	۳
۴	مذہبی آزادی اور اسلام	۴
۵	باب المائے	۵
۶	غلط ثقافت	۶
۷	مہندوں کے ہاں نشاناتِ آخر زمان	۷
۸	تحفہ سلام	۸
۹	ہمارا سالانہ اجتماع	۹
۱۰	اسلامی نظام میں عقیدہ اور آزادی	۱۰
۱۱	اظہارِ احمدیہ	۱۱
۱۲	عاشقانِ بنی ۴ کو مردہ جانفرا	۱۲
۱۳	صفحہ مانیات	۱۳

ایڈیٹر میر نثار و پیشہ

دفتر

محبوب عالم خان

باراں پتھر مٹہ مالندہ سرنیگر

شالیمار آسٹریلیا

اعلانِ جلسہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہندوستان

سالانہ جلسہ

بتاریخ

۲۵، ۲۶ اور ۲۷ اگست ۱۹۸۷ء

سینچر، اتوار اور سوموار

جامع احمدیہ قلمدان پورہ سرنیگر

میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

بلا غیب و مسلک تمام دوست و احباب

سے گزارش ہے کہ وقتِ دو جلسہ میں شریک ہو کر

عند اللہ ماجوسا ہوں

معلن

غلام احمد کاک

ہفتم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت

ہندوستان قلمدان پورہ سرنیگر

محمد کا اعتراف

از
شاعر احمدیہ حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن بی، اے
خدا سے یہ ہم عہد و پیمان کریں گے محمدؐ پہ ہم جات قربان کریں گے
محمدؐ کی الفت کے داغوں سے ہم دم دل زار کو ہم کلستان کریں گے
محمدؐ کے حکموں پہ ایمان سے ہم یضیہ کو اپنے درخشان کریں گے
بنائیں گے رہبرِ حق قرآن کو اپنا ہم اس زندگانی کو تابان کریں گے
جو رہتا ہے میتاب غم سے اُسے یاد احمدؐ سے شادان کریں گے
ارمانگیں گے حق سے مسرت کا یوں اپنی سامان کریں گے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ کی سادگی

جناب صوفی حافظ غلام احمد صاحب بی اے
ایک دوسرے مرید اور مصاحب تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔
"آپ کی طبیعت میں بالکل سادگی تھی۔ تصنیف
اور تکلف نام کو نہ تھا۔ مسجد میں مجلس میں بیٹھے ہوئے
کئی دفعہ منہ سے سبحات اللہ کہتے تھے اور ان پر ہاتھ
مارتے تھے۔"

میں نے آپ کی ہر حالت پر غور کیا ہے آپ اپنے مریدوں
کے بڑے خواہ اور ہمدرد تھے جب بیعت لینے کے بعد
دعا کرتے تھے میں نے آپ کے بالکل قریب ہو کر سنا کہ
پہلے سو سواتہ الفا تم پڑھتے پھر درود شریف کا
والا پڑھتے پھر یہ دعا مانگتے اللھم اعف عنہم
واسما حسہم و ثبتھم علی التقویٰ والایمان
(اے میرے اللہ! میری بیعت کرنے والوں کی غلطیوں

کو اور ان پر رحم کر اور انہیں تقویٰ اور ایمان
ثابت قدم رکھ — ترجمہ از نا
آپ کا تمنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا،
سے سلوک کرنا باتیں کرنا ان کے ساتھ میری

سوچا اچانک سفر حضر میں ہونا بہانہ لولہی ار

(حوالہ مذکور)

مفتی محمد صادق صاحب، حضرت مرزا صاحب کے
ایک مرید اور مصاحب تھے۔ ایک مضمون میں لکھتے ہیں
"سادگی کے ساتھ ملکی رواج اور خاندانی روایات
کے مطابق آپ کا لباس شریفانہ اور معززانہ ہوتا تھا
سر پر بڑا عمامہ باندھتے تھے۔ جو سمو" کا سفید ملسلہ
کا ہوتا تھا عمامہ کے اندر لٹکی ضرور رکھتے تھے۔ لمبا کوٹ
پہنتے تھے۔ پاجامہ شری طرح کا کھلے پونچھے والا ہوتا تھا

تنگ چوڑی والا پاجامہ پاشاوار یا پٹکون نما
پاجامہ کبھی پہنے میں نے نہیں دیکھا البتہ شروع میں
ایک دفعہ غرارہ پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ عمامہ آپ بڑا
پسند کرتے تھے..... باوجود سادگی کے حضرت مسیح موعودؑ
کی عادت تھی کہ ہر نماز کے وقت پورے لباس میں یعنی
عمامہ اور لمبا کوٹ اور پاجامہ پہنے ہوئے مسجد میں
آتے تھے۔

بالوں پر ہر بائوچوں دن جہنڈی لگواتے تھے ر
بال دھو کر تیلے لگاتے تھے۔"

(روزنامہ "الفضل" کا دیانے)

بچہ کی آسائش کا خیال رکھنا نلطیف اور مہربانی سے گفتگو کرنا، مساب قدرانی کے لئے تھا

مذہبی آزادی اور اسلام

پروفیسر نور الدین زاہد

ہیں۔ ”گویا ایک قوم، اپنے کے لئے مذہبی اختلافاً سیدراہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اسی دستور محمدی (ص) کا کتاب میں محمد (ص)

کی ایک دفعہ یہ ہے۔

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمَوَدِّ
مِنْهُمْ - وَلِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلنَّاسِ دِينُهُمْ
دِينُهُمْ - یعنی بنی عوف کے یہود بھی مسلمانوں
کے ساتھ ایک امت ہیں اور یہود کو اپنا دین ہے
اور مسلمانوں کو اپنا دین -

سیرت ابن ہشام حلبیہ باب ۷

والبدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) حلبیہ ص ۲۲۴

گویا یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہے مذہب تبدیل
کرنے یا اسلام قبول کرنے کیلئے ان پر زور نہ ہر دستہ
انہیں کی جاسکتی ہے۔

یہ معاہدہ ہجرت کے صرف پانچ ماہ بعد ہوا۔

تاریخ المحدثین حلبیہ ص ۳۵۰

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ایک نیا قابل
تردید و تنسیخ قانون یہ نازل فرمایا۔

لَا أَكْفَلُكَ لَدُنِي الْيَتِيمَ قَدْ تَبَيَّنَ السُّمْتُ
مِنَ الْغَيْبِ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ

حضرت محمد رسول اللہؐ اور آپ کے جان نثار
ساتھیوں کو اپنے وطن عزیز یعنی مکہ معظمہ میں بہت
ستایا گیا۔ بہت دکھ دیا گیا۔ طرح طرح اذیت پہنچا
کر ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ ان کے ساتھ اہل مکہ نے
یہ انتہائی برا سلوک صرف اس وجہ سے کیا کہ حضورؐ
اور آپ کے ساتھی اہل مکہ کے ساتھ مذہبی عقاید میں
اختلاف کرتے تھے اور اہل مکہ کثرت کے نشے سے مت
ہو کر اس مذہبی اقلیت کو مذہبی آزادی سے محروم کر کے
اسے طرح طرح سناتے تھے۔

اس کے برعکس جب رحمت عالمؐ مدینہ منورہ
میں ہجرت کر کے آئے تو یہاں آپ نے مدینہ میں رہتے
والے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک تحریری
معاہدہ کیا۔ ”ختم ذی“ جمید اللہ صاحب حیدر آبادی
اس تحریر کے معاہدہ کو دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیتے
ہیں۔ اس دستور کی پہلی ہی دفعہ میں حضورؐ نے
تینوں قوموں کو ایک ”امت“ یعنی سیاسی وحدت
دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي جَعَلْتُكُمُ أُمَّةً وَاحِدَةً“
میری سیاسی زبان میں اس دفعہ کا یہی ترجمہ ہو

سکتا ہے کہ یہ معاہدہ کرنے والے ”ایک قوم“

بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا
الْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
(پسے البقرہ ۲۵۶ آیت ۲۵۶)

دین میں کوئی زبردستی (منوانا) نہیں رہدایت
(کا راہ) اگر اسی سے واضح ہو چکی ہے پس جو شخص شیطان
کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے اس نے ایک
حکم جائے گرفت کو مضبوط پکڑ لیا جو ٹوٹنے والی
نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس ارشاد خداوندی سے دستور محمدی کی اس
دفعہ کی تائید ہوتی ہے جو انسان کی ضمیر و مذہب کے
آزادی بخشی ہے

پاکستان وجود میں آیا۔ اس کی پہلی دستور
ساز اسمبلی بنی اور اس اسمبلی میں جو پہلی تقریر بنائے
پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے کہے
اس میں آپ نے حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ
کی اسی شہری تعلیم کو ہر نظر رکھ کر واشگاف
الفاظ میں فرمایا۔

(اے پاکستان میں رہنے والو!) تم میں سے ہر ایک
خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو خواہ ماضی میں
اس کا تعلق ہمارے ساتھ کیسا ہی رہا ہو خواہ اس کا
رنگ اس کی ذات اور اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو اول
دوم اور آخر اس مملکت کا شہری ہے جس کے حقوق
و فرائض بالکل مساوی ہیں۔

تم آزاد ہو اس مملکت پاکستان میں تم اپنے
مذہبوں میں آزادی کے ساتھ جاسکتے ہو، اور مساجد
اور دوسری عبادت گاہوں میں بھی آزادی سے جاسکتے
ہو تمہارا مذہب تمہاری ذات تمہارا عقیدہ کچھ بھی

ہو حکومت کو اس سے کوئی تعلق نہیں

نہیں ۱۱ فرمودات قائد اعظم ۱۹۴۵ء

اس کے بعد بتا رہے تھے کہ ستمبر ۱۹۴۹ء اقوام
متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بنیادی حقوق انسانی
کا بین الاقوامی چارٹر، جس میں انسانی حقوق کے
پاس کیا اس چارٹر پر پاکستان نے بھی بحیثیت ممبر
ملک دستخط کیے ہیں۔ اور دستخط کرنے والے ہر ملک
نے تسلیم کیا ہے۔

۱۲ قانون کے ساتھ سب شہری برابر ہیں اور
سب شہری ملکی قانون کے تحت کسی بھی تفریق
یا امتیاز کے بغیر جان و مال کی حفاظت کے حقدار ہیں
جو تحریک کسی شہری کے اس حق کو چھین لینے کی کوشش
کرے گی اس کا مقابلہ کر کے شہری کی حفاظت کے
جائیگی۔ (آرٹیکل ۱۷)

۱۳ ہر شخص کو ضمیر اور فکر کی آزادی حاصل ہے
وہ کوئی مذہب اور عقیدہ اختیار کرنے یا چھوڑنے میں
آزاد ہے وہ اپنا مذہب اور عقیدہ انفرادی یا اجتماعی
رنگ میں زبانی یا عملی صورت میں پرائیویٹ یا پبلک
حالت میں بر ملا ظاہر کرنے کا حق رکھتا ہے۔

(آرٹیکل ۱۸ و ۱۹)

پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ۲۶
اپریل ۱۹۸۷ء در احمدیہ جماعتوں کے متعلق جو آرڈیننس
جاری کیا وہ مندرجہ بالا تصریحات کے ساتھ کسی
قدر مطابقت رکھتا ہے ہمیں اس مسئلے میں کچھ حیف
کی ضرورت نہیں!

رسائل و مسائل

دلہن کے لئے ذبح

سوال ۱۔ کشمیر میں رسم ہے کہ جب دلہن پہلی بار یعنی رخصتی کے وقت سسرال آتی ہے تو سسرال سے والے اپنے گھر کے دروازے پر ایک پیٹریا بکرا ذبح کرتے ہیں صبح اس کا گوشت بکرا کر کھایا جاتا ہے۔ کیا حنفی مذہب میں ایسا کرنا جائز ہے؟

سائل ۱۔ ماسٹر عبد الغنی کھوار

جواب :- یاد رکھنا چاہیے کہ حلال جانور کے گوشت کی علت و حرمت کا اعتبار ذبح کرتے وقت ذابح کے آواز پر ہے۔ اگر ذابح (ذبح کرنے والے) نے جانور ذبح کرتے وقت خدا تعالیٰ کا نام لیا تو گوشت حلال ہے یہ جمہور مفسرین و محدثین کی رائے ہے۔ علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں زیر آیت وَكُلُوا مِنْهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ لکھا ہے :-

قَالَ مَالِكٌ وَالْبُحْزِيَّةُ وَالصَّاحِبِيُّ وَالْمُتَشَافِعِيُّ إِذَا ذَبَحُوا عَلَى اسْمِهِ طَبِخَ فَقَدْ أَصْلَحَ دَابَّةً لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ وَجَبَ أَنْ يُجْزَأَ مِنْهُ وَإِذَا ذَبَحُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ فَظَاهِرٌ أَنَّ الْفَقْهَ يَقْتَضِي الْحَلَالَ وَلَا مَعْنَى لَهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

یعنی امام مالک امام البزحیہ اور اس کے اصحاب اور امام شافعی کا مذہب ہے کہ اگر

عیسائیوں نے جانور ذبح کرتے وقت عیسیٰ کا نام لیا تو اس صورت میں جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا اس لئے اس کو حرام قرار دینا واجب ہے لیکن اگر عیسائیوں نے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو ظاہری الفاظ پیمائش نظر یہ گوشت حلال ہے۔ ان کے دل اگر عیسیٰ کی ہی نہت تھی تو اس کا اعتبار نہیں۔

حنفی فقہ کی مشہور کتاب فتاویٰ تاج غامیہ میں لکھا ہے مسلم ذبح شاکہ المجوسوے لم یبت نامرہ صحتہ او لیکافیہ لا لاحتیومہ یؤکلہ لایہ سمعہ اللہ تعالیٰ۔

معرض کریم ایک مسلمان ہے اس نے مجوسی کی بکری اس کی اجازت سے ذبح کی اور یہ بکری مجوسی کے آتشکدہ کے نام پر نامزد کی تھی یا مسلمان نے کافر کی بکری اس کی اجازت سے ذبح کی اور کافر نے یہ بکری اپنے معبودوں کے نام پر نامزد کی تھی۔ اس بکری کا گوشت کھایا جاسکتا ہے کیونکہ ذبح کرتے وقت (مسلمان نے) اللہ کا نام لیا شیخ ابن حجر مینیکی و شافعی اپنے فتاویٰ میں ایک جگہ لکھتے ہیں

وَمِنْ فَضْلِ الْقَبِيلَةِ الذَّبْحُ عِنْدَ اسْتِقْبَالِ السُّلْطَانِ لِأَنَّهُ اسْتِشْأَرُ

لقد وہمہ اور اسی قسم سے وہ ذبح ہے جو بادشاہ کی آمد پر اظہار مسرت و شادمانی کیلئے کیا جاتا ہے پس جس طرح بادشاہ کی آمد پر اظہار مسرت کیلئے ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اسی طرح دہن کی آمد پر اظہار شادمانی کیلئے ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے !

☆ سوال :- ایک مقررہ وقت اور مقررہ دن پر احرام باندھنا کسی میں حلیہ سالانہ کیلئے یا قادیانے میں زیارت کیلئے جانا بدعت ہے اس کے باوجود یہ دعویٰ

شترک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں۔ کیوں؟
سائل عبد العفار سلفی

جواب بجناری شریف میں روایت موجود ہے کہ حضور نبی اکرم ص ہر سیخوار کو مہینہ منورہ سے قبائش شریف لے آتے تھے۔ مسجد قبا کی زیارت کرتے تھے۔ وہاں دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

کبھی پیدل آتے تھے اور کبھی سوار۔

(جنجاری جلد ۱ پارہ ۲ کتاب

فضل الصلوٰۃ فی مسجد کلمہ (۲۰)

باب من آتی مسجد "قباء" (۱۵۳)

ح ۱۱۴ و باب ایتان مسجد قباء

ماشینا و سا اگبا (۱۱۵ ح ۱۱۵)

اس سنت عملی کے مطابق اگر کوئی شخص

ایک مقررہ وقت پر ایک مقررہ دن میں خالقہ

معنی سرینگر آثار شریف حضرت بل یا جامع احمدیہ

راہور یا مسجد مبارک قادیان کی زیارت کے لئے

جانے وہاں نماز پڑھے تو ثواب کا مستحق ہے

جو شخص اس عمل کو بدعت کہے گا وہ سنت نبوی سے ناواقف ہے۔ یا تعصیب و حسد کی وجہ سے جاہل بتا ہے۔

☆ سوال :- کیا جوتوں کے سمیت نماز ہو سکتی ہے

سائل نذر احمد خان بارہمپورہ :-

جواب :- السن بن مالک رحمہ اللہ کے خادم تھے

ان سے پوچھا گیا۔

آکانت النبوی ص یصلی فی تعلیلہ ؟ کیا حضور ص

جوتوں سمیت نماز پڑھتے تھے ؟ قالے لعمد

النسے طے جواب دیا وہاں

(جنجاری جلد ۱ پ کتاب الصلوٰۃ (۵) باب

الصلوٰۃ فی التعلال (۲۶۵) ح ۱۶۳

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتا سمیت نماز

جائز ہے لیکن نماز کی پہلی بشرط طہارت ہے اس لئے

حکم و لباس کی پاکی ضروری ہے پس جوتا اگر پاک ہو اس

پر کوئی ناپاکی نہ لگی اسی صورت میں یہ پہن کر نماز

ہو سکتی ہے۔ ●

☆ سوال :- کیا قرآن پاک کئی آیت کا ترجمہ جملہ

ہو سکتا ہے۔ سائل محمد امین خاں ٹیلر مارٹ

جواب :- نہیں۔ بعض آیات سے ایک سے

زیادہ جملوں پر مشتمل ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرہ

کی آیت ۲۵۶ جو آیتہ اکرسی کہلاتی ہے

اس میں دس جملے ہیں اور بعض آیات مل

کر ایک جملہ بناتے ہیں۔ مثلاً سورۃ فاتحہ کی

پہلی تین آیات

پس آیت قرآنی کا ترجمہ "جملہ" یا

SENTENCE نہیں ہو سکتا ہے۔

غلط تعارف

از قلم مولانا وحید الدین خاں صاحب !
دہلی۔

قرآن کی تعلیمات پر بارہ ادلوہ کی ایک انگریزی کتاب دارالسلطنت کے ایک انگریزی پریس میں چھپ رہی تھی۔ ہمارا آدمی ایک بار پریس گیا تو اس کے میز مسلم مشین میں نے پوچھا: یہ کیسی کتاب ہے؟ آدمی نے بتایا کہ یہ قرآنی تعلیمات کے بارہ ہیں۔ مشین میں نے دوبارہ کہا پھر تو یہ مار کاٹا سکھانے والی کتاب ہوگی کیونکہ تمہارے قرآن میں یہی سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں ایک مسلمان بزرگ نے اس واقعہ کو سنا تو فرمایا کہ یہ مس اندر سینڈنگ ہے۔ میں نے کہا کہ مس اندر سینڈنگ نہیں بلکہ پراپر اندر سینڈنگ ہے۔ قرآن بلاشبہ مار کاٹ کی کتاب نہیں مگر تم نے اپنے قول و عمل سے دنیا کے سامنے جس اسلام کا نقاد کر دیا ہے وہ یہی ہے۔ اگر ایک میز مسلم اسلام کے بارہ میں کتاب لکھے اس کا نام خیر اسلام (Good Islam) لکھ دے تو مسلمان فوراً بگڑ جاتے ہیں مگر خود ان کے مشہور ترین اسلامی مفکر کا یہ حال ہے کہ وہ فکر کے ساتھ کہتا ہے۔
تینوں کے سایہ میں ہم پل کر جوان ہوئے ہیں
شجر ہلال کا ہے قوی نشان ہمارا
ایسی حالت میں دوسرے لوگ کیا کریں؟ کیا وہ آپ کے الفاظ بدل کر اس طرح لکھ لیں۔
ہم لوگوں کے سایہ میں ہم پل کر جوان ہوئے ہیں
ہم لوگوں کا گلستان ہے قوی نشان ہمارا
مسلمانوں میں جب بگاڑ آئے تو ہمیشہ یہ ہوتا ہے

ہے کہ ان کے اندر احساس فخر باقی رہتا ہے اور احساس ذمہ داری ان سے نکل جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہیں حق ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ مگر دوسروں کو ان پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں۔ وہ ہر خوبی کا مستحق اپنے کو سمجھ لیتے ہیں اور خرابی کا مستحق دوسروں کو موجود زمانے میں ایران اور پاکستان اپنے کو اسلام کا سب سے بڑا علم بردار بتاتے ہیں ہمارے تائیدین میں ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کا تلوہ ہے اور ایران کا انقلاب خالص اسلامی انقلاب ہے۔ مگر ان ملکوں میں اسلام کا جو سب سے بڑا عملی نمونہ دکھایا گیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ لوگوں کو مارو، انہیں کوڑے لگاؤ، ان سے ان کی آزادیاں چھین لو، مفروضہ دشمنوں کے خلاف لامتناہی جنگ جاری رکھو، پھر دوسرے لوگوں سے آپ کیا امید رکھتے ہیں؟ کیا وہ ایسا کریں کہ اسلامی ملکوں سے آنے والی خیر و برکت کو جیب وہ پڑھیں تو اپنے ذہن میں اس کے معنی بدل لیا کریں وہ گولی کو پھول کے معنی میں لیں۔ اور کوڑے کو مصافحہ کرنے کے معنی میں۔

(بشکریہ ماہنامہ "الرسالہ" دہلی
مارچ ۱۹۸۴ء ص ۲۱)

"امتیاز الحق" ایک دینی رسالہ ہے اس کی تخلیق و تدوین مدد دی ہے

ہندوؤں کے ہاں نشانا آخرت

کل یک و ہدی دومے جو عمارے ہاں ہم خر زماں کہلاتا
ہے جس طرح ہمارے یہاں قرآن و حدیث میں اس نے خری
زماں کی بے شمار نشانیاں بتائی گئی ہیں، چیک اسطرح
ہندو شاستروں میں بھی کل یک کی علامتوں کو خراج کسور
پیان کیا گیا ہے۔ یہ علامتی صدیوں پہلے بطور پیشگی بتائی
گئی تھیں جس زمانے میں یہ سب کچھ کہا گیا اس وقت
انہ نشانہات میں سے ایک ہی موجود رہتا مگر چونکہ یہ سب

ایہا ہی باتیں تھیں لہذا ان کا صرف بحرف بطور ہو جانا نا بدی تھا
 آج ہم اپنے قارئین کرام کی طبیعت طبع کیلئے ”کلے بگے“ کے
 متعلق ”نامہ دیو مرنے“ کے ایک اقتباس کا اردو
 ترجمہ پیش کر رہے ہیں جن امید ہے کہ قارئین اس سے ضرور
 محظوظ ہوں گے۔ ”نامہ دیو مرنے“ کے رشی فرماتے ہیں مگر
 ”کلے بگے نہایت خطرناک دور ہو گا، اس وقت بھی
 طرح کے گناہ اکٹھے ہو جائیں گے یعنی گناہوں کے باعث ایک
 گناہ دوسرے گناہ میں شامل ہو جائیگا۔ زمین چھتری
 و میش اور شعور، غرض بھی لوگ دین سے منہ موڑیں گے
 سب کا باطن تکبر اور خود ستائی کے ناپاک دھبوں سے داغدار
 بن جائیگا جیسے بے صعب سے بڑا ہوں“ یہ بیکر لوگ
 باہم تکرار جھڑپا جھڑپائی کیا کریں گے سب لوگ بدینی
 کی طرف راغب اور دھکا دے باز بن جائیں گے۔ یہی
 وجہ ہے کہ کلے بگے میں لوگ کم عمر پائیں گے کم عمری کی
 وجہ سے لوگ دھرم شاستروں کا مطالعہ نہ کر سکیں گے
 پیچھے بے عمل اور جاہل بن جائیں گے۔ بدینی کی حرکتیں ان
 سے بار بار سر زد ہو جائیں گی بند و سماج میں چار
 ذاتوں کی تقسیم ختم ہو کر رہ جائیگی۔ اوپنی ذات کے ہندوؤں
 خصوصاً برہمنوں میں بھی نسلی بگاڑ پیدا ہو جائیگا۔
 اوپنی ذات کے ہندو کم ذات شعوروں کی طرح بیچ
 بن جائیں گے۔ اعلیٰ ادنیٰ اور ادنیٰ اعلیٰ ہو جائیں گے۔
 حام صرف دولت بیٹے میں لگ جائیگے اور عوام

ہے نا انصافی کا سلوک کریں گے طرح طرح کے ٹیکس لگا کر عوام کو
بے حال کر دیں گے۔ ہندو شرفاء ذلیل شودر و دیگر ہر صنف
ڈھونے لگ جائیں گے۔ خواہ وہ عیسائی ہوں گے یا ہندو۔ نہ انہیں
بھینسا اور ہوائی عورتوں سے تعلقات جوڑیں گے۔ نیا باب
اور یہودی خانہ بدوش لغت کرنے لگیں گی۔ تواریخ تعلق اور مذہب
کے ساتھ لگائے جائیں گے۔ لوگ گناہوں میں گھر جائیں گے۔ نیک
اور برہمن کاہنوں کے عیب تلاش کرتے پھریں گے۔ اور ان کا مذاق
اڑائیں گے۔ ویدیا کے ساحل پر بھی گھمائی کر کے اناج بویا جائے گا
لیکن نہ ان پر جہل ہو جائے گی۔ پنج اور چھ لہا ہو جائیں گے۔
دو پشزائیں بازاری عورتوں کے بناؤ سنگھار اور طریقہ زندگی
کو غصے کے طور پر اپنائیں گے۔ ہر صنف لوگ دین فروش بن جائیں گے
عورتیں اپنا جسم بیچیں گی۔ اپنی ذات کے ہندو حلیہ و پوش
ایمانت میں لگ جائیں گے اور شودروں کے ذہنی اخلاقی اپنا
لینے میں پیش پیش ہونگے۔ خداداد وستوں اور ہواؤں تک کو لوٹ
لینے سے دریغ نہ کیا جائے گا۔ ہر صنف دنیاوی حرص و طمع کی خاطر دینی
اقدار ترک کر دیں گے۔ فضول کی مشاعشی سے مناظرے بازی میں
بے بسکر دینداری چھوڑ دی جائے گی۔ وید اور کہلانے والے منافقانہ
طرز عمل اپنائیں گے اور صرف دکھاوے کیلئے دینی رسوم انجام دیں
گے۔ پنج اور کم طرف لوگ غیر مستحق افراد کو صدقہ و خیرات
دیا کریں گے۔ صرف دودھ کی لالیچ کے حاجت کاٹنے سے محبت
کی جائے گی۔ بھگت لوگ۔ اشراف جیسے لازمی فرائض چھوڑ دیں گے
دین کے حائل یعنی اپنی ذات کے ہندو ہر موقع یعنی اصل وقت
گزار کر عبادت کیا کریں گے۔ لوگوں کے دل عام طور پر
خدا سے ہر طرحی تعریف و ثناء میں نہ لگیں گے۔ حکومت ظلام
ہمارے کن شرفاء تک کو پیش گے۔ ہر صنف ذلیل لوگوں کا صدقہ قبول
کریں گے۔ کل ایک کی ابتداء میں لوگ خدا کے متعلق گستاخ کلام
بولا کریں گے۔ اور اس کے اختتام کے قریب خدا کا نالائقی والا کوئی
باقی نہ رہ جائے گا۔ ہندو شرفاء شودر عورتوں سے مباشرت
کریں گے۔ (دین و دھرم سے عاری) شودر کے ہاتھ کا پکا کھانا
کھایا کریں گے۔ وید مقدس کی بنائی ہوئی راہ مستقیم کو چھوڑ
کر غلط راستے پر چل پڑیں گے۔ شودر لوگ اپنی ذات کے ہندوؤں
کی خدمت ترک کر دیں گے۔ مکر و فریب سے اپنے ہندوؤں
کو طور طریقے اپنائیں گے۔ گروہ رنگ کا لباس زیب تن کر کے
بالوں کو بڑھا کر اور جسم پر لاکھ لاکھ کم ذات شودر غلام دلاؤں
سوار و غلط و تبلیغ شریعہ کریں گے۔ بد باطن شودر

ہوں بچھڑ گئے۔ کل ایک میں لوگ صرف شودر کا کھانا کھانے لگے۔ ہندو
گے۔ بے دین اور منافق لوگ دین کی تبلیغ کریں گے۔ کم ذات
شودر اور چھوٹے جہیزوں پر چڑھ کر شرفاء کو دینی شہنشاہ بنائیں گے۔ دنیا
میں کئی بے خود مذہب وادیان رائج ہو جائیں گے جو ہندو
مقدس کی کھلے عام خدمت کریں گے۔ کل ایک میں دین کے حائل
ہوں علماء و لوگ (دینی مخلوقات کی بجائے) گلے بھانے میں حاضر
ہو جائیں گے۔ لوگوں کے پاس دولت کم ہوگی۔ وہ ایک دوسرے
کا دھن ہڑپ کرنے کی کوشش کریں گے۔ لوگ ہندوؤں
کے ہندو سے تنگ ہضم کر جائیں گے۔ لوگوں کی بد اعمالی
کے باعث دنیا غلط راستے پر چل پڑے گی۔ لوگ اپنی
بڑائی اور غیرت کی برائی کیا کریں گے۔ لوگ بے دینی کو بھی
اپنا مولیٰ و رفیق بنالیں گے۔ لوگ بے ایمان بے رحم
اور ستاک بن جائیں گے۔ ماں باپ اور بزرگوں کا احترام
ترک کر دیں گے۔ زبان پر دینداری لیکن دل میں گناہوں
کی طرف مائل ہوں گے۔ اپنے عیوب سے بے پردہ ہو کر دوسروں
پر کچھڑا اٹھالیں گے۔ ناپاک اور گناہ سے آلود لوگ
دینی رہنما بن جائیں گے اور سچے دینداروں کی مخالفت
اور مخالفت کرنے لگ جائیں گے۔ سرفرا کم ذات
شودروں کی خدمت کرنے لگ جائیں گے۔ یہ زمانہ ایسی
افراقی کا زمانہ ہو گا کہ اس وقت نہ کوئی باپ رہے گا
نہ بیٹا نہ بیوی رہے گی نہ خاوند نہ گرو رہے گا اور نہ چیل
کل ایک میں مالدار بھی لکھاری بن جائیں گے۔ دین کے
حائل (علماء) ویدوں کی بے حرمتی کرنے لگ جائیں گے
سبھی لوگ سنہوت پرست، قد کے چھوٹے لالچی،
بے دینی کے رسیا، ایک دوسرے پر سبھی اٹھالنے
والے نیرنگی، عیالدار ہونچے، روتھیں خستہوں کو
سائنس سمجھنے سمجھانے والے اور بدکار عورتوں کے
من و جمال اور اداؤں کی ریس کرنے والی ہونگی۔
دہ خاوندوں کی نافرمان ہونچے دوسروں کے گھر جا کر رہیں
گیں۔ اچھے خاندانوں کی بہو بیٹیاں بھی فاحشہ بن کر بدکاری
سے لگناؤ پیدا کر لیں گی۔ اور اپنے مردوں کے نہیں
غلط رویہ اختیار کریں گی۔ چوروں کے ڈر سے لوگ
اپنے در و دیوار کو مضبوط بنائیں گے۔ خوراک کی کمی
پانی اور شکر اور چھوٹے سے لوگ شراب پینے لگیں
گے۔ بچیوں اور جو جیسی ارڈل اشیاء کھا کر گزرا

تحفہ سلام

حدیث کبیرا ما حافظ
نذیر پوری
(اپنی مشہور کتاب حدیث
المستدرک میں یہ حدیث لاتے ہیں کہ
هَذَا أَدْرَاكَ مِنْكُمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ نَلِيقًا
مَعِيَ السَّلَامُ - یعنی
اے مسلمانو! تم میں سے جس شخص کو (آنے والے)
مسیح ابن مریم کی زیارت نصیب ہوگئی، اس سے
چاہئے کہ میری طرف (یعنی بنی کریم کی طرف) سے اس
(آنے والے مسیح) کو تحفہ سلام پیش کرے۔
یہ حدیث مشہور ہندی اہل حدیث عالم جناب
نواب صدیق حسن خان کعبہ بانی (وفات ۱۳۸۸ھ ۱۸۹۰ء)
نے اپنی مشہور فارسی کتاب حجج الکرامہ میں
نقل کی ہے۔

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب نے
بتاریخ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ایک اشتہار شائع کیا ہے
اس میں ایک طویل اور عظیم الشان پیشنگوی درج ہے
اس پیشنگوی میں میرا الہام الہی بھی درج ہے۔

اے مظفر تجھ پر سلام

اس الہام الہی میں بھی آپ کو تحفہ سلام پیش ہوا ہے
اس کے علاوہ آپ کو مظفر یعنی فتح یاب قرار دیا گیا ہے۔
سلسلہ احمدیہ کی تاریخ اس الہام کی حقانیت پر شاہد
عدل ہے اور سلیم الطوفاً فی ہر حال کیلئے اس

میں درس عبرت ہے۔ سلسلہ عالیہ علیہ احمدیہ کی
بنیاد سنوں طریقہ بیعت سے بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۸۸۵ء
رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۸۸۵ء بروز جمعہ المبارک بمقام
لدھیانہ پنجاب درخانہ حضرت
مولوی احمد جان صاحب پر گئی۔ اسے
دن سے لیکر آج تک مولویوں سجادہ نشینوں
واعظوں، خطیبوں، اخبار نویسوں، مفتیوں، جاہلی
موفقوں، بدعتی درویشوں اور سیاسی استحقاق
کرنے والوں کے علاوہ پندتوں اور پادریوں نے
اس سلسلہ کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح
مٹانے کی جان توڑ کوششیں کیں۔

اہل حدیث جماعت کے شیخ الکلی فی الکلی مولوی
نذیر حسین بدوی (جماعت اہل
حدیث کے بانی مولوی محمد حسین بٹاوی)
ذیوبند کے استاد اعظم اور کچھ علم مولوی النور شاہ
صاحب نولابی (اہل حدیث کے
مناظر اعظم مولوی شمس الدین صاحب امرتسر) نے
(اخبار زمیندار کے مدیر باندھ میر مولوی مظفر
علی خان صاحب، اخبار سیاست کے ایڈیٹر مولوی
سید حبیب اللہ صاحب اور جماعت اسلامی کے بانی
مولوی ابوالاعلیٰ محمد ودی صاحب اس میدان کے

ہمارا سالانہ اجتماع

کِتَبُ الْحَمْدِ بِحَمْدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (لَوْ بَرِئَ آيَاتُهَا)
 ہاں یہ ضرور کی ہے کہ خالصتہً لِقَاءِ اس عرض کے لئے سفر
 کیا جائے، امام وقت کے ساتھ خدا کے وعدوں پر پورا
 ایمان ہو۔ دل خدا کی حیثیت سے پُرسموں اور قدم
 قدم پر اس کی استغانت طلب کی جائے رحم تلافی
 وانکساری ہمارا شیوہ ہو چوئے اور بڑے میں کوئی تمیز
 نہ ہو اور سب سے یکساں ہو لوگ کیا جائے حلیہ کے موقع
 پر حضرت اقدس نے اخوت و محبت پر بہت زور دیا ہے
 ہم سے کسی قسم کی فتنہ کی کا اظہار نہ ہو۔ انشاؤ اللہ العزیز
 ہر ایک کی آسائش کے لئے یکساں کوشش کی جائیگی
 لیکن اگر خدا کا کوئی تکلیف پیش آجائے تو ہر
 سے برداشت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دیگا
 ہر ایک چیز خلوص اور نیت پر مبنی ہے شاید ایک
 نعلی بھر بنو دینے والے کا اجر نہ کثیر دینے والے
 سے زیادہ ہو حضرت امام نے ہمیں علی کریم کر کے
 کی وصیت کی ہے ہمارا مقصد وہ ہے خدا کا مقرر
 جماعت پر ہوتا ہے۔ یدل اللہ فوق الجماعۃ
 لیکن فی الحقیقت جماعت کا اطلاق اس گروہ پر
 ہی ہو سکتا ہے جو کسی مقصد کے حصول میں یک جان
 ہو۔ اور تحسب بھیمہ جمیعاً و قلوبہم
 شغلی کا مصداق نہ ہو۔ نبی خدا کی نصرت اس کے
 شامل حال ہوتی ہے اور کامیابی اس کے قدم چوم

دیا میں لوگ مختلف مقاصد کے لئے جمع
 ہوتے ہیں جو ذاتی و وطنی و قومی مسائل کے حل کے لئے
 تجویز کئے جاتے ہیں لیکن ہمارے اجتماع کا مقصد
 صرف اعلانِ کلمۃ اللہ اور اس کے دین کی اشاعت
 ہے یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس بلند مقصد کے
 لئے قرعہ فال آپ کے نام نکلا اور محمدؐ و صدیقِ پہلارہم
 حضرت مرزا غلام احمد صاحبِ زحمۃ اللہ علیہ کا ہم پر
 بڑا احسان ہے کہ عین اس وقت جبکہ حالتِ بدقتی کہ
 سے بچنے شد دینے احمد سیرج خویش و بارگاہ
 ہر کسے درکار خود با دین احمد کار نیست
 اس نے ہمیں دین کی نصرت اور اشاعت کے کام پر
 لگا دیا یہ خدا تعالیٰ کے افعال میں سے ہے کہ اس نے
 قیاس بے کس و بے زر جماعت سے وہ عظیم الشان
 کام لیا جو دنیا کی تاریخ میں یادگار رہے گا اور اشاعت
 اسلام کرنے والوں کے لئے مشعلِ ہدایت ہوگا
 ابن سعادت بروز بازو نیست
 تائبہ بخشد خداے بخشندہ

الحمد لله علی ذلک، اسلام کے دفاع کے لئے جہاد
 کرنے کو آپ ۲۵ اگست ۱۹۴۷ء کو جمع ہونے
 والے ہیں۔

اس جہاد کے لئے جو بھی قدم آپ اٹھائیں گے وہ عمل
 صالح لکھا جائیگا۔ وَلَا يُلْطُونَ مَوْطِئًا..... إِلَّا

اسلامی نظام میں عقیدہ اور فکر کی آزادی

زبردستی اور سزاویل کی اجازت نہیں دیں گے۔
 راوی یہ بھی یہ (خالف) جماعتیں اور افراد اپنے
 ذاتی عقاید صراحت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں تو ہم ان کا
 خوش آمدید کہتے ہیں اور انہیں چاہے کہ ہمارے قول
 کے مقابل اپنا قول پیش کریں

لیکن اگر وہ (غیر مسلم) اپنے عقاید و افکار کو اسلام
 کا لیبل لگا کر پیش کریں گے تو ہمیں اسلام کے
 مہافوت میں جواب دینے کا حق ہے اور ہم ان سے
 کہہ دیں گے کہ جن باتوں کا تم لوگ دعویٰ کرتے ہو
 اسلام ان کو تسلیم نہیں کرتا اور ہمیں حق ہے
 کہ ہم غیر مسلموں کو اسلام کے نام سے فائدہ
 اٹھانے سے روک دیں۔ (باقی آئندہ)

محرم برادر جناب عبدالعزیز صاحب شوریہ مدیر روزنامہ
 ”روشنی“ سرینگر کو ایران سے پندرہ عربی کتب حاصل
 ہوئی ہیں، مجھے ان میں سے ایک کتاب ”مقالات حول
 الثوثة الاسلامیة فی ایران“ کے مطالعہ کا
 موقع ملا۔ یعنی ”ایران کے اسلامی انقلاب“ کے متعلق
 چند مقالات ”مقالہ نگار“ استاد شہید المہری
 صاحب نے یہ مقالات فارس میں لکھے تھے عربی میں ان کا
 ترجمہ جناب ”شہد جواد المہری“ نے کیا ہے اور ایران
 کی وزارت ارشاد اسلامی نے انہیں شائع کیا ہے
 پہلے ہی مقالے کا عنوان ہے ”حریت التفسیر
 والعقیدہ“ یعنی (اسلامی نظام حکومت میں فکر و
 عقیدہ کی آزادی)

اس مقالے میں ایک مقام پر لکھتے ہیں جس کا
 اردو ترجمہ یوں ہے

”اور استمرار بحث کیلئے ضروری ہے کہ میں ایران کی
 اسلامی حکومت کے متعلق ایک چیز کو وضاحت سے بیان
 کروں پس جیسا کہ ہمارے پیشوا امام خمینی نے ایک
 سے زیادہ دفعہ بتایا ہے، کہ اسلامی حکومت کے زیر
 سایہ ہر جماعت آزادی کے ساتھ اپنے عقاید پر ثابت
 قدم رہ سکتی ہے۔ اگرچہ اس کے عقاید غیر اسلامی ہی
 ہوں لیکن ہم عقاید کے بارے میں کسی جملہ کو زور

ایک ماہر کا تب کی ضرورت ہے

ادارہ کو ایک ماہر کا تب کی ضرورت ہے۔
 کا تب کا کلچرل اکیڈمی سرینگر کا سند
 یافتہ ہونا لازمی ہے۔ دور کے رہنے والے
 کا تب کیلئے دانش و غیرہ کا انتظام بھی ہو گا اور
 تنخواہ معقول ہوگی۔ (ادارہ)

اخبار احمدیہ !

☆ حضرت امیر قوم قبیلہ ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب و دیگر اکابر پاکستان میں بحیرہ عافیت میں - الحمد للہ !

☆ سرینام میں مرکزی جامع احمدیہ کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔ اس کی باقاعدہ افتتاح کی تقریب بتاریخ ۲۷ جولائی ۱۹۸۸ء منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ اس تقریب میں گیانا ٹرنیڈاد، کینیڈا اور انگلستان سے آنے والے احمدی مسلمان بھائی شریک کریں گے۔ انشاء اللہ !

☆ سرینام کی احمدیہ جماعت اس وقت ۲۸ مساجد متعدد مدارس اور چند یتیم خانوں کا انتظام و انصرام کرتی ہے۔ لیکن پاراماریبو و سارنم کے مقام پر ایک مرکزی دفاتر بھی ہوں گے۔

☆ اس افتتاحی تقریب کے سلسلے میں ایک چار روزہ احمدیہ موٹر (از ۲۷ تا ۳۰ جولائی ۱۹۸۸ء) بھی منعقد ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک مجلس مذاکرہ بھی منعقد ہوگی۔ جس میں احمدیت کی روشنی میں احزاب اسلامی کے مومنین پر مشرک، مجلس نقایہ کریں گے۔ تعمیر جامع اور انعقاد موٹر کے لئے سب اجاب جماعت سرینام حضور صا در غم جناب اس میں نعمت اور محکم ایم آر پیرخان صدر مرکزی انجمن سرینام شکر یہ اور مبارک بادی کے مستحق ہیں۔

☆ کینیڈا جیسے بڑے ملک میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے وابستہ ایک اور مقام پر انجمن کی شاخ قائم ہو گئی۔ الحمد للہ۔

یہ ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (اونٹاریو) کی کنڈا ۱۱ احباب جماعت نے ایک سینک میں مندرجہ ذیل احباب کو منتخب کیا ہے
پہلے صدر - مکرم محمد اسماعیل بلی صاحب
ع سکریٹری - مکرم مطلب حمید صاحب
رسم خزانچی - مکرم فیض الرزاق صاحب
رہ معادل سکریٹری - قمرہ بیگم صفورا حمید صاحب
نماز جمعہ، تبلیغی کلاس، درس نسوان، تربیت اطفال اور تفریحی و تعلیمی سیر و میز پر وگرام باقاعدگی سے شروع ہو گیا ہے۔

☆ ملک کینیڈا میں ہماری دوسری جماعت شہر وینیکور (ویسٹ وینیکور) میں پہلے ہی سے قائم ہے۔

☆ نئی قائم شدہ جماعت کو اس وقت لٹرچر پاکستان کی جماعت کے ذریعہ فراہم ہوتا ہے لیکن وہ اپنی ضروریات کے مطابق لٹرچر مقامی طور چھپوانے کا انتظام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کوششوں میں برکت ڈالے۔ آمین

☆ ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آتی ہے پس بڑا مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دیا اور جس نے تعلیم پائی

صفحہ باقیات

لقبہ نشاناتِ آخر زمان

کریں گے۔ یہ پھر ایسے ممالک کی طرف بھاگ جائیں گے جہاں رزق کی فراوانی ہو لوگ مطلبی بن جائیں گے اور مطلب لٹل جانے پر تو کون اور میں کون ، سنیاسی لوگ ، انارک الدنیا ہونے پر بھی دوستی اور رشتہ داری کے چکر میں پھنس جائیں گے۔ مال و دولت سمیٹنے کیلئے لوگوں کو شاگرد بنائیں گے عورتیں سرگھملا کھولا کر بڑوں اور خاندانوں کی نافرمانی کریں گی۔

عرضِ دین ہر لحاظ سے ختم ہو جائے گا اور دین کے چلے جانے سے پوری دنیا بے رونق اور بے نور ہو جائے گی۔

لقبہ تحفہ سلام

چند مشہور سورا میں ان حضرات نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا؟ کیا کچھ نہیں لکھا لیکن بے نیل و مرام چلے بسے۔

پاکستان میں ایک حکمران ہر علم خورشید نوے سالہ مسئلہ حل کرتے بیٹھے لیکن ایک چار سالہ مسئلہ اس طرح لٹکے پڑا کہ جان دیکھ ہی بجات ملی۔

ناعتبسا وایا ولی البصا

بایاتِ الملاحہ الجہا

عاشقانِ نبیؐ کو مشردہ جانفرا

حضرت امیرِ قوم سیدنا و مولانا محمد علی نے حضرت خاتم الانبیاء، احمد مختبئی، خیر مصطفیٰ اص کی حیاتِ طیبہ و سیرت مبارکہ پر جو کتب تالیف فرمائی ہیں ان میں لا لوگ بھالشی آف پرافٹ محمد (انگریزی) کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ اصل کتاب کا ایک ہندوستانی ایڈیشن امسال اسلامک پبلیشنگ ہاؤس سرینگر کی طرف سے شائع ہو گیا۔ الحمد للہ

امسال عید الفطر کے مبارک موقع پر خطبہ عید کے فوراً بعد اس کی رسم اجراء بدست الحاج شیخ عبدالصمد صاحب انجام پذیر ہوئی۔

ہمارے محترم و مکرم بھائی جناب عبدالرزاق صاحب نے بمبئی سے اس کتاب مستطاب کا پہلا ہندوستانی اردو ایڈیشن بھی شائع کیا ہے۔ تم اللہ میں وقت انگریزی ایڈیشن کا اجراء اسی وقت ہمارے محرم بھائی ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے تجویز پیش کی اس مقدس کتاب کا ترجمہ کشمیری زبان میں ہونا چاہئے۔ اور اس کشمیری ایڈیشن کے شائع کرنے کے بعد اخراجات وہ یعنی محرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب اپنے جیب ادا کریں گے الحمد للہ کشمیر کا اور ہند کی دونوں زبانوں میں ترجمہ کا کام شروع ہو چکا ہے۔

کتابیوں سے مدد گولنے کا پتہ

۱۔ اسلامک پبلیشنگ ہاؤس، ٹکمران پورہ سرینگر ۱۹۰۰۲

۲۔ مکتبہ اشاعت الحق، باران پتھر، مالدہ سرینگر ۱۹۰۰۹

۳۔ دارالکتب الاسلامیہ، فاطمہ بائی کورٹ، فورٹ

۴۔ مکتبہ اشاعت الحق، باران پتھر، مالدہ سرینگر ۱۹۰۰۹

اسلامی اشاعت اسلام کانفرنس
عید میلاد النبی

ماہنامہ اشاعت الحق سرگرمی

جلد ۲ • بات مارچ ۱۹۷۵ء • شمارہ ۳

جواہر الحکم

”تم کہو کہ اس وقت تک نہیں پاسکتے حبیب ربک
تم خدا کی راہ میں وہ چیز دے دو گے جو ہمیں سب سے زیادہ
پیاری ہے“ (قرآن مجید)

☆ حقیقی مسلمان کی علامت یہ ہے کہ باقی انسان
اس کی زبان اور اس کے ہاتھ کے شرع سے محفوظ
رہتے ہیں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ لوگ اپنے حبیب ان
کی خوش حد تو کہتے ہیں مگر نفوس خدا کی خوش حد
نہیں کہتے۔ حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ
☆ مافل وہ ہے جس کی عقل نے اس کو
ہر برائی سے باندھ رکھا۔

☆ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
☆ جو شخص خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارتا
ہے مکرور ایمان کا حامل ہے۔

☆ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین

۱	۱۵۱۹۹	۱	نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱	کلام منقولہ مجتہد الزمان علیہ الرحمۃ
۲	۱۵۱۵۱	۲	کامیابی کا سر فیض	۲	فرمودات امام الوقت علیہ الرحمۃ
۳		۳	اداریہ	۳	ادارہ
۴		۴	معارف القرن	۴	حضرت علامہ نور الدین صاحب علیہ الرحمۃ
۵		۵	مفکر ملکی لکچر	۵	ابن امام
۶		۶	معارف الحدیث مومنہ اطفال	۶	حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۷		۷	رسول اللہ کا جبین ولادت	۷	حضرت مولانا ابو الکلام آزاد
۸		۸	سرکار دو عالم کا حلیہ پاک	۸	حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمۃ
۹		۹	شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۹	حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ
۱۰		۱۰	اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کا پیغام عالم	۱۰	
۱۱		۱۱	انسانیت کے نام	۱۱	دامخوی خطبات نبوی
۱۲		۱۲	میلاد النبی کے متعلق تیرہ نظریے	۱۲	نہو او غلام نبی کنگ قادری (دہلی)
۱۳		۱۳	انتخاب الاخبار	۱۳	ابن رشید
۱۴		۱۴	حیات النبی	۱۴	حضرت غلام احمد صاحب قادری

پرنسپل و بشروائٹر محبوب عالم خان

مقام اشاعت: دفتر اشاعت الحق بدایں پورہ سرگرمی

۱/۵/۱۰
۱/۵/۱۰
شمالیہ پورہ سرگرمی

نعت رسول

وہ پیشوا ہمارا

از کلام منظوم محمد الزمان علیہ الرحمۃ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کلمہ محمد و لبر راہی ہے
 سب یک ہی پیر اک دوسرے کی بہتر ایک افضلے بے غیر راہی ہے
 پہلوں سے خون ہے خوبی میں اک قمر ہے اس پر سرک نظر و بد راہی ہے
 پہلے نور میں پاک پاد اس نے نہیں آئے میں جاؤں اس کے لئے بنافداہی ہے
 رہے جو تھے تھے دہر کے راہ دکھائے دل یار سے ملے وہ آشناہی ہے
 وہ دیر لا مکانی وہ دیر نہانی دیکھا کہ ہم نے اس کی بس برہماہی ہے
 وہ آج شاہ دیں ہو وہ تلخ مرسلین ہو وہ طیبے امین ہو اس کی شایاہی ہے
 حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر رکھے جو ان تھے تھے نعم العطاہی ہے
 آنکھ اس کی دوزخ میں ہو دل یار تو قرین ہو ہاتھوں میں شمع دیں ہو عین الانبیاہی ہے
 جو راہ دیں تو جہاں اس نے تلے سار دولت کا دینو والا فرماں رواہی ہے
 اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں وہ ہیں جن کی ہوں سر فیداہی ہے
 وہ دلبر گانہ علموں کلمہ خندانہ باقی ہو سب نے پڑے خطاہی ہے
 سب ہم نے اس ہی پادشاہی سے فیض پالیا وہ جس نے تو کب باوہم اتواہی ہے
 ہاتھ دلا کر ان سے فیض دیا تو ان کے پھر کھو جس نے خیر و خیر دیاہی ہے

بہشت و قیامت کے آریہ اور ہم جو جبریں سے تھیں

اے جنہ۔۔۔ بڑی غلطی ہے جس نے تارے یا تھیں گے ہیں۔

کلام الہامی

کامیابی کا سر مفکیت

فرمودات اہل الوقت علیہ الرحمۃ

خدا تعالیٰ کی راہ میں جب تک انسان بہت سی مشکلات
 اور امتحانات میں پورا نہ آئے وہ کامیابی کا سر مفکیت
 حاصل نہیں کر سکتا اس لئے فرمایا ہے: احسب الناس
 ان یذکروا ان یلقوا اعدائهم ولا یقتلون سورہ
 العنکبوت ۲ - کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 محض اتنی ہی بات پر راضی ہو جائے کہ وہ کہیں کہ ہم ایمان لا
 اور وہ ان کے دغاویں۔ ایسے لوگ جو اتنی بات پر اپنی کامیابی
 سمجھتے ہیں وہ یاد رکھیں انہی کیلئے دوسرا جگہ آیا ہے۔ وہاں
 ہُمْ یَمُوتُ مِئْتًا اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا: قَالَتِ الْأَعْرَابُ
 ائْتَنَا قُلُوبُكُمْ ثُمَّ تَوَلَّوْا وَلَکُنْ تَوَلَّوْا ائْتَلَمْنَا سورہ الحجرات
 - ۱۴ یعنی تم یہ دیکھو کہ ایماندار ہو گئے بلکہ یہ
 کہو کہ ہم نے مقابلہ قبول کر لیا ہے اور اطاعت اختیار کر لی ہے
 بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل ایماندار بننے کیلئے
 مجاہدات کی ضرورت ہے اور مختلف ابتداءں اور امتحانوں
 سے ہو کر نکلنا پڑتا ہے

گوئیے سنگ لعل شود در مقام صبر [منظومات ج ۲]
 شود و لیک بخون جگر شود [۱۴]

ادارہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند

ماہنامہ اشاعت الحق سرینگر

ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ مَعْلَمًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا
وَرِثَةً يَتْلُوْهُنَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ
رَبِّیْغِیْ فِیْ سَبِیْعٍ + وَكُوْنُ تَوْفِیْ تَوْفِیْ

اسی لئے ہر احسان شناس مومن صادق کو اس مبارک ہمیت کی آمد کیا تھ عجیب فرحت و انبساط حاصل ہونے لگتی ہے۔ اس کے نتیجے میں

ایک نئی دنیا کی آجائی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کافی اضافہ ہوتا ہے۔ اس محبت کا اظہار انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں میں کئی طرح ہوتا ہے۔ لیکن اس کا بہترین طریقہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ (نیک نمونہ) کی پیروی کرنا اور آپ کے ہر ارشاد گرامی کے سامنے مرتسليم کرنا ہے۔

ایک دفعہ بعض صحابہ نے آپ کے وضو سے سچا ہوا پانی بترک کے لئے اپنے چہروں پر مل لیا۔ آپ نے پوچھا کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے یہ جواب سن کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (اور ان کے دربارے سب مسلمانوں کو بھی) یہ نصیحت فرمائی :-

جو شخص چاہے کہ اللہ اور رسول اس کا محبوب بنے یا وہ شخص خود خدا اور رسول کا محبوب بنے، تو اسکو چاہئے کہ ہمیشہ سچ بولے، امانت میں خیانت نہ کرے، اور ہر ہمایہ سے اچھا سلوک کرے (مفہوم)

اس نصیحت میں حضور پر نور نے امت کو محبت رسول کا صحیح طریقہ سکھا دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پیارے رسول کی اس نصیحت پر کون عمل کرتا ہے

وَ اِنْ حٰوَرٰتُنَا اَرَبَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیْمِ
وَمَلِی اللّٰہُ عَلٰی الْخَلْقِ خَلْقًا مُحَمَّدٌ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ماہ ربیع الاول ایک مبارک ہمیت ہے۔ اسی ہمیت میں کونالکے لَمَّا خَلَقْتُ الْاِنْسَانَ لَکَ سَمِیْعًا وَّ اَبْصٰرًا اور سہل انبیاء کے مقام و مقام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمینیت بخش عظیم ناسوت ہوئے۔ اس دستگرفانیت نے ہلاکت کے مہینوں غار کے مزے پر لا کھڑا کرنا انسانیت کو گرنے سے بچایا۔ اس معلم ربانی نے انسان کو انسانیت کا اصول و اساس پیش پھر یاد دلایا۔ اس نفس قدس نے تحریر میں پھیلے ہوئے بگاڑ کو مٹا دیا۔ اس محسن اعظم نے رنگ و سسل، زبان و زمان، قوم و قبیلہ، نژاد و

سب فروعی امتیازات سے ماورعی ایک عالمگیر اور قیامت تک زندہ و پایندہ آئینہ شریعت و کج روی انسان کے اتحاد کی مضبوط بنیاد ڈالی اور اپنے پورے کسی دوسرے نبی کے ظہور سے دنیا کو بے نیاز کر کے اس اتحاد کو مستحکم کیا۔

اسی احسان اور اسی محسن کے ظہور کی وجہ سے ربیع الاول کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَنْجِیۡۤہُ لَكُمْ مِنَ اللّٰہِ تَوْفِیْۤہُ وَ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ (مائدہ ۵: ۱۰) بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک عظیم نشان نور اور حق ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی آیت کریمہ میں تَوْفِیْۤہُ سے مراد حضور کی ذات مقدسہ ہے۔ اور اس کی تحوین آپ کی عظمت پر گواہ ہے۔ کتاب مبین سے مراد قرآن حکیم ہے۔ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ آسمان پر ہو تو محمد مصطفیٰ صلعم بھی آسمان سے ہی آتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

قُلْ اَنۡوَلَّ اللّٰہُ اٰیٰتِکُمۡ ذٰلِکَ لَہٗ سَمُوۡلًا یَّتَلَوۡنَہَا عَلَیْکُمۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ الْح [۱۵: 28] [۱۵: 29] اللہ تعالیٰ نے بیشک تم پر ذکر اتاری ہے (اور) رسول جو اللہ کی آیات تم پر پڑھتا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی نازل ہوئے ہیں۔ اور یہ نزول ماہ ربیع الاول میں ہوا ہے اسی لئے علماء القادی [وفات علیہ السلام] نے کہا ہے

شریف کے پڑھنے میں شریک ہیں۔ اور ہر وقت یہ دُعا ہو رہی ہے۔ کہ کوئی
دُنیا پر کسی نہ کسی نماز کا وقت موجود رہتا ہے۔ اور علاوہ نماز کے پڑھنے
والے بھی بے انتہا ہیں۔ اب سوچو کہ اس تیرہ سو برس کے اندر کسی قدر روحوں
نے کس سوز اور تڑپ کیساتھ اپنے محبوب و آقا کی کامیابیوں اور آپ کے
مدارج عالیہ کی ترقی کے لئے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ پُر کیا کہ دُعا میں مانگی ہوں
گی۔ پھر ان دعاؤں کے ثمرہ میں جو کچھ آپ کو ملا اس کی کوئی حد ہو سکتی ہے؟ اگر دُعا
کوئی چیز ہے؟ اور ضرور ہے۔ تو پھر اس پہلو سے آپ کے مدارج اور مراتب
کی نظیر پیش کرو۔ کیا دُنیائیں کوئی قوم اور امت ایسی ہے جس نے اپنے نبی اور
رسول کے لئے ایسا التزام دُعا کا کیا ہو؟ کوئی بھی نہیں۔ کوئی عبادی رُح کے
لئے یہودی موسیٰ کے لئے، مسیحی مسیح کے لئے، مانگی ہوئے دُعا میں مانگی
نہ لائیں۔.....

نور کو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ثابت کرتا ہے کہ اس نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ لیکن غافل انسان سوچتا نہیں۔ افسوس
تو یہ ہے کہ جیسے اور لوگوں نے غفلت کی ویسی غفلت کا تفسار مسلمان ہوئے
آہ! اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی درجہ پر تہلیل کرتے۔ اور خود بھی
ان سے سبق لینے کے آرزو مند نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی کوثر عطا فرماتا.....

مسلمانوں کی غفلت اور اسکا علاج

میں دیکھتا ہوں کہ عیبائی اور اسیہ آپ کے چال چلن تو تلاش کرتے ہیں۔ اگرچہ اعتراض کرنے کے لیے مگر کرتے تو ہیں۔ مسلمانوں میں اس مقدار تک حسنی ہو کہ وہ کبھی دیکھتے ہی نہیں..... حالانکہ یہ ضروری بات تھی کہ آپ کے حالات زندگی پر پوری اطلاع حاصل کرنے کے کوشش کی جاتی کیوں کہ خدا تعالیٰ کی محبت یا اس کے محبوب بننے کا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع ہے۔ پھر یہ اتباع کیسے کامل طور پر ہو سکتی ہے جب معلوم ہی نہ ہو کہ آپ کی کرتے تھے..... پس تم وہ چیز جو جس کا نسخہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اتباع پر تجربہ کر کے دکھایا ہے کہ جب وہ دیکھے تو اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا..... غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے منتظر بنو..... (مگر اس کے لئے شرط ہے) فصل لیس باب ۱۲

تلفہ فرمایا ہے۔ **قُلْ لَنْ كُنْتُمْ عَلَيَّ فَايَةً وَلَئِنْ كُنْتُمْ عَلَيَّ فَايَةً لَأَكُونَنَّ عَلَيَّ فَايَةً ۚ لَئِنْ كُنْتُمْ عَلَيَّ فَايَةً لَأَكُونَنَّ عَلَيَّ فَايَةً ۚ لَئِنْ كُنْتُمْ عَلَيَّ فَايَةً لَأَكُونَنَّ عَلَيَّ فَايَةً ۚ** [۱۲]

۱. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میری طرف سے کوئی آیت نہ آئی تو میں تم پر کوئی آیت نہ آؤں۔ اگر تم میری طرف سے کوئی آیت آئی تو میں تم پر کوئی آیت آؤں۔ اگر تم میری طرف سے کوئی آیت آئی تو میں تم پر کوئی آیت آؤں۔ اگر تم میری طرف سے کوئی آیت آئی تو میں تم پر کوئی آیت آؤں۔

آدمی مل سکتے ہیں؟ کہ جہاں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی
گرنے کا حکم دیں، خون گرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر وہ بخشی کر ایمان، تواریق
مقرر تمام، ہمت نہ ہار اہم ہے۔ وہ ہیبت اور بیروت آپ کو عطا فرمائی کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرف کا ارادہ کرتے تو ایک
ہمینہ کی دُور راہ کے بادشاہوں کے دل کانپ جاتے ۔.....

۱۔ اسلام اور دیگر مذاہب : باطنی دولت کا یہ حال ہے کہ تیز و سوبرس کی توہین بہت جانتا اپنی بات بتاتا ہوں جس قدر مذاہب ہیں۔ میں نے ان کو ٹٹولا ہے۔ ان کو پرکھ کر دیکھا ہے قرآن کریم کہ تین تین لفظوں سے میں ان کو رزق کی طاقت رکھتا ہوں۔ کوئی باطل مذہب اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ پھر اسنحکام و حفاظت مذہب کے لئے دیکھو۔ جس قدر مذہب دنیا میں موجود ہیں۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ اس کی حفاظت کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ٹھہرایا ہے۔ مگر قرآن کریم کی تعلیم کے لئے فرمایا۔ اِنَّكَ لَنَجَافُظُوْهُ لَہُم توہیں اسکی حفاظت کرنوالے ہیں۔ حجہ ۹۰ [۹] یہ کیا کوشش ہے! اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا، اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر علوم ہو جائے کہ ایک انسان کیوں کر خدا تعالیٰ کو اپنا نالیتا ہے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کا کوشہ ہوگا۔؟

۱۱ حضرت کیلئے ہر وقت دعا کیے مانگی جاتی تھیں

پھر سائے مذاہب میں دُعا کو مانگتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں
 کہ جب زندہ بنے مولیٰ سے کچھ مانگا ہے تو اُسے کچھ نہ کچھ مقرر ملتا ہے
 اس اصل کو لیکر میں نے نوکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اس پہلو سے بھی کیا کچھ ملا ہے۔ تیرہ سو برس سے اُمت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (ترجمہ: اے خدا درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر) فرماتا
 کہہ کر دعائیں کر رہی ہیں۔ اور پھر اللہ اور اللہ کے فرشتے بھی اس درود

ابنِ ابراہیم

مکفر ملا کی پکار

مسیح اٹھ کے جو دیتا ہے اذان، کافر ہے
 گرچہ مانتے یہ ہیں سجدے کے نشان، کافر ہے
 جس کے کردار میں ہے خلقِ پیغمبر کی جھلک
 ہے جو باطل کے لئے برقی پتیاں، کافر ہے
 میرے ایمان پر شاہد ہے زمانے کا ضمیر
 تو یہ کہتا ہے کہ یہ جان جہاں کافر ہے
 مفتی شہر کو اب تک نہ سلیقہ آیا
 دلی ہو کس طرح مسلمان جو زبان کافر ہے
 سرنگوں سامنے ہیں جس کے کلیا کے چرلے
 تو سمجھتا ہے کہ وہ مساجد جہاں کافر ہے
 قریہ قریہ جو گئی ختم نبوت کے لئے
 تیری نظروں میں وہی سوختہ جاں کافر ہے
 تجھ کو قسراں کی اشاعت نہ متیرائی
 مشغلہ تیرا یہی ہے کہ فساد کافر ہے
 تیرا دامن ہے جو تحقیق و بحس ہو نہی
 تیری کم کو شن نگاہوں کا کائن کافر ہے
 روزِ وثب جس کو نہیں حتمتِ سرِ فراخ
 گرچہ ہی کفر ہے، کافر ہے، وہ ہاں! کاکر
 اے اللہ! اے ناموس رسالت کے امین
 جن کی نظروں میں ہر اک رنگِ حنا کافر ہے
 کلمہ پڑھ کر جو مسلمان نہیں ہوتا کوئی
 پھر تو اسلام کا ہر پیرو جو کافر ہے
 اے تقدیس و تقدس سے جلا کیا حاصل
 جس میں اخلاق و مروت گناہ کافر ہے
 اے دور کے ملا ہیں کیوں تنگ مسلمان (اقبال)

اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں لگو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔۔۔۔۔ اس طرح پر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ تعظیم اؤھو اللہ کے لئے تو قسطن
 لہما ینک کا حکم ہے مگر شفقت علی خلقی اللہ اور تمہیں تعظیم ابراہیم
 کے لئے کا حق (قربانی بھی کرو) قربانی براہی شکل کام ہے۔ جب یہ ترسوع
 ہوئی اس وقت دیکھو کیے مشکلات تھے اور اب بھی دیکھو۔

قربانی کا فلسفہ

ابراہیم علیہ السلام بہت
 بوطے اور ضعیف تھے ۹۹ برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی وعدہ کے
 مطابق اولاد صالح عنایت کی۔۔۔۔۔ جب اسمعیل جوان ہوئے تو حکم
 ہوا کہ ان کو قربانی میں دیدو۔ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی دیکھو زمانہ اور
 عمر وہ کہ ۹۹ تک پہنچ گئی۔ اس بڑھاپے میں ایزد اولاد کے ہونے کی کیا
 توقع۔۔۔۔۔ مگر اس حکم پر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتیں، ساری امیدیں
 اور تمام ارادے قربان کر دیے۔ ایک طرف حکم ہوا اور دوسری طرف قربان
 کر دینا ارادہ کر لیا۔ پھر بیٹا بھی اب سعید بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام
 نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ لَکَ فِی الْمَنَامِ اَفْجَعْتُ لَکَ مِنْ دُونِ نَوَابِ
 دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں تو وہ بلا چون و چرا یوں ہی بولا کہ
 اَفْعَلْ مَا تُؤْمِرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ
 تابعدی کرو۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہو اسکی تعبیر ہو سکتی
 ہے۔ مگر نہیں۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اس کے بیٹے کو کی جزادی
 اولاد میں ہزاروں بادشاہ اور انبیاء پیدا کئے۔ وہ زمانہ مطلق جس
 کی انتہا نہیں۔ خلفاء ہوں تو وہ بھی بہت ابراہیمی میں۔ سائے نواب
 اور خلفاء الہی دین کے قیامت تک اسی گھرانے میں ہونے والے ہیں۔

قربانی کیسی ہو؟

ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِذَکَیْ فَقَضَیْ
 السَّلَامَ وَالْاٰمَنَیْنَ تَجْرِبَیْنِ لَیْ نَبْجِسُوْکُمْ اِنَّا مُنْمِنُ اس کی طرف
 کیا ہو جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کہتے ہو تو روتے ہیں اس کی بات
 متفق ہو۔ اِنَّ مَلٰٓئِکَتِیْ وَنٰسِکِیْ وَمَخِیَّیْنِیْ وَمَمَآئِیْ لِلّٰهِ سَبِّ
 الْعٰرِکِیْنِ تَجْرِبَیْنِ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا
 مرنا اللہ کیلئے ہو جو جانوں کا رب ہے کہتے ہو تو کہہ دو کہ میں دکھاؤ۔۔۔۔۔ خدا
 تعالیٰ کی راہ میں اپنی ہر تولی اور خواہشوں کو قربان (یقیناً یہ دیکھیں)

کشاف الحَدیث

مومنہ اخلاق

حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاکیزہ ارشاد

یوں تو ہر کلمہ کو اپنا آپ حقیقی مومن ہی نہ لکھتا ہے۔ لیکن آج کی حدیث نبوی میں تنقید کے صفات ایسی بیان ہوئی ہیں جو حقیقی مومن ہونے کے لئے گویا بطور علامت ہیں۔ یہی صفات ہر کلمہ کو کا منطوق نظر ہونا چاہیئے۔ اور ان ہی صفات سے مومنین ہونیکی ہم سب کو بہر پرورش کرنا چاہیئے۔

(مدیر)

عن جندب بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اخلاق المؤمن ۱۱ قوۃ فی دین ۱۲ وحرۃ فی لیلین ۱۳ وایمانا فی یقین ۱۴ وحرۃ فی علیمہ ۱۵ وشفقۃ فی مقیۃ ۱۶ وحملا فی علیمہ ۱۷ وقصد فی غنی ۱۸ وتجملۃ فی فاقۃ ۱۹ وتبحر جاکن طمع ۲۰ وکسب فی حلال ۲۱ ویز فی استقامۃ ۲۲ ونشاطا فی ہدی ۲۳ ولہیا عن شہونہ ۲۴ ورحمۃ للمجھول ۲۵ وان المؤمن من عباد اللہ ۲۶ کا یحیف علی من یبغض ۲۷ ولا یأثم فیمین یحب ۲۸ ولا یفیع ما استودع ۲۹ ولا یحسد ۳۰ ولا یلعن ۳۱ ولا یلعن ۳۲ ولعلیٰ من یبغض ۳۳ ولا یلعن ۳۴ ولا یلعن ۳۵ ولا یلعن ۳۶ ولا یلعن ۳۷ ولا یلعن ۳۸ ولا یلعن ۳۹ ولا یلعن ۴۰ ولا یلعن ۴۱ ولا یلعن ۴۲ ولا یلعن ۴۳ ولا یلعن ۴۴ ولا یلعن ۴۵ ولا یلعن ۴۶ ولا یلعن ۴۷ ولا یلعن ۴۸ ولا یلعن ۴۹ ولا یلعن ۵۰ ولا یلعن ۵۱ ولا یلعن ۵۲ ولا یلعن ۵۳ ولا یلعن ۵۴ ولا یلعن ۵۵ ولا یلعن ۵۶ ولا یلعن ۵۷ ولا یلعن ۵۸ ولا یلعن ۵۹ ولا یلعن ۶۰ ولا یلعن ۶۱ ولا یلعن ۶۲ ولا یلعن ۶۳ ولا یلعن ۶۴ ولا یلعن ۶۵ ولا یلعن ۶۶ ولا یلعن ۶۷ ولا یلعن ۶۸ ولا یلعن ۶۹ ولا یلعن ۷۰ ولا یلعن ۷۱ ولا یلعن ۷۲ ولا یلعن ۷۳ ولا یلعن ۷۴ ولا یلعن ۷۵ ولا یلعن ۷۶ ولا یلعن ۷۷ ولا یلعن ۷۸ ولا یلعن ۷۹ ولا یلعن ۸۰ ولا یلعن ۸۱ ولا یلعن ۸۲ ولا یلعن ۸۳ ولا یلعن ۸۴ ولا یلعن ۸۵ ولا یلعن ۸۶ ولا یلعن ۸۷ ولا یلعن ۸۸ ولا یلعن ۸۹ ولا یلعن ۹۰ ولا یلعن ۹۱ ولا یلعن ۹۲ ولا یلعن ۹۳ ولا یلعن ۹۴ ولا یلعن ۹۵ ولا یلعن ۹۶ ولا یلعن ۹۷ ولا یلعن ۹۸ ولا یلعن ۹۹ ولا یلعن ۱۰۰

گنہگار ہے یا نہیں۔

۱) دین معاملات میں قوت و شوکت دکھائے (۲) نرم برتاؤ میں متقلز نہ رہے (۳) کام لے (یعنی ایسی نرمی اختیار نہ کرے جو بے غیرتی پر منتج ہو) (۴) یقین میں قوت (ایمان نظر آئے) (۵) اصل یقین (۶) تحصیل علم و شوق سے کرے (۷) سچے حالات میں شفقت ہو کام لے (۸) تحصیل علم میں ممبر و نقل سے کام لے (۹) گھر کے علم کو چھوڑ دینے نہ ہی بے سوچے سمجھے طوطے کی طرح رٹ لگائے (۱۰) دولت میں برائے تو میاں روی سے خرچ کرے (۱۱) اسراف سے بچے (۱۲) غصے میں ضبط و برداشت دکھائے (دست سوال دراز نہ کرتا پھرے) (۱۳) طمع اور لالچ سے اجتناب کرے (۱۴) روزی کسب حلال سے حاصل کرے (۱۵) نیکی کلموں میں استقامت دکھائے (۱۶) سونک ہدایت میں خوشی و ہنس ناکیا نہ خست و چالاک اور تیز کام ہو (۱۷) شہوات نفسانی سے بچتا ہے (۱۸) مصیبت زدہ پر رحم کرے۔ یقیناً مومن اللہ تعالیٰ کا خاص المیاس بندہ ہے (۱۹) میں سے ایک بندہ ہے۔ (۲۰) دشمن پر بھی ظلم نہیں کرتا (۲۱) اپنی دولت پر کھلی (الزام نہیں لگاتا) (۲۲) احسان میں خیانت نہیں کرتا (۲۳) ہاں نہیں (۲۴) طعنہ زن نہیں (۲۵) اور نہ ہی کسی پر بدگمانی (بھلا) لعنت کرتا ہے۔ (۲۶) حق بات کی تائید میں سینہ سپر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بات اس کے سلسلے وقوع پذیر ہوئی ہو (۲۷) بڑے القاب کو کسی کو یاد نہیں کرتا (۲۸) نماز میں خشوع و خضوع سے کھڑا ہو جاتا ہو (۲۹) زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی میں جلدی کرتا ہو (۳۰) مصائب و مشکلات کے زلزلوں میں (انہما فی مصیبت میں) کامل وقار سے رہتا ہو خود واری نہیں کہوتا اور احکام کے دروازوں پر خاک نہیں چھتا پھرتا۔ (۳۱) سودگ میں اللہ کے شکر سے ان کا دل البربر ہو کر رہے (۳۲) شکر کا مظاہرہ حال اور حال سے کرتا ہے (۳۳) وہ اپنے نصیب پر (پر دم) قانع رہتا ہے (۳۴) وہ کبھی ایسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا جو اس کی نہیں (۳۵) وہ بیگ و غصب اور جویش انتقام سے جتناب نہی نہیں کرتا (۳۶) فیاض ازادوں سے (دیکھنے کے لئے) اس پر غلہ نہیں پاتا (۳۷) وہ لوگوں سے اس غرض سے ملاپ رکھتا ہے کہ ان کے حال سے خبر وادبہ (کسی حاجت مند کی حاجت روائی کرے اور مصیبت زدہ کی مدد کرے) (۳۸) وہ لوگوں سے (اس بات کو مد نظر رکھ کر) گفتگو کرتا ہے کہ ان کے مافی الضمیر کو سمجھے (باقی صفحہ ۹)

واکمل کیلئے ہے۔ اور اس کا متعلق اس کے سوا کوئی اور ہے۔ یعنی نہیں۔
مقصود و ماز و پروردگار جو غیبی نیست
ہر جا کہیں سجدہ بدران استغفار و روضہ

وحده لا شریک

خدا کی الوہیت اور ربوبیت جس طرح
وحدہ لا شریک ہے ہر کوئی جانتی اس کی
شریک نہیں اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت میں ہر شے میں کوئی اس
کا سا نہیں۔ اس کے لئے دھرم و جہاں کی قربانیت میں کوئی شریک نہیں۔
یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں تمہیکے ہو کہ تمام انبیاء و کرم علیہم الصلوٰۃ والسلام
جو دنیا میں آئے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ان کے ناموں کو پکارا ہے، لیکن
انسان کے واقعات کا میں ذکر کیا تو ان کے ناموں کی فتح کی ہے، لیکن
انسان کے لئے اس خدا کامل، اس صفات بحدیث کے وحدہ لا شریک
جو ہر شے میں ہے اس طرح ذکر کیا کہ نہ تو اس کا نام لیا گیا ہو نہ ہی کسی
اور نہ ہی۔ نہ ہی نامزد کیا گیا ہو، اگر صرف جب کے لفظ اس کے پروردگار

نہایت اعلیٰ و اعلیٰ ہے۔
سبحانک اللہ رب العزت و الجلال و العز
الاسم الجبار الوہد

الحمد لله الذي اخرجنا من الظلمات الى النور
اس طرح سورہ نور، سورہ فرقان، سورہ نجم اور سورہ حدید میں آپ کا ذکر کیا ہے
پہلے ان تمام صفات میں آپ کا اسم گرامی نہیں لیا گیا بلکہ اس
کی جگہ سب سے بڑا کیا ہے۔ حالانکہ بعض دیگر انبیاء کیلئے اگر "عب" کا لفظ آیا
ہے تو اس کی تمام کائنات میں بھی درج کر دی گئی ہے، سورہ نجم، سورہ فرقان
کیلئے لے لیا ہے۔

یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا
یہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کا ذکر کیا

پس جس کی قدوسیت و برتریت کا یہ مرتبہ ہو اس کی یاد میں جتنی کھڑیاں
بھی کھڑیاں، اس کے عشق میں جتنے آنسو بہیں، ہر جا میں، اس کی محبت میں
جتنی آہیں بھریں، ہر جا میں، اس کی صحت و ثبات میں جتنی بھی زبانیں دھڑکیں
ہوں، انسانیات کا حال روح کی سعادت، دلوں کی طہارت، زندگی کی پاک
کی علامت ہو۔

راہ تو ہر قدم کو نیند خوشی رات
وہل تو ہر سہلک جو نیند خوش است
نام تو ہر زبان کہ گویند خوش است
لیکن جب سب سے پہلے اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ کہہ دیا اور اس ماہ کے
واقعہ ولادت کی یاد میں خوشیاں منائے تو تو اس کی سرتوں کے اندر نہیں سمجھی
وہ اپنا نام بھی یاد آتا جس کے بشیر اب تمہاری کوئی خوشی نہیں ہو سکتی، کہ تم نے
اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ جس کی پیدائش ہو کہ جس کی یاد کیلئے تم سرور ملنا
جسٹس کہہ رہے ہو۔ یہ کون تھا جس کی ولادت کے تذکرہ میں تمہارے لئے خوشیوں
اور سرتوں کا ایسا عزیز پیام ہو؟

اے! اس مہینہ کی آمد اگر تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیام ہو کیوں کہ اسی مہینہ میں
وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا تو میرے لئے اس سب سے بڑا کہ اور کسی مہینہ میں قائم
نہیں کیوں کہ اسی مہینہ میں پیدا ہونے والے جو کچھ تمہیں دیا تھا وہ سب کچھ تم
نے کھو دیا۔ اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف نشے والے کی یاد تازہ کرے تو دوسری
طرف کھونچنے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہو جانا چاہئے۔

ماشاء اللہ عظیم
پیغام خوش انداز باطنیت
تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو۔ مگر تمہیں اپنی دل کی اجڑی ہوئی
ہستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کا فہمی مٹھوں کی تھیل میں روشن کرتے ہو۔ مگر اپنے
دل کی اندھیری کو دور کرنے کے لئے کوئی چراغ روشن نہیں کرتے تم بچوں
کے کھلتے پھلتے ہو مگر آہ تھکے اعمال کے پھول مرجھا گیا ہو۔ تم کلابک جینیٹوں
سے بھر دیا۔ اس میں کوئی نہ پناہ ہے، مگر آہ تمہاری غفلت، مگر تمہاری
حالت اسلامی کی خطرناک سے تمہاری روح کی سرخسرو ہو۔ کاش تمہاری مجلسیں ایک
بے نیام، تھکے، ایلٹ اور چوٹ کے مکانوں کو نہ بے نیت، ایک ذرہ نفیص
نہ ہو تو تمہاری آنکھیں، رات رات بھر غم سے آلود ہوں، ہر جا میں تمہاری
زبانوں سے ماہ بیچ الاولیٰ کی ولادت کیلئے دینا کچھ نہ ملتی، مگر تمہاری روح

کی آبادی معجزہ ہوتی تھا ہر دل کی لہریں نہ اڑتی تھیں بار بار لعل بیدار ہونا تھا ہر
زمانوں سے نہیں، مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوہ حسنہ نبی کی طرح ڈھنگ کے ترانے
اٹھتے :-
مجھ پر نور ہو دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہو تیرے حبیب سے

پھر وہ قوم اور آہ اس قوم کی فطرت و نادانی جس کے لئے ہر جشن
مسترت میں پیام اور جس کی حیات تومی کا ہر قدم عیش فغان مسترت ہو گیا
ہے مگر نہ تو ہماری عظمتوں میں اس کیلئے کوئی منظر عزت ہو نہ حال کے
واقعات و حوادث میں کوئی پیام بنیہ پر ہوشیاری ہو۔ اور نہ مستقبل کی
سناہیں میں زندگانی کوئی روشنی اپنی سامنے رکھتی ہے۔

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لئے جشن
ظہور مقصدی طور پر
مسترت کا پیام اس لئے تھا کہ اسی مہینہ
میں خدا کا وہ فرمان رحمت دیا گیا ہے کہ دنیا کی شقاوت و مصروفیت
کا موسم بدل دیا۔ ظلم و طغیان اور فساد و مصلحت کی تاریکیاں مٹ گئیں۔ خدا
اور اس کے بندوں کا لوٹا ہوا رشتہ جو گم گئی۔ انسانی اخوت اور مساوات کی لگاتار
نے دشمنوں اور کینوں کو نابود کر دیا۔ اور ظلم و کفر و فسادات کی جگہ کلمہ حق و عدالت

کی بادشاہت کا اعلان ہوا :-
لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ لِقَاءَ جَنَّةٍ مِّنَ اللَّهِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَذِكْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا هُوَ الْفُرْقَانُ
لیکن دنیا شقاوت و مصروفیت کے دور کو بھر دیکھا ہو گئی۔ انسانی شر و
فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب کرنے کے لئے پھیل
گئی۔ سچائی اور راست بازی کی کیتوں نے پامالی پائی اور انسانوں کے لئے راہ
گم ہو گئی رکھو الا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لئے تھی، غریبوں کو
دیدہ ہو گئی، اور اس کے کلمہ حق و عدل کے غمگینوں اور راتھیلوں کو اس
کے سطح خالی ہو گئی۔

ظَلَمُوا النَّفْسَ الَّتِي فِي الْيَتِيمِ إِلَى الْآخِرِ لَئِيْلًا كَسَبَتْ اَلَيْسَ لِلّٰهِ الْاِنْسَانُ
یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لئے خوشیوں کی بہار ہو تو ہر فاسد لہو کا اس
مہینہ میں دنیا کی غزوات اور فسادات ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔
پھر اگر آج دنیا کی عدالت، محرم فسادات کے جو ٹکڑے سے مرجھا رہی ہو تو اسے
غصہ نہ پرتو تمہیں کی ہو گیا ہو کہ ہر ایک خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خیرات
کی پالیسی پر نہیں رہتے :-

”آتشیں شعلہ“ اس موسم کی خوشیاں اس لئے تھیں کہ اس

میں اللہ کی عدالت کی وہ آتشیں شعلہ کوہ فاراں پر نمودار ہوئی جس
کی چوٹیوں پر صاحب توراہ کو خبر دی گئی تھی اور جو مظلوموں کے آسواہیلے
ذات و نامرادی سے ٹھکرانے والے کیلئے دُنیا میں نہیں آئی تھی بلکہ اس لئے
آئی تھی کہ اعدا حق و عدالت کا نامی کے آسواہیلے، دشمنان الہی کیلئے
کے لئے جوڑ دینے جائیں فسادات و شقاوت نامرادی و ناگامی کی ذلت سے
ٹھکرانے والے اور سچائی و راستی کا شرس عظمت و اجمال لغت الہی
کی کامراہوں اور اقبال و فیروز مندی کی تختہ دیوں کی تمام کائنات
ارضی میں اپنی جبروتیت و قدوریت کا اعلان کرے۔ پس وہ اللہ کے ہاتھ
کی چمکانی ہوئی ایک تلوار تھی جس کی مہبت و قہار میتنے باطل پرستی
کی تمام طاقتوں کو لڑا دیا اور کلمہ حق کی بادشاہت اور دہائی فتح کی
دُنیا کو بشارت سنائی۔

هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ تُشْكُونَ يَا وَيْلَتَى الَّذِي كُنْتُمْ تُشْكُونَ لَئِيْلًا كَسَبَتْ
الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشْكُونَ لَئِيْلًا كَسَبَتْ

کیوں کہ وہ جو ربیع الاول میں آیا اس لئے کہ اگر تم اور ناگامی اُن کیلئے
ہوئی چاہتے تھے کہ پاس کامیابی و نصرت بخشے والے کا رشتہ نہیں ہے
جن پاک روجوں نے خدا کی سچائی اور کلمہ حق و عدل کی خدمت گزاری کے
لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ وہ کس سے نہیں ڈرتے البتہ اُن کی مہبت
و قہار میت سے دُنیا کو ڈرنا چاہئے، دُنیا میں متفاد سے متفاد ابرہہ باہم
جمع ہو سکتے ہیں، آگ اور پانی لیکن ہر ایک جگہ جمع ہو جائیں، شیر اور بکری
ہو سکتے ہر ایک ہر گٹھ سچائی میں، لیکن خدا کا ایمان اور انسان کا
خوف یہ دونوں چیزیں ایسی متضاد ہیں جو کبھی بھی ایک دوسرے میں جمع نہیں ہو سکتیں

استقامت و اُمت
لیکن آج جب تم یہ میلاد کی مجلس منعقد کرتے
ہو۔ تو تمہارے دل میں ہر وہ تہا رہی دولت کمال

سے جو ہمیں دی گئی تھی، وہ تمہاری روح حیات کیوں نہیں چھوڑ کر چلی گئی
تو تم میں جو کئی گئی آہ تمہارے اعدا سے کیوں روٹھ گیا ہو اور تمہارے
آؤتے کیوں تم کو صرف اپنی ہی غلامی کیلئے نہ رکھا کیا ربیع الاول کے آنے والے
خدا کا یہ وہ نہیں بنایا تھا کہ عزت صرف تمہارے لئے ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ اٰیَاتِ اللّٰهِ وَلَئِنْ سُوِّدْتُمْ لَيَكُونَنَّ مِنكُم مَّن مُّذِلٌّ
نہ اس میں جو کلمہ حق کے لئے نہیں بلکہ صرف تمہارے لئے ہو، شیکہ تم میں
فرزاد کے لئے نہیں بلکہ صرف خدا ہی کے لئے جاؤ۔

یہاں تک کہ تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دہائی

سرکارِ دو عالم احمدی محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

کا
خلیہ مبارک

آخر قلم مبلغ اسلام الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمۃ

کسی دینی محکمہ تصویر کی بجائے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلیم کا خلیہ مبارک سجاری شریف سے نقل کر دوں۔ یہ کتاب آنحضرت صلیم کی احادیث کا مستند ترین مجموعہ ہے۔

آپ کا قد تو لمبا تھا نہ چھوٹا بلکہ اوسط و بزرگ کا جب آپ تنہا چلتے تھے لوگ آپ کو فقیر اقامت کہتے تھے لیکن جب آپ کی محبت میں کوئی شخص ہوتا آپ اس سے لمبے معلوم ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ سفید تھا لیکن نہ ناولا نہ بہت ہی سفید بلکہ ایسا سفید جس میں کسی رنگ مثلاً زرد سرخ وغیرہ کی آمیزش نہ ہو بعضوں نے آپ کا رنگ بال برفی لکھا ہے۔ اور روایت مذکورہ بالا سے مطابقت یوں کہ ہے کہ جو جگر جسم مثلاً چہرہ ہاتھ پاؤں گردن کان وغیرہ کھلے رہتے تھے وہ بال برفی تھے مگر نہ بال برفی گور تھا۔ آپ کے بال گھونگروں کے تھے لیکن نہ قطعاً اور نہ ہاں تھے نہ زیادہ گھنے۔ جب آپ شانہ فرماتے تھے تو ان میں خفیف ہر نمایاں ہو جاتی تھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے بال کندھوں پر پڑے رہتے تھے اکثر روایات یہ ہیں کہ کان کی کو تک آتے تھے کبھی کبھی آپ بیچ کی مانگ نکال لیتے تھے۔ اور آنحضرت بال اس کان کے پیچھے اور آنحضرت اس کان کے پیچھے ڈال لیتے تھے کبھی آپ کانوں کے پیچھے بھی شانہ فرماتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی گردن کا وہ حصہ بھی نمایاں ہو جاتا تھا جو بالوں سے پوشیدہ رہتا تھا۔ آپ کے سر اور بالوں میں صرف سترہ بال سفید تھے اس سے زیادہ نہیں دیکھ گئے۔ آپ کا چہرہ نسبتاً بمقابلہ دوسرے لوگوں کے زیادہ دکش تھا جس شخص نے آپ کے چہرہ کا ذکر کیا ہے اس نے ہمیشہ چودھویں رات کے چاند کی روشنی سے چہرہ کی

کارنگ نہایت شفاف تھا۔ اس لئے غصہ اور سرور دونوں کا اثر فوراً نمایاں ہو جاتا تھا۔ اکثر لوگوں نے آپ کے رفیق اور دوست ابو بکر صدیقؓ کے اس قول کی تصدیق و تائید کی ہے جس کا مطلب یوں ادا ہو سکتا ہے۔ "جس طرح چاندنی رات میں تاریکی کا شائبہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہمارا مصطفیٰ ہے جو ہمارا خیر خواہ ہے اور نورانی صورت والا ہے۔"

آپ کی پیشانی فراخ تھی۔ بھوس باریک مگر بھری ہوئی تھیں۔ دونوں بھوؤں کے درمیانی حصہ میں غضب کی چمک پائی جاتی تھی۔ آپ کی آنکھیں بڑی بڑی کشادہ سیاح جمیں خفیف سی جھلک کرنی کی تھی۔ اور خوش رنگ کی تھیں۔ آپ کے ہلکے اور بہت ہی گھنے تھے۔ گویا اب آپس میں ملے۔ آپ کی کانگ سنواں اور لمبی تھی۔ دانت کسی قدر کھلے تھے۔ جب آپ منبتے تھے تو ان کی چمک بھلی کومات کرتی تھی۔ آپ کی ہونٹ خوبصورت اور دکش تھے۔ آپ کے ریشہ ریشہ نہ تھے بلکہ گداز اور بھاری۔ آپ کا چہرہ گردنی تھا نہ بالکل ہی گول بلکہ قدرت گولائی کی طرف مائل تھا۔ آپ کی داڑھی گھنی تھی جسے آپ کتروا لے تھے۔ ہاں مونچھیں نہ دروازے کرتے تھے۔ آپ کی گردن دوسرے لوگوں کی گردن سے زیادہ حسین تھی۔ لمبی نہ چھوٹی۔ جو حصہ دھوپ اور ہوا کے لگتا تھا۔ گویا چاندنی میں سونے کے ذرات ملائے ہیں۔ آپ کا سینہ معلوم گنجیمہ نہ تھا اور بے کینہ تھا۔ نہایت فروغ تھا۔ کسی حصہ کا گوشت دوسرے حصوں کے گوشت سے زیادہ نمایاں نہ تھا بلکہ ہموار شفاف اور چمکا تھا۔ گلیں لیکر ناف تک بالوں کی ایک ہلکی سی تحریر چلی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اوڑ بال تھے۔ آپ کے کندھے چوڑے چمکے تھے۔ ان پر بال بکثرت تھے۔ آپ کے کندھے چمکے اور انہیں پر گوشت تھیں۔ آپ کی پیٹھ چوڑی تھی اور دائیں جانب ایک مہر کا نشان تھا۔ اس میں ایک سیاح ستر تھا جس پر چاروں طرف گھنے اور سخت بال لگے ہوئے تھے۔ آپ کی بازو پر گوشت تھے۔ کلائی لمبی تھیں چوڑی ہاتھ پاؤں چوڑے اور کش دھتے۔ آپ کی انگلیاں لمبی تھیں جیسے چاندنی کی تیریاں۔ آپ کی پھٹیل نعل کی طرح طویل تھی، اور خوشبودار تھی۔ جیسے کسی عطاری کی آبی رائی اور پٹلی پر گوشت تھی۔ آپ کا جسم اس قدر اکیسا تھا مضبوط تھا۔ اور بڑھاپے میں بھی آپ کے عضلات ایسے ہی مضبوط تھے جیسے کسی نوجوان کے آپ کی چال و حال مردانہ تھی اور قدم مضبوط اور جیا ہوا پڑتا تھا جس طرح آپ کے طرف جھکتے تھے اور قدم چھوٹے چھوٹے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جہاں لی گئی ہے میں حضرت آدم و نوحؑ رہوں اور اخلاقی طور پر ابلیس علیہ السلام سے ہے۔

شان محمد ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم

از فرمودات بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ

جاں و دلم فدائے جمال محمد است خاک تبار کو چہ آل محمد است

میری جان و دل محمد کے جمال پر قربان ہے میری خاک محمد کی آل کے کوچہ پر نثار ہے

دیدم بعین قلب و شنیدم بگوشش ہوش در ہر مکان ندائے جمال محمد است

میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سنا (یقیناً) شش جہات میں صرف جمال محمد ہی کی گونج ہے۔

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دھم یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

یہ (معرفت کا) جاری چشمہ جو میں لوگوں کو پلارہا ہوں۔ محمد عربی کے کمال کے سمندر کا بس ایک ہی قطرہ تو ہے

این آتش ز آتش ہر محمدی است دین آب من ز آب زلال محمد است

یہ میری (مشتق کی) آگ محمد کی محبت کی آگ سے ہی روشن شدہ ہو۔ اور یہ میرا (مذہب) ان کا پانی محمد مصطفیٰ کے مصفا پانی سے ہی متعارف ہوا (حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ)

اسم محمد کا حقیقی مرصہ اق

اللہ جتنا نے جب احسان کرنا چاہا۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کیا۔ آپ کا نام محمد تھا جس کے معنی ہیں نہایت ہی تعریف کیا گیا۔ جو باب تفصیل سے آئے۔ اس کی وجہ یہ ہو کر کوئی

اسی قدر قابل قدر ٹھہرتا ہے جس قدر کام کر لے۔ پہلے نبی خاص قوموں کے لئے آئے تھے۔ اور ایک نقص یہ تھا کہ ایک عظیم الشان اصلاح کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام جب آئے تو وہ صرف بنی اسرائیل ہی کی گمشدہ بھیڑیوں کو اکٹھا کرنے کے واسطے آئے۔ اور یہودیوں کے پاس اس وقت تو رات موجود تھی۔ وہی تو رات کی تعلیمات علم رسالہ کی کافی سمجھی گئی تھیں اور یہودی تو ریت کے احکام اور تعلیمات کو قائل اور ان پر قائم تھے۔ ہاں بعض اخلاقی کمزوریاں تھیں۔ جو ان میں پسند ہو گئی تھیں اور یہ صاف بات ہے کہ صرف اخلاقی کمزوریاں

کا دور کرنا ان کے نقصانات کو بتلادینا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ایک معمولی درجہ کا آدمی بھی کر سکتا ہے اور اخلاقی واعظ ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سچ کا نام محمد نہ رکھا گیا کیوں کہ ان کی خدمات ایسی اعلیٰ درجہ کی نہ تھیں۔

حضرت موسیٰ کی بعثت

اور اسی طرح پر موسیٰ علیہ السلام جیسے گو وہ ایک شریعت لیکر آئے مگر ان کا بڑا کام بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانا ہی تھا۔ حالانکہ وہ قوم چار سو برس کی تھیں اور

معیشتوں کی ہر ہر سوجھ بوجھ خود اس پر مادہ اور تیار تھی۔ کہ کوئی ایسی شہر ایک ہو، تو وہاں سے نکل کھڑے ہوں۔ مادہ تیار تھا صرف تھوڑے۔ اور حرکت کی ضرورت تھی۔ اور ان کی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی بڑی عیاضی غرض یہی تھی کہ وہ فرعون کی غلامی سے نکلیں۔ چنانچہ روحانی اور فدا پرستی کے متعلق وہ بخیرہ ٹھوکر کھاتے تھے اور بے جا گناہوں اور شہنیوں سے کام لیتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو من لکھتی تھی اور اللہ جہوتہ اور وہ بے جا گناہوں اور شہنیوں سے کام لیتے تھے اور ذرا سی غیر بافری میں

گوں پرستی کر نیے باز نہ آئے۔ اور بات بات پر ضد اور استغاضہ ہو
کام لیتے۔ ان کے حالات پر پوری نظر کے بعد صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف
فرعون کی غلامی سے آزاد ہونا چاہتے تھے..... غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام

ہم سے نبی کا زمانہ آگیا۔ وہ ایک خارستان تھا۔ جس میں نبی کریم نے
قدم رکھا۔ اور ظلمت کی انتہا ہو چکی تھی۔ میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا۔ اور کل نبی اس وقت گنہگار تھے
سب کے سب آسمان

اعتراف حق

اسب سے بڑا الزام محمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اہل حق ہونا تسلیم
نہیں کرتے..... اس سلسلے میں مجھے امدادی جماعت کا الشکر و تحنن دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے جب
مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو میں اور زیادہ حیران ہوا۔ کیوں کہ مجھے ان کی کوئی تحریر ایسی
نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی۔ بلکہ برخلاف اس کے میں نے ان کو ختم رسالت کا اقرار
کے والا اور صحیح معنی میں عاشق رسول پایا۔ (علامہ نیاز فتح پوری، ماہنامہ رنگارنگ، نمبر ۱۹۶۱ء)
بندوباس کے مشہور و معروف نقاد علامہ نیاز فتح پوری، ماہنامہ رنگارنگ، نمبر ۱۹۶۱ء
۷۲ء) علامہ نے وقت کو بیکھو کہ باقی تمام جہولانہ مذاہب کو چھوڑ کر صرف اسی نیک مرد یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
ناقل آپرٹوٹے ہیں جو رسول خدا کی پوری پیروی کر چکے ہیں۔ ہر طرف سے ان کے فتنے لگاتے ہیں، ہالال کہ اس کے کلام کو دیکھنا ہے تو ان کی قدرت سو
ہیں۔ ایسے رنگینہ انسان اور فریادگار ہیں کہ ان کے فتنے لگاتے ہیں، ہالال کہ اس کے کلام کو دیکھنا ہے تو ان کی قدرت سو
باہر ہے اور آپ کا تمام کلام صحارف و تحفاتی سے لبریز ہے۔

[مشہور و معروف مولانا محمد رفیع صاحب چارٹرڈ انشورنس فائیڈ سوسائٹی] ۶۹ء
۳۱) حضرت سوان کا لیسینی حضرت مرزا صاحب کا ناقل [فائدہ مقصد اتنا ہے والہام اور شہید تھا۔ ایک کٹر مسلمان کا
ہو کہ علامہ ڈاکٹر رضی الدین احمد دہلوی (ایچ ڈی) شہید صاحب فاضل، اردو، عربی، انگریزی، فلسفہ، نقد، ابوالکلام ص ۱۹۷۲ء
۱) میرے حضرت مرزا صاحب کی لکھی تصانیف پر ہی ہیں، جن میں موعیہ رنگ پایا ہو، میں مرزا صاحب کو گروہ مونیہ کے کام میں
سے سمجھتا ہوں۔ [دراگاہ غوث الاعظم القادری کے سابق نقیب اشرف و سجادین حضرت سید محمود سلیم الدین صاحب کا کلمہ حق
بحوالہ پیغام صلح لاہور، ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء]

۷۲) حضرت مرزا صاحب کی نسبت زیادہ کہہ دیا کہ وہ کاش کرنے کے فائدہ ہو۔ ایک بزرگ زاہد نیک بخت آدمی ہیں
جو کچھ خیالات ان کے ہوتے ہیں بہت سونیک بخت آدمی میں جن کو اس قسم کے خیالات پیدا ہو چکے ہیں.....
ان کی عزت اور ان کا ادب کرنا سبب ان کی بزرگی اور بزرگی کے لازم ہے۔
[سر سید احمد خان مرحوم، بحوالہ نقد ابوالکلام ص ۱۹۷۲ء]

جو کہ وہ کام اور وہ
اصلاح کرنا چاہتے
جو رسول اللہ صلی
نے کی، ہرگز نہ کر سکتے
ان میں وہ دل اور
وہ قوت تھی جو چارے
نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی
کہے کہ یہ نبیوں کی
معاذ اللہ سوادہ لی
ہے۔ تو وہ نادان
مجھ پر افتراء کرے گا
میں نبیوں کی عزت
و عزت کرنا اپنا ایمان
کا جزو سمجھتا ہوں،
لیکن نبی کریم صلی
کی فضیلت کل انبیاء
پر میرے ایمان کا جزو
اعظم اور میرے رگ
وریش میں ملی ہوئی
بات ہے۔ یہ میرے
اختیار میں نہیں کہ
اس کو نکال دوں۔

کو بہت محنت اور
مشقت کرنے کی
ضرورت نہ پڑی۔ قوم
زمانہ غلامی میں گرفتار
تھی۔ اور بڑا بڑا لڑکوں
آئے تو اُسے قبول کر
لیں۔ پس موسیٰ نے
بہر وقت ان کو
میں سے نکال لیا۔ اور
یکوئی ٹاڈ کام نہ تھا
اصلاح کا زمانہ جب
آیا اور موسیٰ نے جب
چاہا کہ ان کو خدا پرست
تو بن کر وہ کہیں نہیں
میں داخل کریں۔ وہ
ان کی شوخیوں اور
گندہ خوں اور اندر
بد اعمالیوں میں گذار
یہ بات کہ وہ خود عزت
موسمی ہیں اس پر میں
میں داخل نہ ہو سکے
اس لئے ان کا نام بھی

محمد نام کا مستحق غرض جہاں تک غور کہ تجاویز چیلنگ کر کوئی نبی
اس میں کہ نام کا مستحق نہ تھا۔ یہاں تک کہ
بد نصیب اور سمجھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کرے۔ ہم سے نبی کریم
صلی نے وہ کام کیا ہے جو نہ آگے۔ الگ نہ مل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یونیب من
لینشاء۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو۔ اور اس
بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اور آپ کے آکر
کی کیا۔ تو انسان وجد میں آکر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
میں سچ کہتا ہوں کہ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف
اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم نے کیا کیا
ورنہ وہ کیا بات فنی جو آپ کے معصومانہ فرمایا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَهُ لَکُلِّ شَيْءٍ
بِصُوْرَةٍ عَنِ النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِیْمًا۔ کسی دوسرے نبی کیسے یہ عداوت کی۔ پوری کامیابی پوری۔

تشریف کے ساتھ ہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم
عادت اللہ اسی طرح پر ہے
خاتم النبیین کا زمانہ

اگر جو خاتم النبیین کا زمانہ تھا۔ جو ایک ہی شخص تھا جس نے یہ کہ
یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْکَلِمَةُ حَمِیْدٌ کہنے کو تو پسند
لفظ ہیں، اور ایک اندھا کہہ سکتے کہ معمولی بات ہے، مگر جو دل رکھتا
ہے۔ وہ سمجھتا ہے، اور جو کان رکھتا ہے وہ سنتا ہے، جو آنکھیں رکھتا
ہے وہ دیکھتا ہے، کہ یہ الفاظ معمولی الفاظ نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر
یہ معمولی لفظ تھے تو بتاؤ کہ موسیٰ علیہ السلام کو یا مسیح علیہ السلام یا کسی اور
نبی کو بھی یہ طاقت کیوں نہ ہوئی کہ وہ یہ لفظ کہہ دیتا۔ اصل یہ ہے کہ جس
کو یہ قوت یہ منصب نہیں ملا وہ کیوں کہہ سکتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ
کسی نبی کو یہ شوکت یہ جلال نہ ملا، جو ہمارے نبی کریم کو ملا۔ بجزی کو ہر روز...
گوشت کھلاؤ، تو وہ گوشت کھانے سے تیر بن سیکے۔ خیر کا بچہ ہی شیر
ہو گا پس یاد رکھو، یہی بات سچ ہے کہ اس نام کا مستحق اور واقعی خدا ہے
مرفوع تک تھا۔ جو محمد کہلایا۔ یہ داد الہی ہے جس کے دل و دماغ میں ہے
یہ قوتیں رکھ دیتے۔ اور خدا خوب جانتا ہے کہ ان قوتوں کا عمل اور وقوعہ

کون ہے؟

مکمل قوتیں

ہر ایک کا کام نہیں کہ اس مانہ کو سمجھ سکے اور ہر
ایک کے من میں وہ زبان نہیں جو یہ کہہ سکے

کراۓ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلِیْکُمْ جَمِیْعًا۔ جب تک روح القدس کی
خاص تائید نہ ہو، یہ کام نہیں نکل سکتا۔ رسول اللہ میں وہ ساری قوتیں
اور طاقتیں رکھی گئی ہیں، جو محمد نبی دیتی ہیں۔ تاکہ بالقولہ بانیں بالفعل
میں بھی آجائیں۔ اس لئے آپ نے یہ دعویٰ کیا۔ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلِیْکُمْ
جَمِیْعًا۔ ایک قوم کیا تھ جو مشقت کرنی پڑتی ہے، تو کس قدر مشکلات
پیش آتی ہیں۔ ایک خدمتگار سربراہ ہو تو اس کا درست کرنا مشکل ہو جاتا ہے
آخر تک اور عاجز آکر نکال بھی دیتا ہے۔ لیکن وہ کس قدر قابلِ تحریف ہو گا
جو اسے درست کرے، اور پھر وہ تو بڑی ہی مرد میدان ہے جو اپنی قوم کو درست
کر سکے۔ حالانکہ یہ بھی بڑی بات نہیں، مگر وہ جو مختلف قوموں کی اصلاح
کے لئے بھیجا گیا۔ سوچو۔ تو کس قدر کامل اور بڑی درست قوی کا مالک ہو گا، مختلف
طبیعت کے لوگ مختلف عروں، مختلف ملکوں، مختلف خیال، مختلف
قوی کی مخلوق کو ایک ہی تعلیم کے نیچے رکھنا اور ہر ان سب کی تربیت کر کے
دکھلادینا اور وہ تربیت بھی کوئی حسانی نہیں بلکہ روحانی تربیت، خدا شناسی
اور معرفت کی باریک سرباریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف بنا دینا
اور نری تعلیم ہی نہیں بلکہ عامل بھی بنا دینا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں
ہے۔ دُنیا کیلئے اجتماع بھی ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان میں ذاتی مفاد اور دنیوی
لاچ کے ایک تحریک ہوتی ہے، مگر کوئی یہ بتائے کہ محض اللہ کے لئے پھر ایسے
وقت میں کہ اس جلالی نام سے کل دنیا ناواقف ہو۔ اور پھر اس حالت
میں کہ اس کا تقرر کرنا دنیا کی تمام مصیبتوں کو اپنوسر پر اٹھالینا ہو، کون کسی کے
پاس آسکتا ہے۔ جب تک اللہ کی طرف بلانے والے میں عظیم الشان قوت جذب
کی نہ ہو، کہ بے اختیار ہو کر دل اس طرف کھینچ آئیں، اور وہ مقام تکلیفیں اور
بلائیں ان کے لئے محسوس اللذات اور مددک الحلاوت ہو جائیں.....
آپ اس وقت دنیا میں آئے۔ جب دین کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور عالمگیر
تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور گئے اس وقت۔ جب اس زمانہ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔
یَنْخَلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ فَاِجَابَ۔ جب تک اس کو پورا نہ کیا۔ نہ تھیک نہ
ماندہ ہوئے۔ مخالفوں کی مخالفتیں، اعداؤ کی سازشیں اور منصوبے قتل
کر کے شہید، قوم کی تکلیفیں آپ کے حوصلہ اور ہمت کے سامنے سب
مٹنے اور بیکار تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت تک زندہ رکھا کہ

الہیوم الملت لکھ دینا کہ واقعتاً علیکم لعنتی کی آواز
 آچو کہ آگئی۔ اور فوجوں کی فوجیں اسلام میں داخل ہوتی ہوئی آپ نے
 دیکھ لیں۔ غرض اس قسم کی بہت سی وجوہ ہیں جن سے آپ کا نام مجید رکھا گیا۔
احمد کا نام پھر آپ کا نام احمد ہی رکھا گیا۔..... ان دونوں ناموں میں
 اور احمد میں دو جدا جدا کمال ہیں۔ محمد کا نام جلال اور کریم کو چاہتا ہے
 جو نہایت رحمت و تہنیت کی گاہ ہے، اور اس میں ایک معشوقانہ تنگ ہے۔ کیوں کہ
 معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلال و شکلا ہر جو ماحروری
 ہے، مگر احمد کا نام اپنا اندیا ایک عاشقانہ رنگ۔ کہتا ہے، کیوں کہ تعریف کرتا
 رہتا ہے۔ اس لیے جو محبوباہ شہان میں جلال اور کریم کو چاہتا ہے اس
 طرح پر احمد عاشقانہ شہان میں ہو کر عزت اور اکرام کو چاہتا ہے، اس میں
 ایک برتری ہے۔ تھا کہ آپ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو کئی
 زندگی جو تیرہ برس کے زمانہ کی ہے۔ اور دوسری زندگی ہے جو مدنی زندگی ہے
 اور وہ دس برس کی ہے۔ مگر کی زندگی میں پہلی اسم احمد کی تھی۔ اس وقت
 آپ کے دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و بکا اور طلبِ استغاثت اور دعا
 میں گذرتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کی اس زندگی کے سبب واقعات پر پوری اطلاع
 رکھتا ہو، تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ جو آخرت اور زاری آپ نے اس مکی زندگی
 میں کی ہے۔ وہ کسی کسی عاشق نے اپنی محبوبہ معشوق کی تلاش میں نہیں
 کی اور نہ کسی کا پیچھے اپنی تعریف دلانے کے لیے بلکہ یہ فطری دنیا کی حالت کا
 پوری واقفیت کی وجہ سے تھا۔ خدا پرستی کا نام و نشان چون کہ مٹ چکا تھا
 اور آپ کی روح اور ضمیر میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھ کر ایک لذت اور سرور آچکا
 تھا اور نظر اتنا اس دنیا کو اس لذت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔
 اور حروفین کی حالت دیکھتے تھے تو اس کی استعداد میں اور فطرت میں بہ طرزِ واقع
 ہو چکی تھیں اور بے شکات اور معصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی
 اس حالت پر آپ گریہ و زاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے کہ فرمایا
 تھا کہ جان لکل جاتی۔ کسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔
 لعنک باخلف نفسک لا یکو فی اوھینین۔ یہ آپ کی متعزیزانہ
 زندگی تھی اور اسم احمد کا نام لہو تھا۔ اس وقت آپ ایک عظیم الشان توجہ
 سیدھے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا نام مدنی زندگی اور اسم محمد کی کتب

کے وقت ہو چکا کہ اس آیت سے سوچ چلی ہے۔ واستفتحوا وخاب
 لکھ جیسا عقیقہ۔ یہ سنت اللہ ہے کہ مامورین اللہ ستارے جاتے
 ہیں، انھیں دھتے چلتے ہیں۔ مشکل پر مشکل ان کے سامنے آتی ہے۔ زاس نے
 کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ اس نے ان کو نصرت الہی کو مجذب کر لیا۔ یہی وجہ تھی
 کہ آپ کی مکی زندگی کا نام مدنی زندگی کے بالمقابل زمانہ ہے..... مگر کی
 زندگی میں حضرت اہدیت کے حضور گرنا اور چلانا تھا۔ اور وہ اس حالت تک
 پہنچ چکا تھا کہ دیکھنے والوں اور سامنے والوں کے بدن پر لڑھ پڑ جاتا ہے۔ مگر
 مگر آخر مدنی زندگی کے جلال کو دیکھو کہ وہ جو شرارتوں میں سرگرم اور قتل اور خراج
 کے منصوبوں میں مصروف رہتے تھے، سب کو سب ہلاک ہوئے، اور باقیوں کو
 اس کے حضور عاجزی اور منت کی ایک تہا اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے معافی مانگنی
 پڑی۔

حضرت عمرؓ کا اسلام

حضرت عمرؓ نے دیکھو کس قدر
 فائدہ پہنچا۔ ایک ناز میں یہ ایمان دلانے سے اور چار برس کا وقف ہو گیا۔
 اللہ تعالیٰ انھیں مصلحت سمجھتا ہے کہ اس میں کیا برکت تھا۔ ابھی اس نے تلاش کی
 کہ کوئی ایسا شخص تلاش کی جائے جو رسول اللہ کو قتل کرے۔ اس وقت حضرت عمرؓ
 بڑے بہادر اور دلیر شہوتے اور شوکت رکھتے تھے انہوں نے آپس میں مشورہ
 کیا کہ رسول اللہ صلعم کو قتل کا بیڑا اٹھایا اور معاہدہ پر حضرت عمرؓ اور ابو جہل
 کے دستخط ہوئے، مگر قرآن پاک اور قرآن قتل کر لیں تو اس قدر عیب و بے جا
 گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ عمرؓ ہی اللہ عز و جل ایک وقت رسول اللہ صلعم
 کو شہید کرنے کیسے چاہتے ہیں۔ دوسرے وقت وہی عمرؓ اسلام میں ہو کر
 خود شہید ہوتے ہیں، اور کیا عجیب حادثہ تھا۔ غرض اس وقت یہ معاہدہ ہوا
 کہ میں قتل کرتا ہوں۔ اس تحریک کے بعد آپ کی تلاش ابھی جس میں گئے
 باتوں کو پھرتے تھے کہ کہیں تنہائی میں ہوں تو قتل کر دوں۔ لوگوں کو قتل
 کیا کہ آپ تنہا کہاں ہوتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ نصف ماہ گدھ ہلے کے بعد
 خانہ کعبہ میں جا کر نہ پڑتے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے
 چنانچہ چغاد کہہ کر چلے گئے، جب طوری دیر گئی تو لاچار ہو کر
 کوالہ لا الہ الا اللہ کی آواز آتی ہوئی معلوم ہوئی، اور وہ حضرت علیؓ اللہ
 علیہ وسلم کی آواز تھی۔ اس آواز کو سن کر وہ یہ معلوم کر کے کہ وہ ابو جہل ہی

کو آکر رہا ہے۔ حضرت خضرؑ اور یحییٰؑ اختیار کیا کہ چھپے۔ اور یہ ارادہ کر لیا کہ جب مجھ کو جانچنے کو تو نور ماکو مر مبارک تن سے جدا کر دوں گا۔ آپ نے آتے ہی غصہ شروع کر دی۔ پھر اس کے گنگے واقعات خود حضرت خضرؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اس قدر رو رو کر دیکھا کہ میں نے کہا کہ مجھ پر لڑنے پڑنے لگا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے یہ بھی کہا کہ میں نے تمہارے لئے روحی وجہ بنائی۔ یعنی میرے مولانا میری راج اور میرے دل نے مجھے سچے سچے کیا، حضرت خضرؑ کہتے ہیں۔ ان دعاؤں کو سن کر یحییٰؑ پاش پاش ہوتا تھا۔ آخر میرے ہاتھ میری سمیت حق کی وجہ سے تلوار گر پڑی۔ میں نے آنحضرتؐ کی اس حالت سے سمجھ لیا کہ یہ سچ ہے اور کامیاب ہو جانے کا۔ مگر نفس اندہ رہا تو کچھ جب آپؐ عذاب دہ کر کے میرے پیچھے پیچھے ہو گیا پاؤں کی آہٹ جو آپ کو معلوم ہوئی۔ رات اللہ میری تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ میں نے کیا کر عرض کیا کہ فرمایا کہ اے عمر تو رات کو پیچھا چھوڑ کر رہے۔ اور نہ دن کو۔ اس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی خوشبہ آئی اور میری روح نے محسوس کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بد دعا کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرت بد دعا نہ کریں۔ حضرت خضرؑ کہتے ہیں کہ وہ وقت اور گھڑی میرے اسلام کی تھی۔ یہاں تک کہ خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں مسلمان ہو گیا۔ اب سوچو کہ اس تقریر اور بیان میں کسی تلوار نفی تھی کہ جس نے مرنے جیسے انسان کو جو قتل کے لئے معاہدہ کر کے آتا ہو، اپنی ادا کا شہید کر لیا۔ اس توجہ اور باری میں الہی تولد ہوتی ہے جو حریف و دشمن سے بڑھ کر کام کرتی ہے۔

قوت قدسی غرض وہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل زندگی کا اسم احمد کے ظہور کا زمانہ تھا۔ اس لئے مگر میں عاشقانہ رنگ کا جلوہ دکھایا۔ آپ کو خاک میں ملا دیا۔ اور ہزاروں موتیں لینے اور وارڈ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس جویش و فائز و فاعل اور دعاؤں کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ ان موتوں کے بعد وہ قوت اور زندگی آج کل کے ہزاروں لاکھوں مردوں کے زندہ کر کے بولے آپؐ ظہیر سے اور حاضران میں کہلانے اور اب تک اپنی قوت قدسی کے زور سے کروڑ ہا مردوں کو زندہ کر رہے ہیں۔ اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

پس اس زندگی اور عاشقانہ ظہور کے بعد اسم احمد کی پہلی نشی۔ دوسرا اور تیسرا کی جلالی زندگی اسم محمدؐ کا ظہور مشوقانہ شان میں ہوا۔ جب کہ سکر والوں کی گشتی کی انتہا ہو چکی اور دوماؤں اور توجہ کی حد ہو گئی۔ نا بلکہ رخی نفسوں کی نزاع و تھک جی بڑھ کر سمیت اللہ کی نیک فیض کا باعث ہوئی۔ ادا اس پر بھی پسند کی بکھر لگا کہ یہ کیا اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ تکلیف دہی اور ایذا رسائی کا باقی نہ رہا۔ تو آپؐ مدینہ تشریف لائے اور پھر حکم ہوا کہ مافقت کھانے اللہ تعالیٰ کی خیریت نے جوش سدا اور جلال الہی نے اسم محمدؐ کا ظہور دکھانے کا ادا فرمایا جس کا ظہور مدنی زندگی میں ہوا۔

اثبات نبوت اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

نبوت اس جناب کی اس طرح پر ثابت ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات ظاہر کئے۔ لیکن اس امر کا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان سے ہے۔ جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت معجزہ کا دھڑلہ ہے۔ ایک یہ کہ انہوں نے خدا کا کلام لوگوں کو سنایا اور کہا کہ اگر تم کو انکار ہو تو ایسی کلام تم ہی بنا لاؤ۔ پس باوجود اس کے کہ وہ لاف، بلاغت اور فصاحت کی مانتے تھے۔ اور اکثر ان میں شاعر تھے اور طبع تھے کہ کسی طرح الزام دیں۔ پھر بھی کہہ کہ ایک سورۃ کو برابر نہ بنا سکے۔ پس باوجود اس کے کہ سب بائیں ان کی نفس کیسے گھسیں۔ مگر آج تک کسی نے منقول نہیں کر کسی نے ان میں سے جواب بھی دیا تھا اور کسی طرح ہو سکتا تھا کہ جس کلام کو سب مخالف ملتے تھے اور تو انتقادوں کو چٹھایا جاتا تھا۔ اس میں خلاف واقع دج ہو، اور ایسا جھوٹ جس کو وہ فی الفور ثابت کر سکیں۔ لکھا جائے اور یہی وہ ہے شوق القہر کی۔

دوسری قسم نبوت معجزہ کی ہے کہ اس کا یہ خواص عادات قتل کے انگوٹھے ہیں، اور طریق متعدد وہ سے ثابت ہو سکے کہ اس کا خلاف ہونا مستلزم محال ہو جیسے خود میں باوجود کثرت اختلاف کے اس قدر بالیقین ثابت ہو سکے کہ ان میں لکھ زمانہ میں ایک شخص مرنے ہوا جس کا نام راجہ تھا اور جیسے ثابت ہوا کہ نو شیر و ابن مرنوہ الت کہ طرف میں تھا اور حاتم سخی تھا۔ اور جیسے ہر شخص بائیں مال کو مرنوہ راجا کہ ہے۔ یا اولاد کو پہچانے کہ ہے۔ اس طرح جو بات ثابت ہے۔ اور تھک جی کو کسی وہ ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے قرآن شریف کہتے ہیں

لیجو فون نے کھالیجی فون اپنا نام دیا۔ گو یہاں تک یقین بڑھا ہوا ہے اور اس قدر ثبوت ہے کہ مشاہدہ کو اس پر فوقیت ہے اور سولے اس کے دو وجہ ثبوت ہے اور یہیں ایک وہ اخلاقِ عظیم کہ ان میں تھے۔ اور ایک وہ علم و حکمت کہ باوجود اُنکی جوئے کے ان میں غلغلہ اور باوجود اس کے کہ اکثر غزوات میں شہرِ مدینہ تھے۔ پھر بھی ایک اُنقتا شریعت کا باقی نہ رہا۔ جو آپ نے بیان کیا ہے۔ تمام فقر و عبادات معاملات اور فرامین اور عزیمات ہر سو دفترِ ہر جہت میں ہیں۔ بیان کیے۔ اور اس طرح وہ شجاعتِ دلیلِ نبوت سے ہے، جو ان میں تھی اور ثبوتِ لیسلم اللہ من الناس اور وہ قوی دلدار ہے۔ ہر ہر میں جب تک کہ ان اور بعض گونہ پیکر پیکر ہے۔ اپنے اپنی جگہ سے ایک بالشتِ بخت پیکر ہے اور ہزاروں کے سامنے ایک لڑکے سے ہے اور یہ فرماتے تھے۔ ان اللہ کا ایک ب۔

پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے موقع میں اپنا آپ معلوم کر دینا اور بابتِ آواز سے کہنا کہ میں نبی ہوں اور یہی ہوں جس کی تلاش میں ہو سکا صادق کے کسی کا کام ہے۔ اور اس طرح وہ اخلاقِ عظیم جو آپ میں تھے اور وہ صبر اور وہ علم اور وہ حرمت جو ان میں تھی کہ من انھیں نے باوجود کثرتِ مخالفت کے کوئی عیب ان پر ثابت نہ کیا۔ پس کس طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ سب باتیں ایک ایسے شخص میں کہ وہ حقیقتِ نبی نہیں ہوا، قیچ ہوں؟ اور کب ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب کمالات کو اس شخص میں جمع کرے جس کو وہ عبادت ہے کہ وہ فقر و کسب اور نہ صرف جمع کرے بلکہ بیسیں برس تک اس کو مہلت تھے اور محفوظ رکھے اور اس کے دین کو تھوڑے عرصہ میں سب دینوں پر غالب کرنے، اور قیامت تک اس کے آثار کو باقی رکھے یہ سب باتیں جو اسے صادق کے کہاں ہو سکتی ہیں، اور کب ممکن ہو؟ بلکہ فخری کا اجاتا ہو اس کو وہ نہیں بلکہ جو تھے وہ باقی رہنا ہے اور بڑھتا اور بڑھتا ہے اور اچھے درخت کی مانند پھل دیتا ہے۔ اور اس کی ٹرور دانہ ہوتی ہے۔

دوسری دلیل ہے کہ وہ اس قوم میں ظاہر ہوئے تو سب قوموں سے زیادہ ترجیح الٰہی بننے کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی جن کو کچھ حکمت کی خبر نہیں تھی، جن کا مذہب بت پرستی تھا اور پرشہرِ جو رہی تھا۔ اور ہر سرِ علیوں میں بکھر ہوئے تھے۔ اس لیے ان کے اخلاق تب بل کئے جہل کی جگہ علم و

حکمت تھی، اور خدائے علی اور علی میں کامل کیا۔ اور ایک عالم کو ایمان اور علی صلح سے متور کیا۔ اور ان کے اخلاقِ زمیمہ کا قلع قمع کیا۔ اور ظاہر ہے کہ مادیوں اور مادیوں کا بدنام نہایت دشوار ہوا اور مادیوں پر مادیوں کو بدل نہیں سکتا۔ پس ظاہر ہے کہ کیا ان عیب کو دیکھ کر مشکل ہے تو دوسرے آدمیوں کے عیب جو کچھ کچھ ہوں تھوڑے عرصہ میں بالکل دور کر دینا کس قدر مشکل ہوگا میں جانتا ہوں کہ اس مشکل سے بڑھ کر اور کوئی مشکل نہیں۔ اور کلامِ اللہ سے یہ دونوں اموات ہیں۔ اول ان لوگوں کا عیب نہ ہونا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت سے پاک و صاف ہو جانا، بخوبی ثابت ہوتا ہے کیوں کہ کلامِ اللہ میں آدل کافروں کے عیب بیان ہوئے ہیں، پھر ان اشیاء میں کا حال بیان کیا کہ ان میں سے مومن ہو گئے۔ ان دونوں حالات کے دیکھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ اول وہ کس قدر شیطان کے فریب میں گرفتار تھے اور پھر نبی صحبت سے کس قدر نورانی ہوئے جیسا کہ ان کے کفر کا حال بیان کیا ہے۔ یا کون و بیتعنون الایہ۔ اور پھر ان کے بعد یہ خلق حاصل ہوا۔ یہ بیستون لو لہم مسجد آؤ قیاماً یہ۔ (الحکم پیر ۴۵ جلد ۶)

بقیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جشنِ ولادت

اولین اعلان ہے خلافتِ امی و وراثتِ الٰہی کی بخشش کا پہلا نمونہ ہے۔ پس اس کے ایک خوشی اور اس کے تذکرہ اور یاد کی کثرت ہر شخص کی روح پر حرام ہے جو ایمان و دل کے اندر اس پیغامِ الٰہی کی تعمیل و اطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کیلئے کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔

بقیۃ اکوثر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی

کڑا لو اور نہ الٰہی میں لگاؤ کو بغیرِ نبی ہوگا کہ شایع ہوگا کہ نبی تیرے دشمن اترو ہوگا، انسان کی خوشی اس کو بڑھ کر ہوگی کہ خود اس کو اختیار اور تفریق ملیں اور اس کے دشمن تباہ اور ہلاک ہوں۔۔۔ آج اقبال کو کون جانتا ہوگا باپ نے اس کا نام؟ اور حکمِ حکمت کا باپ رکھا تھا اگر آغا بڑا بھلا کی باپ اظہار وہ بالائی شکر کا ذلیل کہنے ناک میں نکل دالتے، اس نے اللہ تعالیٰ کو مانا۔ اس کے سامنے ان کو دینے ان کے دشمنوں کی ہلاک کے دکھایا۔ غرض خدا کے بوجاؤ وہ تمہارا بوجاؤ ہوگا۔ کُن کُن دِلِّی کَانَ اللہ کُن! [منقولہ خطبات نورِ مہرِ اول]

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی (افواہ اُمی و ابی) صلی اللہ علیہ وسلم

کتابِ پیغام عالم انبیت کے نام

☆ اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ آسمان زمین کی بادشاہی اس اللہ کے لئے ہے اس کے سولے کوئی معبود نہیں وہ زندہ نہ رہتا اور مارتا ہے، سو اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے رسول بھی اُمی پر جو اللہ اور اس کے حکموں پر ایمان لاتا ہے۔ یاد رکھو! کسی کی پیروی کر نیے تم ہدایت پا سکتے ہو۔

☆ جو جو ایمان لائے ہیں اور ہجرت کرتے ہیں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اللہ کے یہاں بہت بڑا اجر رکھتا ہے اور وہی باوجود ہوں گے۔

☆ "مَن لو اکر تمہائے باپ اور تمہائے بیٹے اور تمہائے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے گھنے اور مال جو تم کیلئے ہے ہو، اور تیرکیت محمد کے مندا پر چلے گا تمہیں دے دے اور تمہارے بیٹے اور کوئی بھیان جن کو تم پسند کیے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور محمد کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ ہی فرمان کو کون کو ہدایت نہیں دیتا۔"

☆ تم سب سے اچھی امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لظاہر کی گئی ہے کیوں کہ تم اچھے کاموں کا حکم دینے والے کاموں سے روکتے اور اللہ پر ایمان لانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کا گروہ بنایا ہے کہ تم لوگوں کے پیشرو ہو اور رسول تمہارا پیشرو ہے۔

☆ "سو میں تمہیں اس سے سچا کر دوں جو تمہارے رب نے لایا ہے۔ تم پر واجب ہو کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور مال یا پس کے ساتھ احسان کرو اور اپنے اولاد کو مفلسی کے ڈر سے زندہ نہ قتل نہ کرو۔ تمہیں اب اور تمہیں رزق دینے والا تو رب العالمین ہی ہے۔ تم اپنی اولاد کی مدد پر تہمت کو عیب دہانی کا وارن کے ترسہ مت چاؤ جو ان میں ظاہر ہوں اور جو چھپی ہوئے ہیں اور اس جگہ کہ جسے اللہ حرام ٹھہرایا ہے قتل نہ کرو مگر حق نہیں ان باتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم عقل پر کام لو اور غیصہ کے پاس نہ جاؤ۔"

☆ تم اس طریق سے جو بہت اچھا ہو اور اس کیلئے بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو خرچ نہ کرے اور نہ پاپ کرے اور نہ انصاف کیا ہے اور نہ وہ اللہ کسی کو تکلیف نہیں کرتا کسی کی وسعت کی مصلحت اور جو سب تمہاں کہو تو سن کر اگرچہ قریبی کا بھی ملے ہو۔ اور اللہ کے یہ کہہ لو کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت اختیار نہ کرنا چاہو۔ یہ میرا مکرر یہاں سے ہے جو تمہیں نجات اور کامیابی دلاتا ہے۔ اس کی پیروی کرو اور دوسرے باتوں کی پیروی نہ کرو۔

☆ "خدا تم کو قیامت کی وحییت کرتا ہوں۔ تم دُعاؤ۔ خدا سے دُعا کی بہترین نصیحت ہے جو ایک مسلم دوسرے مسلم کو کر سکتا ہے اور اس کو آخرت کی طرف متوجہ کرتا اور اس کو خدا سوسنے کی نصیحت کرتا ہے۔ تم اس قدر خدا سے ڈرو جس قدر خود اس نے قرآن شریف میں تم کو ڈرایا ہے۔ اس کو بہتر کوئی ذکر نہیں خدا ترسی کا وہی شخص حق کیلئے ہے جو حقیقت اور خوف پروردگار سے نیکی کرے اور آخرت کے لئے سچا معاون ہو اور جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان حقوق میں ظاہر باطن میں صلاح کرے اور اس کی نیت اس سے بجز رضائے خدا کے اور کچھ نہ ہو تو دنیا میں نیک نام ہوگا۔ اور زمین کے بعد جبکہ آدمی اعمال خیر کا محتاج ہوگا۔ زاد و خبر ہو کر اس کو ملے گا۔"

☆ اے لوگو! قیامت کے لئے کچھ دُعاؤ گے بھجوا یقیناً سچے لو اللہ کی قسم ہر ایک تم میں سے رزق اللہ، پھر تم دنیا کو اس طرح چھوڑو گے جس طرح بکریوں کا ریزق بکا کر پڑا ہوا نہیں پھر تمہارا خدا تم سے فرمائے گا اور اس کا کوئی زربان اور خطاب نہیں ہوگا یعنی رُود و رُفٹ لگا کر میرا رسول تمہارے پاس نہیں آیا تھا کہ تم کو میرے احکام پہنچاتا میں تم کو مکمل دیا اور تمہیں تفصیل کی تو نے اپنے لئے لے لی۔ جیسا کہ تیرے نبی زبانی بیان دیکھو گا اور اس کو کچھ فقرہ لکھنا چاہئے دیکھو گا تو ادھر بجز تم کچھ کھائی نہ دیکھا جہاں تک ہوئے تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ خواہ ایک کھجور کا کھڑا خیرات کرنے کی بات خدا جس کے پاس یہ بھی نہ ہو تو دوبارہ بات ہی دوسرے کو کہے کیوں کہ اس کا بدلہ دس گن سے سات سو گن

انکس طے والا ہے۔ تم پر سلامتی اور رحمت اور خدا کی برکت ہو۔
 "جنگل اور شاہو بہ تمام چیزیں مکروری اور ضعف پر دلالت کرتی ہیں۔
 اور اللہ کو وہ پسند نہیں اور ایسے لوگوں کو جو اختلاف کر نیوالے ہوں۔ اللہ کی
 نصرت اور مدد نہیں پہنچتی۔"

"مضبوط نفسی تقویٰ کی بات ہو اور بہترین گروہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کا گروہ ہے اور بہترین طریقہ محمد کا طریقہ ہے۔ سب باتوں سے بہتر خدا کا ذکر ہے
 اور سب باتوں سے بہتر بیان قرآن شریف ہے۔ بہترین معاملات پختہ کاری
 اور بدترین معاملات کا بد عمل ہے۔ بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے اور
 بہترین موت شہداء کی موت ہے۔ سخت ناپائیداری وہ گناہ ہے جو ہدایت کے بعد
 ہو۔ بہترین اعمال وہ ہیں جو سود مند ہوں۔ بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی
 کی جائے۔ بدترین ناپائیداری مل کی ناپائیداری ہے، اور کمال کا نتیجہ ہے ہاتھ کو بہتر ہے
 تھوڑی چیز جو کافی ہو اس سے زیادہ سے جو غافل کرے بہتر ہے۔ بدترین
 غصہ وہ ہو جو موت سے لے کر یک جا ہے۔ بدترین ندامت وہ ہوگی جو قیامت کو دیکھ
 کر کیا نیکی بڑا گناہ چھوٹا ہوتا ہے۔ دل کی دو آئندہ بہترین دولت ہو اور بہترین
 زاد وہ خدا کا ذکر ہے۔ بڑی حکمت خدا سے ڈرنا ہے۔ نیک وہ ہے جو دوسرے
 کی حالت سے عزت حاصل کرے کم بخت اپنی ماں کے پیٹ میں ہی کم بخت ہوتا
 ہے۔ تم میرے ہر ایک چار ہاتھ کی زمین میں جانیں والو! معاملہ کا انجام دیکھنا
 چاہیے اور عمل کا مدار انجام پر ہو۔ چھوٹا بڑھنے والی چیز ہے جو آنے والی چیز
 ہے وہ قریب ہی سمجھو۔ مومن کی عیب جینی شق ہے اور مومن کا قتل کفر ہے
 اور اس کی نکابت کرنا خدا کا گناہ ہے مومن کے مل کی عزت بھی اس کی جان کی
 سی ہے۔"

"خیر و ابریر سے بعد کا فرق ہو جاتا کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ
 میں نے تم میں ایسی کتاب چھوڑی ہے کہ اگر اس کو مضبوط کر کے پڑھاو گے تو کبھی
 گمراہ نہ ہو گے اور وہ تمہارے رب کی کتاب ہے۔"

"اے لوگو تمہارا خدا ایک ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ تم تمام آدم
 کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ خدا کے نزدیک وہی بزرگ
 ہے جو زیادہ سچی ہے مٹی کو عجیب پر کوئی فضیلت نہیں مگر ہاں تقویٰ اور شہادت اللہ
 سے دیکھو لوگ یہ حاضرین کو میرا پیغام پہنچا دیں۔
 "لوگو میں تم کو پیغام تمہارا پہنچا چکا! اے خدا گواہ رہو۔"

حکمانہ اخلاق بقیہ

(۳۳) اگر اس پر ظلم و زیادتی ہو تو صبر کرنا ہے حتیٰ کہ نصرت رحمن اس کی دستگیری
 فرماتی ہے۔ ۷

خدا کو پاک لوگوں کو خدا اس نصرت آتی ہو جب آتی ہو تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
 وہ نہیں ہو مگر اور خوش راہ کو آتی ہے وہ ہو جاتی ہو اگر وہ ہر مٹی اور ہر مٹی کو جانتی ہے
 کبھی وہ جاک ہو کہ دشمنوں کے سر پر پڑتی ہو کبھی ہو کہ وہ پانی کی طوفان لاتی ہے
 زمین کو کبھی نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
 صلا خالق کے لئے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے۔
 (حضرت شیخ ابو یوسف)

موج دریا میں ہی بیرون دریا کچھ نہیں

گھڑی کی طرح جماعت کے قیام کے بعد بھی بیرون دریا ہے کہ اس کے چھوٹے بڑے
 بیرون دریا ہو، ان پڑھ اور لکھے پڑھے، عام و خاص، مومن بھی افراد کے مابین
 تال میل ہو۔ جماعتوں کے گروہ یا ان کے کام میں مسرت و قناعت کا حال صرف
 یہی ایک وجہ کہ گھڑی کے پردوں کی طرح جماعت کے افراد بھی ایک خاص متعین نظام
 کے ماتحت کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے
 موج دریا میں ہے بیرون دریا کچھ نہیں۔

اندریں حالات جماعت کے ہر فرد کو گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور اپنے
 مقصد کو ریختہ جماعت اور اس کے کاؤ (Cause) کو بڑھاوے۔ یاد ہے آپ کی مکروری ہی
 خدا کے قیام کی بات کہ جو کچھ اللہ کا ہے وہ اللہ کا ہے۔
 (ڈاکٹر افتخار شہید عالم دین)
 صدر المذہب انجمن اہل سنت اسلام ریٹائرڈ

"اے لوگو میں خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور میں تم کو اپنے اعمال میں
 اس کی مکروری کی کہ کچھ کرتا ہوں۔ اور خدا ہی بہترین فیصلہ کی درخواست کرتا ہوں۔
 "اے لوگو شیطان بایں ہوا کی اب تمہاری زمین میں اس کی پست
 ہو کیکن وہ اس طرح اپنی اطاعت کی خواہش کرے گا کہ تم لوگ اپنے چھوٹے
 اعمال کی پروا نہ کرو تم اس کے ان حملوں سے اپنے دین میں ڈرتے ہو۔
 "اے لوگو مومن باہم بھائی بھائی ہیں کس شخص کو اپنے بھائی کا مال
 حلال نہیں مگر ہاں اجازت ہے۔"

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے متعلق تین نظریے

خواجہ غلام نبی گنگو قاضی بی۔ اے

صلی اللہ علیہ وسلم تو فرشتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دو عیدیں دی ہیں اور پہلی تو ان کے تیسری اور دوسری یاد کر دی۔ اچھا خاصہ معاوضہ کیلئے جو اب رسول مقبول سے۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اس میں شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی نے تعزیرات ہند کی سزاؤں کو چھاپتے وقت مضامین (دو چھپ) کر دیا کہ جس پر وہ جیل جہنم کی قید تھی برس روز لکھ دیا اور باوجود کسی ہونے پر یہ جواب پیدا کیا کہ تاج ہو۔ اس میں گورنمنٹ کا عرب زیادہ ہو گا۔ اور اس سے سلطنت میں استحکام ہو گا۔ اب بتلائیے اس کے جو سزاؤں میں اضافہ ہوئی مقبول ہو گا یا نہیں؟ مردود ہو گا۔ بلکہ اس شخص پر مقدمہ قائم ہو جائیگا کہ تم اپنے کو شرک سلطنت سمجھتے ہو کہ قانون وضع کرتے ہو پس تو پھر اگر کوئی احکام شریعت میں کچھ اضافہ کرے یا بدلے تو وہ مجرم ہے یا نہیں؟

صاحبو! یہ شرک فی النبوۃ (نبوت میں اپنے آپ کو شرک کرنا) ہے کیوں کہ ایسی مصلحتوں کا دیکھنا نبی کا کام ہے یہ وجہ ہر اس کے جرم ہو سکتی ہے۔ اب تو قانونی نظریے سے سمجھیں کہ یہ ہو گا کہ اس لئے بدعات سے منع کیا جاتا ہے کہ شرک فی النبوۃ نہ ہو۔

دوسرا نظریہ انجمن تبلیغ الاسلام سرگودھا کے صدر محترم جناب مولوی محمد قاسم صاحب سے سوال ہوا۔ "جس میلاد اناس نے دلیل تشریح سے ثابت ہے ہفتہ کا نام ۱۲ اس سوال کا جواب آپ یوں دیتے ہیں۔

"جس میلاد میں تعلیمات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے احکام اور دین حق کا پھول ہوا سابق مسلمانوں کو یاد دلانا مقصود ہوئے اور وہ مسلمان ان تعلیمات سے متور اور برقرار ہوتے ہیں تو پھر ان کے ناجائز ہونے کا کیوں کر سوال پیدا ہو گا۔ ہاں بعض بدعتی ان مجالس کے منہ کو بدعت کہتے ہیں ان سے ایک تھوک پہنچا دیں۔ اس قسم کی مجالس کا انعقاد دینی اور حقیقی

ہوا۔ ربیع الاول یا مبارک مہینہ ہے۔ اس میں خزاوین و آخرین سید المرسلین خاتم النبیین پیدا ہوئے۔ خوش قسمت مسلمان اس مبارک مہینہ میں حضور صلعم کی تمام اچھی عقیدت و واردات اور جہد سعادت و احترام کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتے ہیں۔ بعض اہل ثروت اپنی انگوٹوں میں محافل میلاد منعقد کرتے ہیں۔ ان میں خوش گلوکاری مولانا امام محمد بن نجی طبرہ الرحمۃ کا تالیف کردہ عربی و بلاد نامہ پڑھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ پایہ کے شعرا کا منظوم کلام نعت و مناجات بھی پڑھتے ہیں، حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کا احترام کرتے ہوئے ان محافل کو مذہب و عبادت و طہرے رنگ ختم بنایا جاتا ہے اگر مولود خوان ایک بازاری تکان ہو اس کے برعکس صاحب علم ہو تو وہ نہ صرف مولود بنی کی تشریح کرے بلکہ قرآن و حدیث کے نصوص سے بھی حاضرین کو محض کو مشرف فرماتا ہے۔

احمدی جماعت نے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ اپنی عقیدت و واردات کے اظہار کیلئے سیرتی جلسوں کی بنیاد ڈالی۔ بعض وہابی علماء اسی لئے عید میلاد کے جلسوں کو مرزائی بدعت کہتے ہیں اور ان کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ اس طرح اُمت میں عید میلاد النبی کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس اختلاف کی نوعیت سمجھنے کیلئے ہم ذیل میں تین آراء یا فتاویٰ پیش کرتے ہیں۔ قارئین کرام خود صحیح نتیجہ پہنچ سکتے ہیں

پہلا نظریہ جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

صاحبو! بات یہ ہے کہ گوگوں نے مولود شریف تو اپنی طرف سے غرض کی اور غضب یہ کہ اس کا نام عید لکھ کر دیا۔ غضب کی بات یہ ہے کہ رسول مقبول

طواریح اور دین میں داخل ہے۔ اس کا ماہنامہ "التبلیغ" سرگودھا ۱۹۶۳ء کا نمبر ۲
 ماہ ۱۹۶۳ء بابت ماہ اپریل ۱۹۶۳ء (الفاظ پر خط نقل کے لیے) ہے
 جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی کسی
 تعارف کے متعلق نہیں لکھا۔ آپ محفل میلاد

تیسرا نظریہ

شریعت کے متعلق فرماتے ہیں:-

تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ جیسے ہے، اس سے محبت برحق
 ہے اور آپ کے آثار کے لیے تحریک ہوتی ہے اور خوش پیدا ہوتا ہے، قرآن کریم
 میں بھی ایسی ہی باتیں مذکور ہیں جو یہ بھی فرماید: "وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ
 آيَاتِهِ جَمِيعًا" لیکن اگر تذکرہ کے بیان میں بعض بدعات ملادی جاویں تو وہ
 حرام ہو جاتے ہیں مگر حفظ احادیث نہ کہنی نہ نہ لیتی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ موجب عقبت ہے مگر خوشرو
 اور بدعات نشا اچھی کیلئے ہیں، ہم خود اس امر کے حجاز نہیں ہیں کہ آپ
 کسی نئی شریعت کے تیار و کہیں اس مسئلہ پر فرماؤ تو فرمادیں گے کہ اس کا کیا ہے۔

بعض لوگ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ، آنحضرت کا تذکرہ ہی حرام ہے، آنحضرت
 کے تذکرہ کو حرام کہنا بے جا ہے بالکل جھوٹا ہے، آنحضرت کی سچی بات خدا تعالیٰ کا
 محبوب بنام کا ہے اور اصل بات ہے اور ابتداء کا خوش تذکرہ بھی یہاں ہوتا ہے
 اور اس کی تحریک ہوتی ہے۔ جو شخص نیک و دہانی بنائے اور آنحضرتؐ

کی عظمت کو دل میں جگہ نہیں دیتا۔ وہ بے دین آدمی ہے۔ اولیاء و انبیاء
 محبت رکھنے کو تو یہاں ہی برحق ہے۔

حوالہ جات

۱۱، قانونی صاحب کی ایک مطاوعہ کتاب "ظالموں کا انجام مع حقوق و فرائض"
 اشاعت اسلامک سائنس حضرت مولانا اشرف علی تھانی برقی شریعتی مبداء الحق خان۔

۱۲، شریعتی تعمیر ۲۹۱۲ سرسید روڈ دہلی ۱۹۶۳ء اول صفحہ ۲۲

۱۳،

۱۴، ماہنامہ التبلیغ سرگودھا ۱۹۶۳ء صفحہ ۶۷۳

۱۵، انوار الحکم جلد ۱ شماره ۲۴ ماہ ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۱۰

انتخاب الاخبار

موتب: ابن رشید

○ مبلغ انگلستان و یورپ الحاج مولانا شیخ محمد طفیل صاحب کثیر کے
 احباب کے درمیان مختصر قیام کے بعد یکم فروری کو واپس تشریف لے گئے
 موصوف برٹش پاسپورٹ پر ۲۴ جنوری کو اس وادی برف پوش میں نازل
 ہوئے تھے۔ موصوف نے ۲۴ جنوری کو یاری پورہ کی مسجد شریف میں ایک جلسہ
 عام سے بھی خطاب فرمایا۔ ۱۳ جنوری کو موصوف نے جامع الاحمدیہ قادیان پورہ
 میں ایک سادہ مگر فریب اور رتار مملو خطبہ دیا جو ٹیپ کر لیا گیا
 اور نماز جمعہ کی امامت بھی کر دی۔ بعد نماز شیخ صاحب موصوف
 کے اعزاز میں جماعت نے ایک طرز بھی دیا۔ افسوس کہ موسم کی منافقت
 کے سبب جنوں اور بعد نماز کے احباب شیخ صاحب موصوف کے نیاز
 حاصل نہ کر سکے۔

○ احمدی انجمن اشاعت اسلام ہند مغربیہ ایک راجم کمی تشکیل دے
 رہی ہے جس کا کام قرآن پاک، سیرت نبوی اور دیگر اسلامی لٹریچر کے
 فتوحات زبانوں میں ترجمہ شائع کرنا ہے۔ اراکین حضرت کے ناموں کا
 اعلان جلد ہی کر دیا جائیگا۔

○ برلن (مغربی جرمنی) ڈاکٹر مولانا محمد عیسیٰ صاحب مبلغ جرمنی اللہ
 دے تھے ہیں کہ ریڈیو (RIAS) نے حال ہی میں ان کی ایک تقریر نشر
 کی ہے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ کویٹ کے ایک عربی روزنامہ میں ہمارے
 مشرک کی بیوقوفی سامنے کا ذکر تین دن اور کئی سال پہلے ہوا ہے
 اور اخبار نے اسے بڑے ہی تقریری کلمات لکھے ہیں۔ (الحمد للہ)

○ لاہور مجازہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب مصلحہ اطلاع دے رہی کہ حضرت
 بانی سلسلہ احمدیہ کی قبر پر اذکار و تعقیبات، تحریات اور مسموعات مختلف
 سنوٹات کے تحت اقتباسات کو کبھی کے مستحق رسائل کی شکل میں اللہ
 مقرب سے بیع پبلشر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس طرح طالبان بعیت کو کسی بھی
 موضوع سے متعلق حضرت مرزا صاحب کے عبارات و اقوال ایک ہی جگہ مل جاتا
 کرے گی۔ اور جماعت احمدیہ سے متعلق پائل جانوں، خط و پیوں کا بھی کافی
 دستاویز مل جائے گا۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فرمودات دانائے راز امام الوقت محمد و العصر

از: حضرت مولانا محمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ

مفسرین صدی کے میسوی میں پنجاب کے وہاں علماء زحیات النبی کا زور و شور سے اٹھا کر کے مولانا اس کو خوب لڑایا۔ ان علماء کی تحریکات سے متاثر ہو کر ایک مولوی صاحب نے ۱۸۸۲ء میں میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ سے مسلح حیات النبی کے بارے میں استفسار کیا۔ یہ استفسار ایک عمدہ فارسی لکچر کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی اس کا جواب فارسی نظم کے ذریعہ ہی دیا۔ اس نظم میں ۹۸ اعتراضات ہیں، ذیل میں منتخب اشعار تحریر کیا ہے نقل کیے جاتے ہیں۔

۱) بغیر ایت کوئی ایک مومن نہ باید بغیر دل رنج کرد

اے نیک آدمی میں تمہاری ہمدردی کیسے کہتا ہوں اور اپنے ہمدرد سے ناواقف نہیں ہونا چاہئے

۲) کہ انکار بر زندگی نبی !! نشان است بر موت ہلہل

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کا انکار منکروں کے اپنے دلوں کے مردہ ہونے کی بڑی علامت ہے۔

۳) جہاں جملہ روقا دست و زار یکے زندہ ادھت از گردگار

ساری دنیا مردہ اور برباد حالت میں ہو مگر ایک خود و اہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہے اور ان کی

یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہو۔

۴) چنیں است ثابت بقول رسول اگر از معنی نیابی خوش

یہ جو تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا جبریل کے قول بعین وحی سے ثابت ہو۔ لیکن اگر آپ اس راز معنی کو نہیں پا سکتے ہیں تو اس مسئلہ پر زبان مت کھولیں۔

۵) اگر دہوا ہو جو مرفان پری وگر بر سر آب با گداری

اگر بندوں کی طرح ہوا میں آگ میں سے ہو اور اگر پانی پر خوف چل سکتے ہو !!

۶) وگر ز آتش آئی سلامت بروں وگھک ز اندر گن از فسون

اور اگر تم آگ میں پڑ کر صحت و سلامت نکل آؤ گے اور اگر جھونک سونے کو سونا بن سکے گے

۷) اگر مٹری از حیات رسول سراسر زیاں است و کار فضول

لیکن اگر تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہیں مانتے ہو تو تمہارے ملک کی کالات و کرامات بے

فائدہ اور فضول ہیں۔

۸) خدائیش جو خواہد گواہ جہاں چرا دانہ کس مافیل از غائبان

جب اللہ تعالیٰ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا آئے گا کہ تمہارا کسٹا اٹھائے گا اور تمہارے

تو فیض بڑا کہہ رہی دنیا کا کسٹا اٹھائے گا اور تمہارا دنیا کا کسٹا اٹھائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں

میں کیسے شکر کر سکتے ہیں۔

۹) اگر مکر او ز داشتے بچان و امتش زیر نگ داشتے

اگر حیات النبی کو مکر کو آپ کی حیات کا لالچ ہو تو اپنی جان دیکھو اس کو نہ چھوڑنا۔

۱۰) مہر مہریش خطاب ز خدات دریا ز ایزد پس گم نہا چارست

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو عطا فرمایا ہے کہ اگر آپ غالب غالب قرار دے افسوس اس لمحہ قرون

لو بعد ہی ان کی حیات کے متعلق شکوک و اہام کیوں پیدا ہوئے۔

۱۱) اگر یکدم گم شود آفتاب شود عالم از تیرگی باخواب

اگر آفتاب ایک لمحہ کے لیے گم ہو جائے گا تو ساری دنیا اندھیرے میں مبتلا ہو جائے گی

۱۲) رسول معظم کردار جان پرلج جہا نش گنجید میان

حضور وہ معظم رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں سوا جاؤ گے یعنی ساری

جہاں کے لئے روشنی چرخ کہتے ہیں

۱۳) چرخیز تو اور ارجاں است و بند چرخ دیوار دہری کشیدہ بوند

تمہارے اہل اس رسول معظم کے درمیان کو نہا پڑے اور کوسوں روک جائیں گے۔ بلند دیوار

تمہارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کٹری ہو؟

۱۴) مشورہ برگشتہ یک کسے کہ قتل و قہر مدار و بے

ایک ایسے شخص کی ہمارے قتل و قہر کا مالک نہیں ہو۔ فریفتہ مت ہو جاؤ۔

۱۵) مکانات دارد ہر کار و بار تو حار و خشک تا توانی مکار

آدمی جیسا کہ گاویا ہی بھرے گا۔ پس تم یہ اعتقاد کیسے کاٹے پانڈل کی کیفیت

مت ہونا کہیں کہیں بونگے دلیا ہی پھیل پاؤ گے

۱۶) زمین از زراعت ہی داشتن بہ از تخم خار و خشک داشتن

کانٹوں کے بیج بونے زمین کو پھارنے دینا ہی زیادہ بہتر ہے

۱۷) نہ بد دولت من کہ فضل نجد مرا اندیش اقتقاد آفرید

میری خوش قسمتی پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ پر پیدا کیا ہے

۱۸) زمین نیک تر آن کہ بعد از خبر نیار و بدل اقتقادے وگر

مجھ سے زیادہ اچھا آدمی ہے جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر پاکر کسی

دوسرے عقیدہ کے اپنے دل میں جگہ نہیں دے۔



احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند کا
ترجمان الحق
مجلہ اشاعت الحق

جلد ۲۰ رمضان ۱۳۹۶ھ ستمبر ۱۹۷۶ء عیسوی • شمارہ ۲۰

- ۱ امام الکلام - از کلام حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
- ۲ نعت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
- ۳ اذاریہ بابرکت ہمدانی
- ۴ معارف القرآن
- ۵ معارف الحدیث
- ۶ زکوٰۃ کا نظام شرعی از افادات مولانا ابوالکلام آزاد
- ۷ مسائل رمضان از قلم پروفیسر نور الدین زاہد
- ۸ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ از قلم محترمہ طاہرہ فرحت بانو
- ۹ جلسہ سالانہ (۱۹۷۶ء) کی رپورٹ۔
- ۲۱

پرنٹر، پبلشر و ڈیزائنر — مجید سلیم خان
مطبوعہ — شایعہ آرٹس پریس پرائیویٹ
نار الا شاعت — دفتر مامنامہ اشاعت الحق باران پور
بٹہ بالو سٹریٹ ۱۹۰۰۹ انڈیا

قیمت فی کاپی

ایک روپیہ

امام الکلام

کلام الامام علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سو اے لوگو! جو اپنے تئیں میری جہانت میں شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اس وقت میری جہانت میں کئے جاؤ گے جب سپریم مع تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی بیخ وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو، اور اپنے روزوں کو خدا تعالیٰ کے لئے صدق کے ساتھ پورا کرو۔

ہر ایک حج زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے، اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو ہمیشہ زبردستی ترک کرو۔

یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا کے نبی سے پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔
کرب کشتی نور
اکتوبر ۱۹۰۲ء

عَلَيْكَ سَلَامُ اللَّهِ يَا مَرْجِعَ الْوَسْطَى

فَبَدَأَ مِنْ كَلَامِ سَيِّدِنَا الْإِمَامِ الْبَيْرِزِ غُلَامِ أَحْمَدِ الْقَادِيَانِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَإِنْ إِمَامِي سَيِّدُ السُّلِّ أَحْمَدُ
رَضِينَا مَشْبُوعاً وَسَرِّبِي يَنْظُرُ

وَلَا شَكَّ أَنْ مُحَمَّدٌ أَشْمَسَ الْهَدَى
إِلَيْهِ رَغْبَةً أَوْ مُنِينَ فَلَشَكُّ

لَهُ دَرَجَاتٌ فَوْقَ كُلِّ مَدَارِجٍ
لَهُ لَمَعَاتٌ لَا يَلِيهَا تَصَوُّرٌ

أَبْعَدَ نَبِيِّ اللَّهِ شَيْءٌ يَرُوقِي
أَبْعَدَ رَسُولِ اللَّهِ وَجْهٌ مُنَوَّرٌ

عَلَيْكَ سَلَامُ اللَّهِ يَا مَرْجِعَ الْوَسْطَى
رَبُّ كُلِّ ظَلَامٍ نُورٌ وَجْهٌ كَنَافِ

وَيَكُنْ مَدْلُكَ لِلَّهِ الْوَحِيدِ وَجْهٌ
وَيُثْنِي عَلَيْهِ أَكْثَرُ الصُّبْحِ أَذْهُرُ يَحْشُرُ

کتابِ ستامة البشری
صفحہ ۱۰۶

ترجمہ :- اور بے شک میرا رہنما رسولوں کا سرکار
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم نے اس کو
اپنا پیشوا پسند کیا اور اللہ تعالیٰ کو کیونکر پسند ہے (یعنی
ہمارے اس بیان پر شک نہ رہے)۔

ترجمہ :- اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ محمد ہدایت
کے آفتاب ہیں ہم نے بحقیقت ایمان دار آپ کی طرف
روح کیا۔ اور ہم اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔

سب مدارج سے اُوپر آپ کے درجات ہیں۔ آپ کو
ایسے انوار حاصل ہیں کہ تصور میں نہیں آسکتے ہیں

کیا اللہ کے نبی کے بعد کوئی اور چیز مجھ پسند آسکتی
ہے۔ کیا اللہ کے رسول کے بعد کوئی چہرہ نورانی ہو سکتا
ہے؟

لے لوگوں کے مرجع (جس کی طرف رجوع کرتے ہیں) آپ
پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو۔ ہر اندھیرے میں
آپ کے رونے مبارک کا نور سورج ثابت ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ جو (ذات و صفات) واحد ہے اور اس کا
(فرشتوں کا) لشکر آپ کی حمد (تغریف) کرتے ہیں
اور صبح آپ کی ثنا کہتی ہے جب (لوگوں کو) اکٹھا
کرتی ہے۔

مترجم :-
مفتی نور الدین زاہد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند کا ترجمان

اشاعت الحق

مجلہ سہریگر

جلد ۳۰ سہریگر، ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۷۶ء شمارہ ۴۰

باب برکتِ مہینہ

۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ
 اسلامی کینیڈا کا نو اں مہینہ یعنی مہ رمضان ایک
 بابرکت مہینہ ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فرماتے ہیں: اِنَّكُمْ رَمَضَانَ شَهْرٌ بَرَكَةٌ يَغْفِرُ
 اللَّهُ فِيهِ ذُنُوبَكُمْ وَيُنْزِلُ الرِّزْقَ وَيُجِئُ الْحَيَاةَ
 يَسْتَجِيبُ فِيهِ الدُّعَاءُ يَقْطُرُ اللَّهُ تَعَالَى
 اِلَى ثَنَائِكُمْ فِيهِ وَيَبَاهِي بِكُمْ مَلَائِكَتَهُ
 فَاسْرُوا اللَّهَ مِنْ اَنْفُسِكُمْ خَيْرًا فَاِنَّ الشَّقِيَّ
 مَنْ حَرَمَ فِيهِ رَحْمَةَ اللَّهِ عَيْنًا وَجَلَّ (طبرانی)
 "اے لوگو! تمہارے پاس رمضان آیا۔ یہ بابرکت مہینہ
 ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ تم پر فضل و کرم کا پودہ ڈالتا ہے پھر رحمت
 نازل کرتا ہے اور تمہارے سچے (مخلص) گنہگاروں کو توبہ اور مغفرت

کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اُس فوق و شوق، رغبت و محنت
 کی طرف توجہ کرتا ہے جو اس مہینے میں توبہ کے کام کرنے میں لگتا
 ہو اور اپنے (خاص) فرشتوں میں تمہاری تعریف کرتے۔ پس
 (اے مسلمانو!) اللہ تعالیٰ کے سامنے نیک اعمال پیش کرو۔ پس بڑا بخت
 ہے وہ شخص جو اس بابرکت مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
 محروم رہے۔

ماہ رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہونے کا عرف ایک طریقہ
 ہے اور مندرجہ بالا ارشاد رسول اکرم کے مطابق وہ طریقہ ذوق و شوق
 رغبت و محنت کے ساتھ نیک کام کرنا ہے۔ ایسے ہی کاموں پر توجہ دینا
 ہے اور ایسے ہی کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بزرگوں کی توفیق دینا
 ہے۔ ذوق و شوق اور رغبت کے بغیر جو کام کیا جائے وہ فاسد ہے جان
 جسم ہے۔ اور اس سے وہ نیا جو نہیں نکال سکتے ہیں ان کی توبہ کبھی ہوتی ہے
 اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول کرے

ماہ رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہونے کا عرف ایک طریقہ

مَعَارِفُ الْقُرْآن

انرا افاضتِ سیدنا و مولانا محمد علی علیہ السلام

احکامِ صوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے

۱۔ اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو، تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں، جیسے کہ اُن لوگوں کے لئے ضروری ٹھہرائے گئے جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم متقی بنو۔
۲۔ چند دن، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو، یا سفر میں ہو تو اور دنوں سے گنتی پوری کی جائے ۳ اور جو اس میں مشقت پاتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں ۴ پھر جو کوئی تکلیف سے بچی کرتا ہے، وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانو۔

۵۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا، لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کی اور حق و باطل الگ کر دینے کی کھلی دلیلیں ہیں پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو چاہے کہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں سے گنتی (پوری) کی جائے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے مستحکم نہیں چاہتا ہے اور تم گنتی کو پورا کرو۔ اور اللہ کی برائی کو دیکھو اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن
كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ
طَعَامُ سَكِينٍ ۚ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرٌ فَهُوَ
خَيْرٌ لَهُ ۚ وَآن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن
كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ
فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى
مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَسَقِطْ

۳۔ اور جب سے جب تک سے مستحکم پوری

اِحْبِبْ دَعْوَةَ الدِّاعِ اِذَا دَعَا
فَلَيْسَتْ جَبِيْبُوْا اِلٰى وَلِيُوْمِنُوْا اِى لَعَلَّهُمْ
يَرْشُدُوْنَ ۝ اِحْلِلْ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ
الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ
وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلَّمَ اللّٰهُ اَنْتُمْ
كُنْتُمْ قَحْطًا تَوْنًا اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ لَكُمْ
وَعَفَا عَنْكُمْ فَاَلَمْ تَبْشُرُوْهُنَّ
وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا
وَابْشُرُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
اِلَ الْبَيْضِ مِنَ الْخَيْطِ اَلَا سَوْدٌ مِّنَ
الْفَجْرِ ثُمَّ اَتَمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى الْبَيْلِ
وَلَا تَبْشُرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ
فِي الْمَسْجِدِ طَبَقَ حَدُّوْهُ اللّٰهُ فَلَا
تَقْصِبُوْهَا كَذَا لِكَيْ يُبَيِّنَ اللّٰهُ
اٰيٰتِهِ لِّلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝
وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ
بِالْبَاطِلِ وَتُدْ لِّوَابِهَا اِلَى الْحُكَّامِ
رَبَّنَا كَلِّمْوْا فَيُقَامِنِ اَمْوَالِ
النَّاسِ بِالْاَثْمِ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝

[ترجمہ حکیم پارہ سیقول ۷۲، ۷۳]
[سورہ بقرہ ۲، ۷۳ آیات]

تو میں قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کو جہاں وہ مجھے
پکارتا ہے، قبول کرتا ہوں، پس چاہے کہ میری فرمان برداری
کرمیں اور چاہے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں
تمہارے لئے روزوں کی رات میں اپنی عورتوں کی
طرف رغبت کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لئے لباس ہیں
اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں کو
نقصان پہنچانا چاہتے تھے، سو اس نے تم پر رجوع بہ رحمت
کیا۔ اور تم کو معاف کیا۔ پس ان سے میل جول کرو، اور جو
اللہ نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے چاہو اور کھاؤ اور پیو
یہاں تک کہ تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری، سیاہ دھاری
سے الگ ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کر دو
اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تو ان سے میل جول
نہ کرو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، پس تم ان کے قریب
جاؤ، اس طرح اللہ اپنی باتیں لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتا
ہے۔ تاکہ وہ تقویٰ کریں۔

اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر نہ
کھاؤ اور (نہ) ان کے ذریعے حاکموں تک پہنچو تاکہ لوگوں
کے مال کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے
ہو ۹

۱۰۔ دنیا کی کوئی قوم نہیں جس نے روزہ کو عبادت میں
نہ رکھا ہو صرف عیسائیوں نے شریعت کو جواب دے کر روزوں
کا انکار کیا ہے، مگر حضرت عیسیٰؑ کا انجیل سے نہ صرف
نہ روزوں کا انکار کیا ہے بلکہ اپنے پیروں کے لئے

بیچنا چاہتے۔ کہنا کہ مرنے والا خطرناک ہو کہ انسان کے نورِ رُوح کا خطرہ ہو۔ یا یہ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف ہو تو روزہ ترک کرنا چاہا۔ دونوں غلط راہیں ہیں۔ اگر روزے رکھنے سے دوائی کا نہ پینا یا بار بار ملکی غذا کا نہ ہونچنا یا اور کوئی وجہ بیماری کے بڑھنے کا ہو تو روزہ ترک کرنا چاہیے۔

سفر کا لفظ بھی عام ہے غرضِ عام میں جسے سفر کہا جاتا ہے سب جانتے ہیں اور اہم شریفیہ میں ہمیشہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر من مکانٍ إلى مکانٍ فليصوم في كل واحدٍ من المکانین (بخاری، کتاب صلوٰۃ المومنین (۶) باب ۶۵ بروایت انس رضی اللہ عنہ)

حنوز رسول کریم جب تین میں یا تین فرسنگ کی مسافت پر نکلتے تھے تو دو روزی رکعت نماز پڑھتے تھے یعنی تین میں پر بھی نماز قصر کر لیتے تھے۔ (چار کی جگہ صرف دو رکعت پڑھتے تھے۔ ریل کا سفر بھی سفر ہے (علیٰ ہذا القیاس) اس رخصت سے فائدہ اٹھانا بہتر ہے لیکن اگر سفر میں روزہ رکھ لے تو ہو جاتا ہے۔

۵۔ اس سے مراد بہت بوڑھے ہیں یطیقونہ کے معنی بروئے لغت یہ ہیں کہ "ایا کرنے میں سخت مشقت پاتے ہیں" اور ذکر بیمار اور مسافر کا ہے پس مطلب یہ ہے کہ بیمار اور مسافر پیچھے گنتی پوری کر لیا کریں۔ لیکن ایسے بیمار یا مسافر جن کو پیچھے گنتی پورا کرنے میں مشقت ہے وہ فدیہ دینا کوئی مسئلہ بعض لوگ دائم المرضی ہوتے ہیں اور اسی حکم میں بہت

بوڑھے لوگ بھی ہیں۔ اور الوداعیہ کی حدیث کی رو سے

اسی حکم میں حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت بھی

روزے رکھنے کی تعلیم موجود ہے۔ مثلاً انجیل میں لکھا ہے "اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھوک لگی" (باب ۴ آیت ۲) لوقا کی انجیل میں لکھا ہے:-

اور انہوں نے اُس (عیسیٰ) سے کہا کہ یوحنا کے شاگرد اکثر روزہ رکھتے اور دعا مانگتے کیا کرتے ہیں اور اسی طرح فریسیوں کے بھی۔ مگر تیرے شاگرد کھاتے پیتے ہیں۔ یسوع (یعنی عیسیٰ) نے اُن سے کہا: کیا تم برائیوں سے جب تک دولہا ان کے ساتھ ہے روزہ رکھ سکتے ہو؟ گروہ دین آئیں گے اور جب دولہا ان سے جدا کیا جائے گا تب ان دنوں میں وہ روزہ رکھیں گے [۵ باب ۵ آیات ۳۲-۳۵]

روزہ سے خواہشات کو ترک کرنے کی قوت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور یہی قوت انسان کو اپنے نفس پر حاکم بنا کر اعلیٰ سے اعلیٰ پاکیزگی اور نیکی کے مقام پر پہنچاتی ہے۔ اسلام نے ہر ایک چیز کو ایک قاعدہ اور ضبط کے ماتحت کیا ہے۔ اور وقت پر کھانا عین تعلیم اسلامی کے مطابق ہے۔ روزہ میں اس ضبط کو توڑنا مقصود نہیں بلکہ انسان کے اندر یہ قوت پیدا کرنا مقصود ہے کہ خواہشات حیوانی جو کھانے پینے اور زوجہ کی طرف رغبت کرنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ انسان کے اقتدار کے نیچے ہوں۔ اور ایسا نہ ہو کہ انسان کا فطام اور

منہ محکوم بن جاتے۔

کیونکہ اس میں حمل یا بچہ کے فاصلے ہونے کا خوف ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ فدیہ دے دیا کریں۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بہت بوڑھے ہوئے اور روزہ کے بجائے فدیہ دیا کرتے تھے۔ اگلے الفاظ تطوعاً خفیئاً میں بتایا ہے کہ روزہ رکھنا تکلف سے نیکی اختیار کرنا ہے اور یہ نہ ہمت کرنا ہے اس لئے کہ اس سے نیکی کی ترقی پڑتی ہے۔

۳۷۔ قرآن کا نزول ۱۰ رمضان میں ہوا۔ یعنی پہلی وحی یا استماع اسی ماہ لیلۃ القدر میں ہوئی، اور الفاظ **قَدْ فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا** سے ان مقامات کو خارج کر دیا جہاں دن بہت جلد ہونے کی وجہ سے عین کی تقسیم باقی نہیں رہتی اور کئی کئی دنوں تک یا کئی کئی عینوں تک سورس وغیرہ میں ہوتا یا نکلتا نہیں کیونکہ وہاں وہ عینہ ہی نہیں اور جہاں انہیں نہیں گھنٹے کا دن ہے۔ وہاں روزہ رکھنا مشکل بھی نہیں اس لئے کہ ایسے مقامات سرور ہوتے ہیں۔

۳۸۔ اس آیت کو جس میں قرب الہی کا ذکر ہے۔ رمضان کے احکام میں لانے میں یہ اشارہ ہے کہ رمضان میں قرب الہی کی راہیں بہت کھلی جاتی ہیں۔ اس کا طریق یہ بتایا کہ دُعا کرو تو میرا قرب ملے گا۔ گویا یہی عینہ مسلمان کے لئے مجاہدات کا عینہ ہے جس کے اندر تزکیۃ نفس ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب ملے گا۔ اس کا طریق یہ بتایا کہ دُعا کرو تو میرا قرب ملے گا۔ گویا یہی عینہ مسلمان کے لئے مجاہدات کا عینہ ہے جس کے اندر تزکیۃ نفس ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب ملے گا۔ اس کا طریق یہ بتایا کہ دُعا کرو تو میرا قرب ملے گا۔ گویا یہی عینہ مسلمان کے لئے مجاہدات کا عینہ ہے جس کے اندر تزکیۃ نفس ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب ملے گا۔

کو حاصل کرنے کے لئے بتایا کہ نرے روزے سے ہی نہیں بلکہ پھر روزہ کا بھی ساتھ کرو۔

۳۹۔ چونکہ بعض صحابہ کا خیال تھا کہ روزہ میں رات کے وقت بھی بیوی کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ گویا کوئی حکم الہی نازل نہیں ہوا تھا، اور خواہش طبعی چاہتی تھی تو اس صورت میں اس تحریک خواہش کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس حکم سے ایک غلط خیال کی تردید ہوئی۔

توبہ اور عفو کے الفاظ عام ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پہلے کوئی فعل غلط نہ ہوگا بلکہ حکم الہی ہو چکا ہے ایک سہل حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع بہ رحمت ہے، اور ایک سختی جو خود لازم کر لی گئی تھی، اس کا دور کرنا عفو ہے۔

۴۰۔ یہاں روزہ کی حدود بیان کی ہیں صبح صادق کے نمودار ہونے تک۔ کھانا پینا جائز ہے اور آفتاب غروب ہوتے ہی فطر کر دینا چاہئے۔ سحری کے وقت میں حتی الوسع تغیر کی اور افطار میں تعمیل کی تاکید آئی ہے۔ بخاری میں ہے کہ حضور نے فرمایا لا یزال الناس یُخْبِرُونَ مَا أَخْبَرُوا لَیْلَةَ الْقَدْرِ لَکَ سَدَقَاتُ رَمَضَانَ حالت میں رہیں گے (خفا سے بچیں گے) جب تک وہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔

۴۱۔ اعتکاف کے لئے رمضان کا آخری عشرہ غنیمت ہے۔ اسی میں شیعہ قید بھی ہے۔

۴۲۔ اس حکم کو رمضان کے حکم کے ساتھ روزہ کا عینہ ہے۔

۴۳۔ اس حکم کو رمضان کے حکم کے ساتھ روزہ کا عینہ ہے۔

روزہ کے متعلق ارشادات رسول اللہ ﷺ

حضرت امیر سیدنا مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ کی تالیف افتاد العبد علی باب سے اقتباس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الصَّيَامُ جُنَّةٌ يَنْفَعُ وَلَا يَضُرُّ وَلَا يَجْعَلُ دَرَانِ أَمْرُهُ قَاتِلُهُ أَوْ شَاتِمُهُ فَلْيَقْلُ رَأْيَ صَائِمٍ مَرَّتَيْنِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ بَرِيحِ الْمَسْكِ يَتَذَرُهُ طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَشَهْوَتُهُ مِنْ أَجْلِ الصَّيَامِ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا [بخاری پارہ ۱ کتاب ۱]

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ بڑھال ہے سو چاہے کہ (روزہ رکھنے والا) بخش باتیں نہ کرے اور نہ ہی جہالت کی باتیں کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے یا بدگوئی کرے، تو وہ دفعہ کہہ دے کہ میں روزے ہوں، اور اس وزارت کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کا خوشبودار کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ نپہ منیدہ ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) وہ اپنا کھانا اور خواہش میں میری رضا کے لئے چھوڑتا ہے، روزہ فرض مہینے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ اس کا دس گنا ہے۔

تشریحی نوٹ :- بدگوئی، بخش، جھوٹ حرام ہیں۔ مگر لوگ طلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو ترک نہیں کرتے، اس لئے فرمایا کہ روزہ رکھے تو حرام باتوں سے اجتناب کرنا بھی سیکھے۔ روزہ دار کے منہ کی خوش بو میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اس کی باتیں بھی پاکیزہ ہوتی ہیں اور روحانی رنگ میں بھی اسکے منہ سے خوش بو آتی ہے۔ انکی حدیث میں جھوٹ بولنے سے خصوصیت سے منع کیا۔ اس لئے کہ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے جس طرح سچائی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ بِاللَّهِ حَاجَةً فِي أَنْ تَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (بخاری پارہ ۱ کتاب الصوم) باب من لعد

یہ روایت قول الناس (۱۱۹۱ ج ۵ ص ۱۷۷)
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی جھوٹ بولے اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ ﷺ

أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ
فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرِيلُ وَكَانَ
يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِ
الْقُرْآنَ فَلَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ
مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

بخاری پارہ ۱ کتاب صوم باب ۱

”ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور سب سے بڑھ کر آپ کی سخاوت کا ظہور رمضان میں ہوتا جب جبریل علیہ السلام آپ کو جلتے اور وہ آپ سے رمضان کی ہر رات ملتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی میں جلتی ہو اسے بھی زیادہ فیاض تھے“
تشریحی نوٹ:-

سخاوت اصل میں مخلوق خدا کی خدمت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان میں اجود (سب سے زیادہ سخی) ہونے کا ذکر کر کے یہ بتایا کہ روزہ صرف برائیوں کو ترک کرنا ہی نہیں سکتا بلکہ نیکیوں کے لئے قوت عمل بھی انسان کے اندر پیدا کرتا ہے یہ گویا تَتَّقُونَ (تم تقویٰ کرو گے) کی تفسیر ہے۔ کیونکہ تقویٰ بدی سے بچنے اور نیکی پر غايل ہونے کا نام ہے۔

اعتذار

مدیر

پریس کے مشین میں کی غفلت کی وجہ سے اہانت کے اشاعت الحق میں کئی صفحات پر غبارت صحیح نہیں چھپی ہے ہمیں اس کا افسوس ہے۔ ذیل میں صحیح عبارت لکھی جاتی ہے

- ۱ ص ۲ سطر ۲۔ صاحب نعمت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیان علیہ الرحمہ
- ۲ ص ۳ سطر ۳۔ پہلا شعر تاجم بزرگ ز کرد نعل محمد است
- ۳ ص ۴ سطر ۴۔ دوسرا شعر حق گفتہ خود شد خصال محمد است
- ۴ ص ۵ سطر ۵۔ کامل سطر ۵۔ مبتلائے ہزار برج و غم
- ۵ ص ۶ سطر ۶۔ ۲۲ مورخ کشمیر نے ساری اُمت کی توجہ کی ہے۔ ساری اُمت مختلف قسموں کے امراض و اسقام میں مبتلا ہو گئی ہے۔ ان سارے اخلاقی، معاشی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی فرض ہر قسم کے برج و غم سے غلامی کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ آخری نبی یعنی احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی تعلیم ہے اگر عالم انسانیت اپنے تمام امراض سے نجات پانا چاہتا ہے۔
- ۶ ص ۷ سطر ۷۔ قرآن حکیم کی پیروی ضروری ہے حضرت مجدد اعظم مسیح موعود علیہ السلام نے اسی لئے تاکید کی ہے
- ۷ ص ۸ سطر ۸۔ فتاویٰ سراجیہ میں ہے فاذا خطبت بالفارس سید جان عند ابی حنیفہ علی کل حال
- ۸ ص ۹ سطر ۹۔ اگر فارسی میں خطبہ دے تو امام صاحب کے نزدیک یہ حال میں جائز ہے

زکوٰۃ کا نظم مندرجہ

اَسْ اَفَادَاتِ مَوْلَانَا ابُو الْکَلَّابِ اَسَد عَلَّیْہِ الرَّحْمَہُ

زکوٰۃ اور اس کی ادائیگی: —————

قرآن نے زکوٰۃ کا معاملہ ایک خاص نظام سے وابستہ کر دیا ہے اور اسی نظام کے قیام پر اُس کے تمام مقاصد و مصالح کا حصول موقوف ہے۔ زکوٰۃ ایک ایسی چیز ہے جس کا اسی طرح نہ کہیں ہے جس طرح آج کل انکم ٹیکس وصول کیا جاتا ہے پس اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ نہ تھا کہ ہر شخص خود ہی اپنا ٹیکس نکالے اور خود ہی خرچ بھی کر ڈالے، بلکہ اس کا انتظام یہ تھا کہ حکومت اپنے کلکروں کے ذریعے ہر شخص سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرتی تھی، اور ہر ضروریات و قوت کے مطابق وہ ہر ضرورت کو مقدم سمجھتی تھی اُس میں خرچ کرتی تھی جب ایک شخص نے حکومت کے مقررہ عاقل کو اپنی زکوٰۃ دیدی، اُس کی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ چنانچہ اسی لئے کلکروں اور عاملوں کی تنخواہ کا بار بھی اسی فنڈ پر ڈالا گیا ہے اور صاف صاف نفلوں میں نہ دیا ہے۔

وَالْحَقُّ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لِمَنْ يَدْفَعُ زَكَاةً أَنْ يَتَّخِذَ مِنْهَا ثَمَرًا فَلْيَكُنْ لَهُ مِثْلُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا (یعنی اس فنڈ سے ادا کئے جائیں) اگر ادائیگی کے لئے یہ بات ضروری نہ ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ صرف ایک مقررہ فنڈ میں مستحق عمال حکومت کا ورکر کیا جائے۔

اور پھر یہی وجہ ہے کہ صاف و مزین نفلوں میں ملازمت کو حکم دیا گیا ہے کہ اس بارے میں عمال حکومت کی پوری پوری اطاعت کریں اور بلا غدر زکوٰۃ اُن کے حوالہ کریں حتیٰ کہ اگر عمال ظالم بھی ہوں یا بیت المال کا رویہ ٹھیک طور پر خرچ نہ ہو رہا ہو جب بھی اصلاح عمال کی سعی کے ساتھ ادائیگی کا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے یہ نہیں کرنا چاہئے کہ بطور خود خرچ کر ڈالی جائے۔

بیشربین خاصہ کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔

اِنَّ قَوْمًا مِنْ اَصْحَابِ الصَّدَقَةِ يَتَعَدُّوْنَ غَلَّتِنَا — عمال کا ایک گروہ صدقہ لینے میں ہم پر زیادتیاں

کرتے ہیں کیا اس کا مقابلہ کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں۔

حاکم وقت اگرچہ ظالم و جابر ہو

سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں صاف موجود ہے

اَذْفَعُوا اِلَيْهِمْ مَا احْتَلَوْا — جب تک وہ ہمارے ہوتے ہیں زکوٰۃ انہیں دیتے رہو۔

یہی امیہ کے زمانہ میں جب نظام خلافت بدل گیا اور

محکم ظلم و تشدد پر اتر آئے تو بعض لوگوں کو خیال ہوا
ایسے لوگ ہماری زکوٰۃ کے کیوں کر امین سمجھے جائیں؟
لیکن تمام صحابہ نے یہی فرمایا کہ زکوٰۃ انہی کو دینی
چاہیے۔ کیسی نے نہیں کہا کہ خود اپنے ہاتھ سے خرچ کر ڈالو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، ایک شخص نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ زکوٰۃ کسے دیں؟
آنہ نے فرمایا وقت کے حاکموں کو۔ اُس نے پھر عرض کیا
اِذَا بَلَغَ الْخَصْمُ دُونَ جِهَاتِ ثِيَابٍ رَطِيبًا۔ وہ تو
زکوٰۃ کا ردیمہ اپنے کپڑوں اور غلاموں پر خرچ کر ڈالتے
ہیں۔ آنحضرت نے جواب میں فرمایا فَاِنَّ الْاَكْبَرِيَا
کرتے ہوں گرد و ان ہی کو“ (ابن ابی شیبہ) کیونکہ زکوٰۃ
کا معاملہ بغیر نظام کے قائم نہیں رہ سکتا۔

شرعی نظام سے انحراف کی مبنیاد

صدرِ اول سے لے کر آخرِ خلیفہ عباسیہ تک یہ نظام
بلا استثناء قائم رہا۔ لیکن ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں
کا سیلاب تمام اسلامی ممالک میں اُٹھ آیا۔ اور نظامِ خلافت
معدوم ہو گیا تو سوال پیدا ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔
فقہائے حنفیہ کے جس قدر شروخ بیوتوں اور کتب خانوں
آج کل متداول ہیں، زیادہ تر اسی دور میں یا اس کے بعد
لکھ گئے ہیں۔ اس وقت پہلے پہل اس بات کی کچھ
ریزی ہوئی کہ زکوٰۃ کی رسم بطور خود خرچ کر ڈالی جائے
کیونکہ غیر مسلموں کو نہیں دی جاسکتی مگر ساتھ ہی فقہاء

نور احمد پر بھی زور دیا کہ جن ملکوں میں اسلامی حکومت قائم نہیں

رہی ہے۔ اور عادیہ حالت فوراً ممکن نہیں تو دنیاں کے
مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ کسی اہل مسلمان کو اپنا امیر
مقرر کر لیں۔ اور اپنی زکوٰۃ اُس کے حوالے کر دین۔ تاکہ اسلامی
زندگی کا نظام قائم رہے معدوم نہ ہو جائے۔

مسلمانوں کی غفلت

لیکن انیسویں صدی کے بعد کہ بتدریج اس نظام کی اہمیت سے
مسلمان غافل ہوتے گئے، اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ
لوگوں نے سمجھ لیا، زکوٰۃ نکالنے کا معاملہ اس کے سوا کچھ نہیں
ہے کہ خود حساب کر کے ایک قسم نکالیں۔ اور پھر جس طرح
چاہیں خود ہی خرچ کر ڈالیں۔ حالانکہ جس زکوٰۃ کی ادائیگی
کا قرآن نے حکم دیا ہے اس کا قطعاً یہ طریقہ نہیں ہے اور
مسلمانوں کی جو جماعت اپنی زکوٰۃ کسی امین زکوٰۃ یا
بیت المال کے حوالے کرنے کی جگہ خود ہی خرچ کر ڈالتی ہے
وہ دیدہ و دانستہ حکمِ شریعت سے انحراف کر رہا ہے اور
یقیناً عند اللہ اس کے لئے جواب دہ ہوگی۔

انتخابِ امیر و قیامِ بیت المال

اگر کہا جائے کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت
موجود نہیں۔ اس لئے مسلمان مجبور ہو گئے اور انفرادی
طور خرچ کرنے لگے تو شرعاً و فقہاً یہ بزرگ مسموہ
نہیں ہو سکتا۔ اگر اسلامی حکومت کے فقدان سے جمعہ
ترک نہیں کر دیا گیا جس کا قیام امام و سلطان کی موجودگی
پر موقوف تھا تو زکوٰۃ کا نظام کیوں ترک کر دیا جائے؟

پس نے مسلمانوں کے ہاتھ اس بات سے اذہم

اپنے اسلامی معاملات کے لئے ایک امیر منتخب نہ کریں۔
 یا ایک غیر کڑی ہمت والوں پر متفق نہ ہو جائیں یا قتل و دہشت
 ہی انجمنیں بنالیں جیسی انجمنیں بے شمار غیر ضروری باتوں
 کے لئے بلکہ بعض اوقات میں بدعت و محدثات کے لئے انہوں
 نے جابجا انجمنیں بنالی ہیں۔

مسلمانوں کے لئے اصلی سوال

اسلام نے اجتماعی زندگی کا ایک پورا نقشہ بنایا تھا
 جہاں اُس کے چند خانے بکھر گئے۔ پھر پورا نقشہ بکھر گیا
 چنانچہ اس کا نظریہ کے فقدان نے مسلمانوں کی پوری
 اجتماعی زندگی مختل کر دی ہے۔ لوگ اصلاح کے لئے کمر چلے
 گئے مگر بے پیرا گئے ہیں اور سمجھتے ہیں، انجمنوں اور قوی چندن
 کے ذریعہ وقت کی مشغول اور ذہنیاتوں کا علاج ڈھونڈ نکالیں
 گئے۔ حالانکہ انہوں نے اصل سوال یہ نہیں ہے کہ کوئی
 نیا طریقہ ڈھونڈ نکالیں۔ سوال یہ ہے کہ اپنے گم گشتہ
 طریقہ کی گمراہی نکالیں۔

درانہ شب و بیدارشی من این ہمہ نیست
 نیست من خبر آمدید تا کجی اخفتہ است
اکہ ت آفرین خطرہ

اگر محض دولت مند افراد کے غلیظوں اور قومی
 انجمنوں کے نظام سے قوم کا اقتصادی مسئلہ حل ہو سکتا
 تو آری ہو ہی۔ اور امریکہ سے بڑھ کر کون ہے جو ان دونوں
 باتوں کا نقشہ کر سکتا ہے۔ ایک قوم بقیہ کو ان کا
 کوئی نمونہ نہ ہو سکتا ہے۔

اور متوسط طبقہ کا انہیں اس روک نہ سکا، اور اسب اجتماعی مسئلہ
 کا ہلاکت آفرین خطرہ ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔

اقتصادی بد حالی کا

واحد علاج

اصل یہ ہے کہ افراد کی وقتی فیاضیاں کتنی
 ہی زیادہ ہوں، قوم کی اجتماعی زندگی کے قیام کے
 لئے کبھی کھیل نہیں ہو سکتیں۔ اس صورت حال کا
 علاج صرف وہی ہے جو اسلام نے تیرہ سو برس پہلے
 تجویز کیا تھا۔ یعنی قانون سازی کے ذریعہ قوم کی پوری
 کماٹی کا ایک خاص حصہ کمزور افراد کی خبر گیری کے لئے
 مخصوص کر دینا چاہئے تاکہ

۱۔ توخذ من اغنیاء ہم
 فتد فی فقراء ہم

قوم کے آسودہ حال لوگوں سے وصول کر کے غریب
 و مسکین لوگوں میں بانٹ دیا جائے۔
 ۲۔ کئی لا یكون ذوالہ
 بلین الاغنیاء منکم

تاکہ دولت، دولت مند لوگوں کی اجارہ داری
 نہ بن جائے۔

احمد اجا

زکوٰۃ اور دیگر صدقات
 کو اپنے قومی مسئلہ کی برت المال میں
 داخل کریں۔ (جول محرم ۱۳۹۷ھ)

روزہ کے مسائل

مرتبہ جناب پروفیسر نور الدین زاہد

نوٹ:- جگہ کی تنگی کی وجہ سے یہاں اصل عبارت چھوڑ کر صرف ترجمہ یا خلاصہ مفہوم لکھا گیا ہے لیکن حوالے پورے دئے گئے ہیں، قارئین چاہیں تو خود بھی چیک کر سکتے ہیں۔

۵۔ روزہ کہاں سے کہاں تک؟

قرآن حکیم نے روزہ کی مدت یوں بتائی، کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری سیاہ داری سے الگ ہو جائے، پھر رات تک روزے پورا کرو [پارہ ۲ ع ۵ سورہ بقرہ ۲ ع ۲۳ آیت ۱۸۰]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سیاہ دھاری سے مراد رات کی تاریکی اور سفید دھاری سے مراد دن کی سفیدی ہے"

[بخاری پارہ ۷ باب ۱۱۹ ج ۱۷ ص ۸۸]

۶۔ سحری میں برکت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سحری کھایا کرو کیونکہ اس سے برکت حاصل ہوتی ہے" [بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۰ ج ۱۷ ص ۹۲]

۷۔ سحری میں تاخیر

مشہور صحابی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان ہے: ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سحری کھاتے تھے پھر روزہ شروع ہوتا۔

فارغ ہو کر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فجر) کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اسی لئے حضرت زید سے پوچھا "سحری اور نماز فجر کی (ادائیگی) روزہ رکھنا تو اس نے (بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۱ ج ۱۷ ص ۹۳)

۱۔ ہر دن روزہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دفعہ فرمایا جو آدمی سال بھر روزہ رکھتا ہے اس کا روزہ ہی نہیں۔

[بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۳ ج ۱۷ ص ۸۴]

۲۔ رمضان سے قبل روزے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ماہ رمضان سے قبل ایک دو دن روزے مت رکھو، البتہ وہ رکھ سکتا ہے جو عادی ہو" [بخاری پارہ ۷ باب ۱۱۹ ج ۱۷ ص ۸۶]

۳۔ چاند دیکھ کر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "چاند دیکھ کر (رمضان) کے روزے رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی روزے چھوڑ دو۔

عید مناد، اگر چاند نظر نہ آئے، تو ہینہ پورے تیس دن شمار کرو" [بخاری پارہ ۷ باب ۱۱۸ ج ۱۷ ص ۸۲]

۴۔ شک کے دن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس دن رمضان کے ہونے میں شک ہو (یعنی چاند نہ دیکھا گیا ہو) اگر کسی آدمی نے اس دن روزہ رکھا تو اس نے (بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۱ ج ۱۷ ص ۹۳)

۶۔ گلے میں پانی یا دوا ڈالنے سے (بخاری پک باب ۱۲۱۱)

۷۔ سرمہ لگانے سے (")

۸۔ خشک یا تر سواک (دن میں کسی بھی وقت) کرنے سے

[بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۱۰]

۹۔ قے (اُلٹی) آنے سے (بلا قصد)

[بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۱۳]

۱۰۔ بوسہ لینے سے (بلا شہوت)

[بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۰۷ ج ۱۷۹۸]

۱۱۔ روزہ کی حالت میں اختلام ہونے سے (پارہ ایضاً باب ۱۲)

۱۲۔ کسی چیز کا صرف مزہ چکھنے سے

(بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۰۸)

۱۳۔ بالوں میں تیل ڈالنے سے (بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۰۸)

۱۴۔ انجکشن لگوانے سے (آلات جدیدہ کے متعلق)

احکام از مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۱۶۲

مطبوعہ کتب خانہ قاسمی دیوبند

۱۵۔ زخم پر دوا (مرہم) ڈالنے سے

۱۲۔ روزہ معاف ہے

۱۔ مریض کو (سورہ بقرہ آیت

۲۔ مسافر کو (" آیت

۳۔ عورت کو چھینے کے خاص ایام میں (ان ایام میں

اسے نماز بھی معاف ہے۔ (بخاری پارہ ۷ باب ۱۲۱۳)

۴۔ ناتوان اور نحیف آدمی کو (سورہ بقرہ پ آیت

۵۔ کمزور بڑھے اور دائم مرگی کو (سورہ بقرہ پ آیت

۶۔ حاملہ عورت کو (ابوداؤد۔ کتاب الصوم)

۷۔ مرضعہ (دودھ پلانے والی کو) (")

۸۔ حالت زچگی میں (یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن

تک) عورت کو روزہ نہیں ہے

۱۳۔ روزہ لوٹ جاتا ہے۔

۱۔ نیت کر کے (جان بوجہ کر) کچھ کھانے پینے سے

۲۔ قصداً قے کرنے سے

۳۔ خاص ایام میں خون آنے (حیض)

۴۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آنے سے (نفاس)

۵۔ روزہ کے دن بادل کی دھڑ سے سویرے انظار کرنے سے

۶۔ قصداً جماع کرنے سے

پہلی پانچ صورتوں میں صرف قضا ضروری ہے یعنی ماہ

رمضان میں جتنے روزے ٹوٹ گئے اتنے روزے کسی

دوسرے چھینے میں رکھے جائیں مگر مریض، حاملہ اور مرضعہ

رمضان کے روزوں کے بدلے قضا روزے رکھ سکتے ہیں لیکن

جو شخص رمضان کا روزہ جماع کر کے توڑ ڈالے اس کے ذمہ قضا

کے علاوہ کفارہ بھی ہے۔ یعنی اسے ایک روزہ کے بدلے ایک

غلام آزاد کرنا یا لگاتار دو چھینے روزہ رکھنا یا ساٹھ مکینوں کو

کھانا کھلانا یا کھانے کی قیمت ادا کرنا ضروری ہے۔

۱۴۔ دائم المرض اور پیر فرلوت

جو آدمی ہمیشہ بیمار رہتا ہو یا بہت کمزور ہو یا کافی سن

رہیدہ اور ناتوان ہو اسے روزہ کی بجائے فدیہ دینا چاہیے یعنی

۵۔ کمزور بڑھے اور دائم مرگی کو (سورہ بقرہ پ آیت

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ خَدِجَةُ

رضی اللہ عنہا

انقلع

طاہرہ فرحت بانو

بھی بہت جلد فوت ہو گیا۔ اور خدیجہؓ دوسری بار بیوہ ہو گئی۔ اس کے بعد خدیجہؓ نے شادی نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور خود تجارت شروع کر دی۔ اس کے پاس کافی دولت تھی جو اسے باپ اور دو شوہروں سے مل رہی تھی۔

عرب کے بڑے بڑے تاجر اور رئیس خدیجہؓ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے تھے، لیکن خدیجہؓ راضی نہیں ہوئی تھی یہ معتبر آدمیوں کو اپنا مال دے کر دودھ دوڑ علاقوں میں بھیجتی تھی۔ وہاں وہ اس کا مال فروخت کرتے تھے۔ پھر کہہ کی منڈیوں میں بکنے والا سامان خرید لاتے تھے۔ اس تجارت سے جو نفع ہوتا تھا خدیجہؓ اس کا ایک حصہ اس معتبر آدمی کو بھی دیتی تھی۔ اسی دوران پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی دیانت داری اور قابلیت کی شہرت ہو گئی۔ آپؐ نے اس وقت نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ عمر بھی زیادہ نہیں تھی۔ لیکن ایمان داری، راست گفتاری وغیرہ اچھے اخلاق کی بدولت ہر دل عزیز بن گئے تھے۔ اس کے علاوہ اپنے بیچا حضرت ابوطالبؓ کے ساتھ ایک تجارتی سفر کے تجربہ سے بھی اہل کربچے تھے۔ خدیجہؓ نے آپؐ کی نیک نامی

سُن کر آپؐ کو اپنا تجارتی نمائندہ

بارگاہ (SYNDICATE) بھیجا اور کافی مال کے علاوہ اپنا

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو ایمان داروں کی اہلیات (یعنی اہل) قرار دیا ہے۔ اسی لئے آپؐ کی ہر بیوی کے نام کے ساتھ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ (ایمان داروں کی ماں) معزز لقب استعمال ہوتا ہے۔ حضرت اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ خَدِجَةُ رَضِيَ اللہ عَنْہَا آپؐ کی پہلی بیوی تھیں۔ اس کے باپ کا نام خُوَیْلِدُ بْنُ اَسَدٍ تھا۔ یہ عرب کا باغرات رئیس اور دولت مند تاجر تھا۔ اہل مکہ کا پنجائیت گھر (دَارُ النَّدْوَةِ) اسی خاندان کا تھا۔ اس کے علاوہ اہل مکہ بن شہرہ رکنوں میں سے پائی لیتے تھے اور جسے "بیتو بنی اَسَد" کہتے تھے۔ اس کا الگ بھی یہی رئیس تھا۔

خُوَیْلِدُ کی شادی مکہ کی ایک شریف لڑکی ناطہ سے ہوئی تھی۔ اس سے اس کو کئی بچے پیدا ہوئے۔ ان میں سب سے بڑی ایک حسین اور دانا لڑکی خدیجہ تھی۔ خدیجہ جب بالغ ہوئی تو اس کی شادی ایک بزرگوار سے ہوئی، اس شادی سے دو لڑکے ہند اور حارث پیدا ہوئے یہ بیٹے ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ابوطالبؓ مر گیا۔ اور خدیجہ بیوہ ہو گئی اس کے بعد اس کی دوسری شادی دوسرے تاجر عقیق بن عایذ سے ہوئی۔ اس شادی سے بھی کئی بچے پیدا ہوئے۔ لیکن

غلام کیسے کرتا بھی ساتھ دیا

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام نہایت دیانت داری اور خوش اسلوبی سے انجام دے دیا، اس کے علاوہ میسرہ آپ کے اخلاق دیکھ کر آپ کا گرویدہ بن گیا۔ واپس آ کر خدیجہؓ نفع دیکھ کر اور مسیرہ سے آپ کا حال سُن کر آپ کی قدر دان ہی نہیں بلکہ غلام بن گئی۔ آپ کی پاکیزہ سیرت نے اس کو گرویدہ بنایا، اور وہ آئندہ شادی نہ کرنے کا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو گئی۔ اس نے اپنی سہیلی نفیسہ کو حضورؐ کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے نکاح کی بات چھیڑے۔

نفیسہ:- آپ شادی کیوں نہیں کرتے ہیں؟
پیارے نبیؐ: میرے پاس نہ مال ہے نہ گھربار کے لئے سامان اس لئے شادی کیسے کر سکتا ہوں؟
نفیسہ:- اگر ایک گھر میں شادی ہو جائے جہاں شرافت بھی ہے، وجاہت بھی ہے اور مال و دولت بھی ہے، تو کیا ہے؟

پیارے نبیؐ: ایسا کہاں ہو سکتا ہے؟
نفیسہ:- خدیجہؓ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے۔ فرمائیے کیا رائے ہے؟

پیارے نبیؐ: میری نہ ماں ہے نہ باپ نہ دادا اور نہ بھائی میرا ایک چچا ہے ابوطالب، اُس نے مجھے بڑی شفقت سے پالا ہے اور تربیت کی ہے اور میں اسی کے پاس ہوں۔ اس لئے اگر وہ مان لیں

تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت ابوطالبؓ سے بات چیت ہوئی آپ نے یہ رشتہ منظور کیا۔ بلکہ اس کے لئے پیارے نبیؐ کی مدد بھی کی۔ یہ سنہ ۲۵ قبل ہجرت کا واقعہ ہے۔ پیارے نبیؐ کی عمر اس وقت صرف پچیس برس کی تھی۔ اس کے مقابل خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ پیارے نبیؐ کی یہ پہلی شادی تھی۔ اس کے مقابل خدیجہؓ کی تیسری شادی تھی۔ اس سے پہلے وہ دو بار بیوہ ہو چکی تھی، اور کئی بچوں کی ماں بھی تھی۔ اور ان بچوں میں کئی بچے اس وقت بھی زندہ تھے۔ شادی کے دن حضرت ابوطالبؓ پیارے نبیؐ کے ساتھ خدیجہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے خطبہ نکاح پڑھا۔ اس میں آپ نے فرمایا:-

یہ میرے بھائی کا لڑکا محمد بن عبد اللہ ہے یہ ایسا جوان ہے کہ قریش کے کسی شخص کا اس سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر یہ کہ یہ اس سے بڑھا رہا ہے۔ ہاں مال اس کے پاس کم ہے۔ مگر مال دھلتی چھاؤں ہے اور ایک بدلنے والی چیز ہے۔ محمدؐ وہ شخص ہے جس کی میرے ساتھ قرابت و یگانگت کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ خدیجہؓ ثابت خویلد سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اور میرے مال میں سے بیس اُدرنٹ ہر مقرر کرتا ہے۔ اور اس کا مستقبل خدا کی قسم عظیم الشان اور عظیم القدر ہے۔

جو خطبہ پڑھا اس میں ابو طالب کی خاندانی شرافت و بزرگی کا اتراد کیا گیا۔ اور خدیجہ رضی کو حضرت محمدؐ کے نکاح میں دیا گیا۔

مکہ کے جو بڑے بڑے رئیس اور تاجر خدیجہ رضی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے تھے، وہ اس کے نکاح کی خبر سُن کر جلنے لگے۔ حسد کی وجہ سے وہ طعن دینے لگے کہ خدیجہ رضی کو کیا ہو گیا کہ فقیر سے شادی کر بیٹھی۔ خدیجہ رضی کو جب اُن ملعون کا پتہ چلا تو اس نے کہہ دیا میں اپنا سارا مال اور ساری دولت اپنے سہرتاج (شوہر) کے قدموں پر رکھ کر آپ کو ابیر کبیر بنا دوں گی۔ اور خدیجہ رضی نے ایسا ہی کیا۔ سارا مال، ساری دولت اور سارے غلام آپ کی نذر کئے۔ آپ نے سب غلام آزاد کر کے صرف کم سن زید کو اپنے پاس رکھا۔ اسے آزاد کر کے بہ نفس نفیس اس کی پرورش کی۔ مال و دولت کو غریبوں یتیموں، یتیموں، یتیموں، یتیموں اور مریموں کی امداد میں خرچ کیا خدیجہ رضی آپ کی دل سے عزت کرتی تھی، اور آپ کی خدمت کو بڑی سعادت مندی سمجھتی تھی جب نبوت کا زمانہ قریب آنے لگا تو حضورؐ غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی آپ کو اس کے لئے نہ صرف موقع فراہم کرتی تھی، بلکہ کھانا وغیرہ تیار کر کے وہاں پہنچاتی تھیں۔ جب حضورؐ کی عمر شریف چالیس سال آگیا، تو آپ منصب نبوت پر فائز ہوئے۔ اس وقت خدیجہ رضی کی عمر پچیس سال تھی۔ آپ حضورؐ کے ساتھ پندرہ سال گزار چکی تھی۔ اس لئے آپ کی سیرت کے ہر گوشے سے واقف

تھی۔ اور آپؐ نے نہ صرف حضورؐ کو سچا جانا، بلکہ تعریف کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ فرمایا

میرے سہرتاج! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں کا حق ادا کرتے ہیں کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، اور مفلسوں اور محتاجوں کی امداد کے لئے خود کد کھائی کرتے ہیں، اور یہاں کی خاطر داری کرتے ہیں، اور مشکلات کے وقت حق کا ساتھ دیتے ہیں حضرت خدیجہ رضی کو حضورؐ کی صداقت پر اتنا گہرا ایمان تھا کہ ان کو اپنے بوڑھے نابینا عیسیٰ عالم چھیرے بھائی کے پاس لے گئی۔ یہ عیسیٰ عالم ورقہ بن نوفل تھا۔ دینی کتب کا عالم ہونے کی وجہ سے بنی اسماعیل میں ایک مثل موسیٰ بنی کا منظر تھا۔ خدیجہ رضی اس سے واقف تھی، اور چونکہ وہ بہت بوڑھا اور آنکھوں سے معذور تھا۔ اس لئے اس کو حضورؐ کی خدمت میں لانے کے بجائے حضورؐ کو ہی اس کے پاس لے گئی تاکہ وہ بھی دیکھ لے کہ اس کی جان تمنا کا لہو ہو گیا ہے۔

اس بات پر ساری اُمت بلکہ غیر مسلم علماء سیرت بھی متفق ہیں کہ خدیجہ رضی نے حضورؐ پر سب سے پہلے ایمان لایا۔ اولیت کے اس شرف میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نہ ابو بکر رضی اور نہ علی رضی۔ عورتوں کو اس فضیلت پر جتنا ناز ہے کم ہے۔ ایمان تو خدیجہ رضی سے پہلے ہی دن لائیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کی بیٹیوں اور بیٹوں نے بھی یہ شرف پایا۔ اس کے بعد آپؐ بس سال بقیہ

عَامُ الْحُزْنِ (غم کا سال) کہتے ہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کافی محبت تھی۔ ان کی موجودگی میں حضورؐ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ حالانکہ یہ عرب کالج میں کوئی معیوب بات نہیں تھی جعفرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی اس محبت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ گو اللہ تعالیٰ نے حضور صلعم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور بھی اچھی بیویاں دی تھیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایک تھیں۔ حضورؐ کے گھر میں جب کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپؐ ڈھونڈ ڈھونڈ کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس گوشت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر کافی رشک پیدا ہوتا تھا۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روز روز خدیجہ کی یاد نکال کر عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دفعہ ناراض ہو گئیں اور کہنے لگی آپؐ ہر روز خدیجہ خدیجہ ہی کہتے رہتے ہیں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت مجھ کو عطا کی گئی ہے صحیح مسلم ج ۲۹۶

ایک دفعہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد حاضر ہوئیں، اور اندر آنے کی اجازت مانگی حضورؐ نے ان کی آواز پہچان لی۔ اس کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز سے ملتی تھی۔ اس نے خدیجہ بھی یاد آگئی آپؐ نے فرط مسرت سے فرمایا

اللہ یہ ہالہ بنت خویلد (خدیجہ کی بہن) ہے

رہیں۔ یہ دور داعی اسلامؐ اور آپؐ کے چند جانباز ساتھیوں کے لئے سخت مشکلات اور پریشانیوں کا دور تھا۔ اہل مکہ بلکہ خود قریشیوں کی آنکھیں بدل گئیں۔ یہ لوگ حضورؐ کو امین صادق اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو طاہرہ کہتے تھے لیکن جب حضورؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو یہ لوگ ان کے مخالف ہو گئے اور طرح طرح کی سختیوں سے مستیا۔ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا اس پر آشوب دور میں اپنے سرتاج محمد مصطفیٰ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ پوری عقیدت اور محبت کے ساتھ دیا۔ اپنی خاندانی امیری، عیش و عشرت اور جاہلیت کو چھوڑ کر آپؐ کے ساتھ غریبی، تنگی اور تکلیف کو ترجیح دی، اور دنا شعار بیوی کی حیثیت سے اپنے مقدس سرتاج کے ساتھ زندگی گزار دی۔ آخر ۳ سال قبل ہجرت ۶۵ھ سال کی عمر پر ان کی وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؐ کو خود قبر میں اتارا۔ آپؐ کی قبر مکہ میں حجوں پہاڑ کے متصل قبرستان میں ہے، اور اب اس قبرستان کو جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔

آپؐ کی وفات سے صرف پچیس یوم پہلے حضرت ابو طالبؓ وفات پا چکے تھے۔ یہ دونوں بہتیاں (ابو طالب اور خدیجہ) حضورؐ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شفقت، محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ اس لئے ان کی وفات سے آپؐ نے دو بڑے شفیق اور مہربان اہل بیت کو گھوڑے۔ اسی لئے اس سال کو

حضرت عائشہؓ کو پھر رشک ہوا، بولیں۔ "یہ کیا آپ
تربیش کی ایک بڑھیا کا ذکر کیا کرتے ہیں.....
جو عرصہ سے وفات پا چکی ہے، اور خُدا نے اس سے
بہتر بدل آپ کو مرحمت فرمادیا ہے (بخاری مسلم)
آپؓ نے یہ جواب دے کر عائشہؓ کو خاموش
کیا۔ "ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو
اُنہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام
لا آئیں۔ جب میرا کوئی معین نہ تھا تو اُنہوں نے میری در

کی۔ [سیرت النبیؐ جلد دوم ص ۴۰۱]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ کو اپنی چہیتی رفیقہ
حیات کے ساتھ جو بے انتہا محبت تھی اس کی وجہ
ظاہری حسن و جمال یا دولت نہیں تھی بلکہ سیرت و
کردار اور اخلاق تھے۔ اس سے قبل خدیجہؓ کا بیان نقل
ہو چکا ہے۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ اپنے سرتاج
کے اخلاق و کردار کی گرویدہ تھیں۔

صہار کا واقعہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی
اللہ عنہا کے ساتھ کس قدر محبت تھی، اس کا اندازہ
"ہار" کے واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ
کی ایک لڑکی زینب تھی۔ خدیجہؓ نے اس بیٹی کی
شادی اپنی بہن ہامہ بنت خویلد کے لڑکے ابوالعاص
سے کی تھی۔ ابوالعاص اور زینب کے درمیان گہری محبت
تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی ہونے

کا اعلان کیا تو خدیجہؓ اور زینبؓ ایمان لے آئیں لیکن
ابوالعاص مشرک ہی رہا۔ حضورؐ نے مکہ میں زینبؓ اور
ابوالعاص کے درمیان جدائی نہیں کی۔ آخر اُم المؤمنین
خدیجہؓ رضافورت ہو گئیں۔ پھر تین سال بعد حضورؐ مدینہ ہجرت
کر گئے۔ زینبؓ اپنے مشرک شوہر کے پاس ہی مکہ میں
رہی۔ ہجرت کے دس سال جنگ بدر واقع ہوئی اور
ابوالعاص کافروں کی طرف سے لڑنے آیا تھا۔ کافروں نے
جب شکست کھائی تو ابوالعاص مسلمانوں کے
ہاتھوں گرفتار ہوا۔

مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ ان جنگی قیدیوں کو
کچھ مال بدل لے کر چھوڑ دیا جائے، اپنے شوہر ابوالعاص
کو چھوڑنے کے لئے حضرت زینبؓ نے مکہ سے اپنا
قیمتی ہار بھجوا دیا۔ یہ دہی ہار تھا جو اُم المؤمنین خدیجہؓ
نے زینبؓ کو شادی کے دن پہن کر رخصت کیا تھا۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس
ہار کو دیکھا تو خدیجہؓ رضی اللہ عنہا کی یاد
آگئی، اور اس یادِ محبوب سے سخت رقت پیدا
ہو گئی۔ اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بہت متاثر
ہوئے۔ آخر ابوالعاص کو دوسرے قیدیوں کی طرح
بلا معاوضہ ہی چھوڑ دیا گیا، اور یہ ہار زینبؓ کے لئے
واپس بھیج دیا گیا۔ غرض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
حضرت خدیجہؓ کی پاک معاشرت میں ہمارے قابلِ تقلید

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند کا

جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء

منعقدہ بمقام یاری پورہ کوہ گام کشمیر

کارروائی کا خلاصہ

مرتبہ و مرسلة
جنرل سکریٹری

جناب محمل یوسف تائید
مرکزی انجمن

اللہ جل جلالہ مسلسل بارش، سیلاب اور سردی کے باعث جنہیں
جلسہ ملتوی نہیں کرنا پڑا، اور مقررہ تاریخ و مقام پر منعقد کرنے
کی توفیق نصیب ہوئی۔ کارروائی کی رپورٹ محترم مقام
جناب ایم، والی تاثیر صاحب جنرل سکریٹری انجمن نے برائے
اشاعت ارسال فرمائی ہے، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔
۱۳۔ اگست ۱۹۷۶ء روز جمعہ

۱۔ نماز جمعہ۔ خدیجہ۔ "اطاعت خدا، اطاعت رسول" اور
اولی الامر کی اطاعت کے موضوع پر محترم پرنسپل
نور الدین زاہد صاحب۔ امامت صلوٰۃ محترم مقام
الحاج جناب شیخ عبدالقدیر صاحب

۲۔ پہلا اجلاس۔ (بعد نماز مغرب) زیر صدارت
محترم مقام ڈاکٹر خورشید عالم خان صاحب ایم بی بی اے
تلاوت کلام اللہ شریف۔ محترم غلام حسن ملک صاحب

۳۔ نعت سرور عالم (کلام مسیح موعود) محترم اشاعت احمدیہ
۴۔ افتتاحی تقریر۔ محترم ایم، والی تاثیر صاحب
آپنے جماعت احمدیہ کی غرض و غایت، اس کے عقائد کام
اور جلسہ سالانہ کی حکمت پر مفصل روشنی ڈالی، اس کے علاوہ
حاضرین جلسہ منتظمین و معاونین کا شکریہ ادا کیا۔ فوت شدہ
بھائیوں علی الخصوص الحاج محمد حسن چیمہ علیہ الرحمہ کے لئے
دُعائے مغفرت کی۔

۵۔ نعت (کلام مسیح موعود) محترم اسد اللہ میرانی۔
۶۔ تقریر "جماعت احمدیہ کس مقصد کے لئے کوٹا ہے؟"
موضوع پر محترم مقام الحاج شیخ عبداللہ صاحب۔ آپ نے
تاریخ احمدیت کے اہم واقعات اور کشمیری سماج کی صورت و بہرہ کے
لئے کئے گئے کام پر بھی روشنی ڈالی۔ ہندو مسلم، سکھ اتحاد قوی
یک جہتی اور افرواد امت کے اتحاد و اتفاق پر زور دیا۔
تقریر "حق و باطل کی جنگ" موضوع پر جناب محترم

پروفیسر نور الدین زائد۔ آپ نے قرآن حکیم کی متعدد آیات سے واضح کیا اور چراغ مصطفوی اور شہرِ اربعہ کے درمیان جو جنگ ہے وہ ازل سے ایسا تک جاری رہنے والی جنگ ہے۔ اس میں کبھی باطل غالب ہو جاتا ہے لیکن آخر کار فتح حق کو ہی ملتی ہے۔ پیغمبروں اور خاص کر خاتم الانبیاء صلعم کو جن مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ان کا تفصیلی ذکر کر کے آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ جس دورِ ابست لائیں سے گزر رہی ہے یہی اس کی کامیابی و کامرانی کا باعث بن جائے گا۔

۸۔ اجتماعی دعا (ایم، وائی تاثیر) یہ جلسہ نمازِ عشاء ختم ہوا (۱۳ اگست ۱۹۷۶ء سنیچر وار)

۱۔ نماز فجر — زینۃ الامت محترم المقام شیخ عبدالصمد صاحب
۲۔ درس قرآن — محترم ڈاکٹر غور شید عالم خان صاحب

دوسرا اجلاس زیر صدارت محترم المقام محمد یوسف صاحب تاثیر۔ بوقتِ درس کیجے قبل از پیر

۱۔ تلاوت کلام اللہ محترم غلام حسن ملک صاحب۔ ۲۔ کلام الامام (منظوم) محترم حفیظ اللہ صاحب قریشی۔ ۳۔ ملفوظاتِ سید محمد یوسف صاحب
محترم نظیر اقبال۔ ۴۔ تقریر — احمدی بھائیوں کی ذمہ داریاں از محترم شیخ عبدالصمد صاحب۔ اس تقریر میں آپ نے پُروردہ لکھ اور اثر آفرین انداز میں احباب جماعت کو بزرگانہ نصیحتیں فرمائیں، اور انہیں ان کی دینی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ ۵۔ سچ ہو عود کیا فرماتے ہیں؟ مقالہ از محترم غلام احمد حاک صاحب انجمن مسیحیوں کے خلاف

کو اخلاق و معاملات کے متعلق جو ذریں نصیاح فرمائی ہیں ان کا ایک نمبر انتخاب پڑھ کر سنایا گیا۔ ۶۔ میری سرگزشت — محترم محمد آدم خان صاحب۔ آپ جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے کے لئے سڑک تین ہزار میل کی مسافت پانچ دن میں طے کر کے آئے تھے۔ آپ نے پچھنیت احمدی اپنے چند تبلیغی واقعات سنائے۔ ۷۔ مدح قرآن (کلام سچ موعود) محترم مبارک احمد صاحب نے سنایا۔

۸۔ اختتامی تقریر — از محترم ایم، وائی تاثیر صاحب آپ نے ربط و ضبط، مرکزی بیتِ امدال کے استقام پر زور دیتے ہوئے قوم کو ذریں نصیاح سے شرف کیا۔

اس کے بعد مجلسِ عالمہ کا انتخاب ہوا۔ پہلے مجلس مستعین کا قارئین کرایا گیا جو مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہے

۱۔ منتخب ممبران۔ ۱۔ سرنگی سے۔ ۲۔ الحاج محترم شیخ عبدالصمد صاحب۔ ۳۔ محترم سید نظام الدین شاہ صاحب۔ ۴۔ محترم منشی غلام رسول صاحب۔ ۵۔ محترم عبدالعزیز شورو صاحب۔ ۶۔ محترم غلام احمد حاک صاحب

(۱) یاری پورہ سے: ۱۔ محترم محمد یوسف صاحب تاثیر صاحب۔ ۲۔ محترم محمد قہید اللہ زانی صاحب۔ ۳۔ محترم ماسٹر احمد اللہ ج۔ صوبی پورہ۔ ۴۔ محترم الحاج محمد صادق بٹ صاحب۔ ۵۔ محترم محمد احسن صاحب

۶۔ جموں توی۔ ۱۔ محترم المقام جناب چوہدری غلام مصطفی صاحب

۷۔ بھدرواہ سے۔ ۱۔ محترم ماسٹر عبدالکیم صاحب۔ ۲۔ محترم

عبدالجبار صاحب ۳۔ محترم چوہدری عبداللطیف صاحب
۴۔ محترم چودھری غلام شکر صاحب ۵۔ محترم ماسٹر
محمد اقبال صاحب
اب) نامزد نمبر ان :-

- ۱۔ محترم غلام حسن ملک صاحب بانڈی پورہ ۲۔ محترم جلال
الدین شیخ صاحب صوفی پورہ ۳۔ محترم ڈاکٹر خورشید عالم
خان صاحب سرینگر ۴۔ محترم پروفیسر نور الدین ذاکر صاحب
سرینگر ۵۔ محترم ڈاکٹر غلام نبی صاحب چنبہ ہماچل پرنسپل
۶۔ محترم عبدالرزاق صاحب بمبئی ۷۔ محترم جنید الہر صاحب
ہزار شتر ۸۔ محترم پروفیسر غلام مرتضیٰ صاحب بیگ
امراوتی ۹۔ محترم ایم اے محمد صاحب ریٹائرڈ جج بہار
۱۰۔ محترم فرید الرحمن صاحبہ بنارس (یو۔ پی) ۱۱۔ محترم
محمد حسین صاحب جلی کرناٹک ۱۲۔ محترم بابو عبدالحی

صاحب بھدر واد

جلس عامہ :- مجلس معتدین کے ان اٹھائیس

ممبران میں سے سترہ اصحاب کو مجلس عامہ کے مختلف منصب
کے لئے باتفاق رائے منتخب کیا گیا۔

- ۱۔ صدر احمادیہ انجمن اشاعت محترم المقام جناب چوہدری غلام
اسلام صاحب مصطفیٰ صاحب دام ظلہ
۲۔ نائب صدر اول محترم المقام جناب الحاج شیخ عبدالعزیز صاحب
۳۔ نائب صدر دوم محترم المقام ماسٹر عبد الکرم صاحب
۴۔ جنرل سکریٹری محترم المقام محمد یونس صاحب تھانہ

- ۵۔ جوائنٹ سکریٹری محترم المقام عبدالعزیز صاحب شہرہ
۶۔ خزانچی محترم المقام الحاج محمد صادق صاحب
۷۔ محاسب محترم المقام ماسٹر احمد اللہ صاحب میر
۸۔ قانونی مشیر محترم المقام چوہدری عبدالشکور صاحب ایس سی ایل بی
۹۔ معاون چوہدری عبدالحفیظ صاحب بی ایس سی ایل بی
۱۰۔ سکریٹری تعمیرات محترم المقام احمد صاحب حاکم انجنئر
۱۱۔ سکریٹری دعوت و تبلیغ محترم المقام ڈاکٹر خورشید عالم خان صاحب
ہماچل ۱۲۔ پروفیسر نور الدین زائد ماسٹر محمد عبداللہ دانی
۱۳۔ محمد احسن بیٹ صوفی پورہ ۱۴۔ محمد عزیز الہر ہزار شتر
انتخاب مکمل ہونے کے بعد محترم تاثیر صاحب سب مندوبین
حضرات کا ربط و ضبط اور مخلصانہ اتفاق رائے کے لئے شکریہ
ادا کیا۔ اور اشاعت اسلام کے مقدس مقصد کے لئے کمر بستہ
ہونے کی تاکید کی۔

مسجد پیر پٹھان کے متعلق ریزولوشن

مجلس معتدین کے اس اجلاس میں مسجد پیر پٹھان کے لئے ایک
ریزولوشن باتفاق رائے پاس ہوئی اور طے پایا اس کے نقول کر دی
حکومت اور ریاستی حکومت کے متعلقہ حکام کی خدمت میں
پہنچائی جائیں۔

تیسرا اجلاس

(جلد ۱) زیر ہدایت محترم بابو عبدالحی صاحب
پہلی نشست بعد نماز عصر

۱۔ جنرل سکریٹری محترم المقام محمد یونس صاحب تھانہ
۲۔ نعت شریف

کا جواب بھی دیا۔

۵۔ اجتماعی دُعا: آخر پر محترم تاثیر صاحب نے اجتماعی دُعا کو اُٹائی، اور حاضرین پر دُعا وضع کیا کہ احمدی جماعت ان محضوں میں فرقہ نہیں ہے جن میں مخالف اسے استعمال کرتے ہیں۔

اس کے بعد نماز عشا ادا ہوئی اور جلسہ برخواست ہوا

۱۵۔ اگست ۱۹۶۶ء۔ اتوار

نماز فجر ————— فریضہ امامت الحاج شیخ عبد الصمد

درس قرآن ————— الحاج شیخ عبد الصمد

مجلس عالمہ کی میٹنگ ————— اس میں آئینہ پروگرام

طے کرنے کے لئے چند فیصلے ہوئے

مجلس معتمدین کا اجلاس: ————— زیر صدارت

الحاج شیخ عبد الصمد (مسجد شریف کے اندر)

۱۔ تلاوت قرآن: محترم محمد یوسف تاثیر: ۲۔ نعت شریف (کلام موعود)

۳۔ کرم بشارت احمد: ۳۔ تقریر ”رابطہ وضبط کی اہمیت“ موضوع

پر کرم بابو عبدالحی صاحب: ۴۔ تقریر ”ہماری ذمہ داریاں“

موضوع پر کرم شیخ عبد الصمد صاحب

۵۔ اختتامی تقریر: ————— کرم محمد یوسف تاثیر صاحب

آپ نے جبرائیل عالمہ و افراد جماعت کو ذمہ داریوں کا احساس دلایا

رابطہ وضبط پر زور دیا۔ آخر پر محترم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کا پیغام

پڑھ کر سُنایا۔ ان کے طویل بچے کی صحت کے لئے دُعا کی گئی۔ اور اشاعت

اسلام خد میں ان کے عطیہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ آخر پر محترم

تاثیر صاحب نے ان سب ہندو، جیسی حدیث حنفی اور قادیانی احمدی

دوستوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنے سب کام چھوڑ کر

(کلام مرتضیٰ خان سن) کرم بشارت احمد صاحب ۳۔ کلام مسیح

موعود (نظم) کرم حفیظ اللہ صاحب قریشی: ۴۔ پیغامات: ۱۔ جو بزرگ

راستہ کی خرابی (جوہر سیلاب) کی وجہ سے قافرنہ ہو سکے۔ ان کے پیغام محترم

تاثیر صاحب نے سُنائے۔ ۵۔ تقریر ”قرآن اور سائنس“ کے موضوع پر

کرم ڈاکٹر خورشید عالم خان صاحب محترم ایم۔ وائی تاثیر صاحب نے طبع

شدہ رپورٹ پڑھ کر سُنائی، اس کی کاپیاں حاضرین جلسہ میں تقسیم

کی گئیں۔ اسکے بعد ہندی کی بچہ ”ماتونا کا دھرم“ کے اجرا کرنے کی

رسم انجام دی گئی۔ یہ حضرت امیر مولانا محمد علی رضا کی انگریزی تصنیف ”دی

ریجن آف ہومینٹی“ کا ہندی ترجمہ ہے جسے محترم جنید اطہر صاحب نے

کیا ہے۔ محترم الحاج محمد صادق صاحب نے ہندی اشاعت کے لئے ایک

سو روپیہ نقد ادا کیا۔ محترم حکاک صاحب نے دو سو روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا

دوسری نشست ————— بعد نماز مغرب

۱۔ تقریر: ”مسلمان کا فرض منصبی“ موضوع پر محترم شیخ عبد الصمد

صاحب کی درود و اثر میں ڈوبی ہوئی تقریر ————— ۲۔ نعت شریف

از کلام مسیح موعود: محترم محمد صادق بٹ ————— ۳۔ نعت شریف

از کلام حضرت شیخ یعقوب صرینی علیہ الرحمہ محترم غلام نبی صاحب کنگ

۴۔ تقریر ”حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئین و قانون

میں مسلمان کی تعریف: اہم موضوع پر محترم پروفیسر نور الدین تھہا جس نے

دلائل تقریر کی۔ اپنے قرآن، حدیث، نعت اور مسیح موعود کی تعریف کی

ختم ثبوت کی تشریح کی اور قرآن و حدیث کو ناقابل تنبیخ و ترمیم ابدی

الہی قانون ثابت کر کے اس سے مسلمان کی تعریف واضح کی۔ یہ دلائل

تقریر طبع ہو کر نایاب کی جا چکی۔ انشاء اللہ۔ تقریر کے دوسرے حصے میں فاضل

مقرر نے مولوی ابوالحسن علی میاں ندوی کے چند بے مزہ اعتراضات

اشاعت الحکیم

ماہ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

حضرت نبی کریم ﷺ ایک خطبہ

ایک سال ماہ شعبان کے آخری دن حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح پُرکام رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے سامنے یہ بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَمَكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ
شَهْرٌ مُبَارَكٌ - اے لوگو! تم پر ایک
عظمت والا مہینہ، ایک برکت والا مہینہ پڑا
ہوا ہے۔ شَهْرٌ فِيهِ كَيْلَةُ خَيْرٍ
مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ایک ایسا مہینہ جس میں ایک
رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جَعَلَ اللَّهُ
صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا
اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزے رکھنا فرض اور
اس کی راتوں میں عبادت کرنا نفل قرار دیدیا ہے
مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ جَسَدٌ بَدَنٌ اس مہینے
میں اللہ تعالیٰ کا قُرب (نزدیکی) ڈھونڈا -

بِخُصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَيْسٍ يَكْفِي سَعَةً
كَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاكَ
وہ بندہ ثواب کے لحاظ سے اس بندے کے برابر
ہے جس نے اس (ماہ رمضان) کے بغیر دوسرے
کسی مہینے میں ایک فرض ادا کیا۔ وَمَنْ آدَى
فَرِيضَةً فِيهِ اور جس بندے نے اس (یعنی رمضان)
میں ایک فرض ادا کیا كَمَنْ آدَى سَبْعِينَ
فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاكَ وہ ثواب کے لحاظ سے
اس بندے کے برابر ہے جس نے اس (یعنی رمضان)
کے بغیر کسی اور مہینے میں تھری (۳) فرض ادا کئے۔
وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ اور یہ صبر کا مہینہ ہے
وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ اور صبر وہ کام ہے
جس کا ثواب جنت ہے۔ وَشَهْرُ الْمَوَا
سَاةِ اور یہ نمدردی کا مہینہ ہے وَشَهْرُ
يُسْرَادٍ فِيهِ مِمَّا شَرَقَ الْمُؤْمِنِ اور ایک ایسا
مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔
مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ
مَغْفِرَةٌ لِمَا كَانَ لَهُ مِنْ النَّاسِ جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کو
روزہ کھولنے کے وقت روٹی کھلائے گا یہ عمل
اس کے گناہوں کی مغفرت اور اس کی گردن کھم سے
آزادی کا باعث ہوگا۔ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ
أَجْرِ مَنْ أَجْرَكَ اور کھلانے والے کو کھانے والے کے برابر
اجر ملے گا۔ مَنْ غَيَّبَ أَنْ يَنْتَقِصَ
مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ اس انکار کرنے والے
روزہ دار کے اجر سے کوئی کمی کے بغیر -

نہیں چھوڑا اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ یہ شخص
روٹی پانی چھوڑ دے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ باب تہذیبہ ج ۱)
(بحوالہ بخاری۔ راوی ابو ہریرہؓ)

۲۔ نیت میں تاخیر کرنے سے

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح صادق
سے پہلے پہلے روزہ کی نیت نہیں کرتا۔ اس کا روزہ
نہیں۔" (مشکوٰۃ جلد ۱ ح ۱۸۸۸ بحوالہ ترمذی -
ابوداؤد۔ دارمی ہر روایت خفصہ رضی اللہ عنہا)

۳۔ بے درپے بغیر سحری روزہ رکھنے سے

ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگاتار
بغیر سحری کھائے روزہ رکھنے سے منع کیا۔ ایک شخص نے
جب آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ خود لگاتار
بغیر سحری کھائے روزے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے اس
سائل سے فرمایا:-

"تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں رات گزارتا ہوں
میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے

(مشکوٰۃ جلد ۱ ح ۱۸۸۷ بحوالہ بخاری و مسلم
راوی ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ)

۴۔ بغیر شرعی عذر روزہ توڑنے سے

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
جو شخص بغیر کسی رخصت یا مرض رمضان کا

یہاں تک پہنچے تھے کہ بعض صحابہ نے سوال پوچھا
انہیں جواب با صواب سے ملتے ہیں کہ حضور صلعم
نے فرمایا:

مَنْ تَزَيَّعَ أَوْ لَيْسَ سَهْلًا يَهْدِيهِ إِلَيْهَا

کہ اس کا پہلا حصہ رحمت ہے۔ وَأَوْسَدُ

مَنْ تَزَيَّعَ اور اس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے

وَأَخْبَرُكَ عَنْكَ مِنَ النَّاسِ اور اس کا آخری

حصہ آگ سے آزادی ہے۔ وَمَنْ خَفَّفَ

عَنْكَ فَتَسْوِ كُمْ فِيهِ اور جس شخص نے اس

چیز میں اپنے غلام کو جو جھٹک لیا خَفَّفَ اللَّهُ لَهُ

اللہ اس کی مغفرت کرے گا وَاعْتَقَلَهُ مِنَ النَّاسِ

اور اسے آگ سے آزاد کرے گا۔

{مشکوٰۃ جلد ۱ کتاب الصوم ۷
فصل ۳ ح ۹ بحوالہ شعب الایمان
راوی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ}

تہذیبہ صوم

[یعنی روزہ کو جن چیزوں سے بچنا لازمی ہے۔] ۱۔

جھوٹ اور بُرے کام سے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا

ایک روزہ توڑتا ہے۔ وہ اگر ساری عمر بھی روزے رکھے تو اس کی قضا نہیں کر سکتا۔

[مشکوٰۃ جلد ۱ ح ۱۹۱۳ بحوالہ مسند

احمد، سنن ترمذی - ابوداؤد - دارمی - ابن ماجہ

اور بخاری ترجمہ باب میں - بروایت ابو ہریرہؓ]

۵۔ شور و شر اور لڑائی جھگڑے سے

محذور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو فحش بات نہ کرے۔ شور و شر نہ مچائے اگر کوئی گالی دے یا اس سے لڑے تو یہ جواب میں کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔

[ایضاً ح ۱۸۶۱ بحوالہ بخاری و مسلم۔ ابو ہریرہؓ]

سفر میں روزہ

۱۔ حمزہ بن عمروؓ اسلمی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: میں سفر کی حالت میں روزہ رکھوں؟ حضور صلعم نے فرمایا: چاہو تو رکھ لو یا چھوڑ دو۔ [مشکوٰۃ ح ۱۹۲۰ بحوالہ بخاری و مسلم رومی عایشہ رض]

یاد رہے سائل یعنی حمزہ بہت روزے رکھا کرتے تھے۔ ان کے لئے روزہ رکھنا آسان تھا۔

۲۔ ابوسعید خدریؓ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اگر رمضان کے مہینے میں حضورؐ کے ساتھ جہاد کے لئے سفر میں نکلے تھے

رمضان کی سولہ تاریخ تھی۔ بعض صحابہ نے روزہ رکھا بعض نے چھوڑا لیکن کسی نے کسی پر طعن نہیں کیا [ایضاً ح ۱۹۲۱ بحوالہ مسلم]

۳۔ انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ماہ رمضان میں سفر میں تھے۔ ایک دن سخت گرمی تھی۔ صحابہ میں سے بعض نے روزہ رکھا تھا اور بعض نے چھوڑ دیا تھا۔ جن صحابہ نے روزہ رکھا تھا وہ بہت تھک گئے اور منزل پر اترتے ہی گر پڑے۔ جن صحابہ نے روزہ نہیں رکھا تھا وہ گر نہ پڑے۔ انھوں نے خیمے لگائے اور سواری کے جانوروں کو بھی دانہ پانی

ڈالا۔ یہ حالت دیکھ کر نبی کریمؐ نے فرمایا: ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْآخِرِ آج ثواب روزہ نہ رکھنے والے

لے گئے۔ [ایضاً ح ۱۹۲۳ بحوالہ بخاری و مسلم]

۴۔ حضورؐ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جا رہے تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ جب عفات کے مقام پر پہنچے تو آپؐ نے پانی کا برتن منگوایا۔ اس کو اپنے ہاتھ سے بلند کیا۔ تاکہ سب صحابہ دیکھ لیں پھر آپؐ نے پانی پی کر روزہ توڑ ڈالا۔ (مشکوٰۃ ح ۱۹۲۴ بحوالہ بخاری و مسلم بروایت ابن عباسؓ)

کہتا ہے :

میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! سفر میں روزہ رکھنے کی مجھے کافی طاقت ہے۔ اگر میں سفر میں روزہ رکھوں تو کیا مجھ پر گناہ ہے؟ حضور نبی کریمؐ نے جواب میں فرمایا: **هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنَ**۔ سفر میں روزہ نہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی ایک رعایت ہے پس جس نے اس رعایت سے فائدہ اٹھایا اس نے اچھا کیا۔ **وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ**، اور جس نے روزہ رکھنا پسند کیا، اس پر گناہ نہیں۔ (ایضاح ۱۹۲۹ بحوالہ مسلم) اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک میں فرماتا ہے:-

”اور جو کوئی بیمار ہو، یا سفر میں ہو تو وہ شخص (رمضان کے روزے چھوڑ کر) اور (مہینوں میں) دنوں سے گنتی بوری کی جائے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔ اور تمہارے لئے دشمنی نہیں چاہتا۔ اور (چاہتا ہے) کہ تم (روزوں کی) گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی کرو۔ اس لئے اس نے تمہیں (قرآن مجید کی صورت میں) ہدایت کی اور تاکہ تم (اس عظیم نعمت کا) شکر کرو“ [پ۔ البقرہ ۲۔ آیت ۱۸۵]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ نے سفر کرنے والے سے اس کی نماز

۵۔ اسی واقعہ کی روایت حضرت جابر رضی بھی کرتے ہیں۔ اس میں عسفان کے بدلے کراغ النعیم آیا ہے۔ اور آخر میں بتایا گیا ہے کہ حضور ص سے عرض کیا گیا۔ بعض صحابہ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا: **أُولَئِكَ الْعَصَاةُ أُولَئِكَ الْعَصَاةُ**۔ یہ لوگ عاصی ہیں۔ یہ لوگ عاصی ہیں۔ (ایضاح ۱۹۲۸ بحوالہ مسلم)

۶۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا:

سفر کی حالت میں روزہ رکھنے والا ایسا ہی ہے جیسا گھر میں بیٹھ کر روزہ چھوڑنے والا۔

[ایضاح ۱۹۲۸ بحوالہ سنن ابن ماجہ]

مراد یہ ہے کہ سفر سختی کی حالت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو کچھ رعایتیں دی ہیں کیونکہ وہ بندوں پر سختی نہیں چاہتا اس لئے بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو غیر ضروری سختی میں نہ ڈالے بلکہ رعایت کا فائدہ اٹھائے۔

لیکن اگر سفر کی حالت پر کسی کو کوئی سختی پیش نہیں آتی ہے وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ اوپر حمزہ بن عمرو رضی کا جو واقعہ درج کیا گیا۔ صحیح مسلم کی

ایک روایت میں بھی یہ واقع بیان ہوا ہے، اور

اس میں یہی تشریح ملتی ہے۔ روایت میں قرآن

- ۹۔ احتلام ہونے سے
- ۱۰۔ جسم کے کسی حصے میں زخم پر مرہم پٹی لگانے سے
- ۱۱۔ جسم سے خون نکلنے سے
- ۱۲۔ زخم سے خون بہنے سے
- ۱۳۔ زخم کی مرہم پٹی لگانے سے
- ۱۴۔ بلا قصد، قے آنے سے
- ۱۵۔ بلغم یا تھوک نکلنے سے
- ۱۶۔ علك [chewing gum] کا
- ۱۷۔ منہ میں گرد و غبار، یا مچھر مکھی جانے سے
- ۱۸۔ کسی زہریلے جانور کے ڈھنگ ارنے سے
- ۱۹۔ کسی درندے کے کاٹنے سے
- ۲۰۔ بھول کر کوئی چیز کھانے سے
- ۲۱۔ بھول کر جماع کرنے سے
- ۲۲۔ بیوی کا بوسہ لینے سے
- ۲۳۔ خوشبو سونگھنے سے
- ۲۴۔ گرمی کا اثر دور کرنے کے لئے سر یا سارے بدن پر ٹھنڈا پانی ڈالنے سے
- ۲۵۔ سر پر گیلا کپڑا رکھنے سے
- ۲۶۔ کسی کو کچھ کھلانے پلانے سے
- ۲۷۔ کسی چیز کا مزہ چکھنے سے

معاف کر دی، اور روزہ کو مسافر، دودھ پلانے والی عورت، اور حاملہ عورت سے معاف کیے۔ [ایضاح ۱۹۲۵ بحوالہ سنن ترمذی، ابوداؤد نسائی و ابی ماجہ بروایت انس بن مالک]

نص قرآنی اور ان احادیث نبویہ پر ایک تھ نظر غائر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ لیکن جو روزہ رکھے وہ موریہ طعن و تشنیع نہیں۔

روزہ نہیں توڑتا ہے

- ۱۔ خوشبو اور مرہم لگانے سے
- ۲۔ سر میں تیل ڈالنے سے
- ۳۔ کان یا آنکھ میں دوائی ڈالنے سے
- ۴۔ انجکشن کے ذریعے جسم میں دوائی داخل کرنے سے۔
- ۵۔ مسواک (ٹوٹھ بریش) ٹوٹھ پیٹ استعمال کرنے سے
- ۶۔ گلی کرنے سے
- ۷۔ نہانے سے
- ۸۔ پانی میں ڈبکی لینے سے اور تیرنے سے

اسلام میں روزہ

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ترجمہ :- ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں جیسے کہ ان لوگوں کے لئے ضروری ٹھہرائے گئے جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم متقی بنو“

[پ البقرہ ۱۸۴ ع ۲۳ آیت ۸۳]

تشریح :- یہ سورۃ بقرہ کی آیت ہے اور سورۃ بقرہ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ اسلام میں روزہ مدینہ منورہ میں فرض ہوا۔

فرضیت روزہ کے متعلق یہ پہلی آیت

ہے۔ اور اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرضیت کے علاوہ روزہ

کی تاریخ اور مقصد بھی بیان فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ روزہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ اور اسلام سے پہلے مذاہب کی

مذہبوں کی باتوں سے بھی اس امر کی شہادت ملتی ہے۔ قدیم آریہ بھی روزے رکھتے تھے اور آج بھی ہندو لوگ مختلف مواقع پر ایک قسم کا بھرت یا دت یعنی روزہ رکھتے ہیں۔ ایران کے

قدیم مذاہب میں بھی روزہ ایک عبادت تھا۔ خود لفظ روزہ ایرانی ہے۔ ورنہ اسلامی لفظ صیام یا صوم ہے۔ یہودی بھی روزے رکھتے تھے۔ اور انجیل شہادت دیتی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نے بھی روزے رکھے [متی باب ۲ درس ۲] بلکہ عیسیٰ نے پیروں کو بھی روزہ کا حکم دیا [متی باب ۶ درس ۱۶] اور اسے قابل ثواب عبادت قرار دیا [متی باب ۶ درس ۱۵] اس کے علاوہ عیسیٰ نے اپنے حقیقی پیروں کے متعلق کہا تھا کہ وہ روزے رکھیں گے [لوقا باب ۵ درس ۳۵] لیکن کچھ وقت کے بعد عیسائیوں نے قدیم مشرکوں کی اقتداء کی اور عیسائیت کے نام پر ایک مشرکانہ مذہب تصنیف کیا، اور اس میں شریعت پر عمل کو فضول اور بے فائدہ قرار دیا۔ اس طرح انہوں نے روزوں سے انکار ہی کیا۔ گو اب ان کے حکماً روزوں کے جسمانی یا طبی فوائد کے قائل ہو گئے ہیں

غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کے اصل مذہب میں روزہ کو عبادت میں خاص مقام حاصل نہ رہا۔ اسلام میں اسے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ یہ ان ارکان میں ایک رکن ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ متفقہ علیہ حدیث میں آیا ہے کہ جسے میل نے صحابہ کو اسلام کی بنیادی ارکان ذہن نشین

کرنے کے لئے حضورؐ سے عرض کیا:

یا رسول اللہ! مجھے بتائیجئے کہ اسلام کیسے؟ حضورؐ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بیشک محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اور تو نماز قائم کرے گا، اور تو زکوٰۃ دے گا، اور تو رمضان کے روزے رکھے گا اور تو کعبہ کا حج کرنے کا اگر اس کی استطاعت رکھتے ہو۔ [مشکوٰۃ جلد ۱ کتاب ایمان ۱ فصل ۱ ح ۱ بروایت عمر]

ایک اور متفقہ علیہ حدیث میں حضور نبی کریمؐ فرماتے ہیں اسلام کی بنیاد ۵ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ ۱۔ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمدؐ اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا اور زکات دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ [ایضاً ح ۲ بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما] اس کے مقصد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم متقی بنو۔

اسلام کے بغیر باقی اقوام میں روزوں کے کئی مقاصد تھے۔ بنی اسرائیل میں روزہ غم اور مصیبت کے وقت رکھا جاتا تھا۔ جب کہ پادری کرودن نجوم بابل میں لکھتا ہے۔ ہندو کسی غزیر کی وفات پر بھی روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن اسلام میں روزہ کا مقصد رنج یا غم کا اظہار نہیں بلکہ تقویٰ حاصل کرنا۔ یعنی ان کے اندر بدی کی

طاقت کا کمزور ہونا اور نیکی کی قوت کا نشوونما پانا ہے۔ اور بہت عظیم مقصد ہے۔

بدی کی طاقت کمزور ہو کر ان کو حیوانی خواہشات پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اندر روحانی طاقتیں قوت پذیر ہوتی ہیں۔ اس طرح اس کی کاپی لپٹ جاتی ہے۔ چنانچہ متفق علیہ حدیث میں حضورؐ فرماتے ہیں۔ ”جس شخص نے ماہ رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، رمضان سے پہلے کئے ہوئے اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور جس شخص نے رمضان کی راتوں میں عبادت ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کی، اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں“ [مشکوٰۃ جلد ۱ کتاب الصوم ۱، فصل ۱ ح ۳ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ] ایک اور متفق علیہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ نیک عمل کا ثواب دس سے لیکر سو گنا دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے وہ میرے لئے ہے، اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔“

[ایضاً ح ۱۶ بروایت ابو ہریرہ]

جب مسلم معاشرہ میں افراد ایمان اور ثواب کی نیت سے ماہ رمضان میں روزوں اور قیام لیل [رات کی عبادات] میں اہتمام کرتے ہیں تو غصہ پر روحانیت چھاوے۔ بدی اور برائی کا سد باب

اور عام بن جاتے ہیں۔

لیکن آدمی ان ذرائع اور اسباب کا فائدہ
اسی وقت اٹھا سکتا ہے۔ جب اس کا روزہ
حقیقی اسلامی روزہ ہو۔ خالی فاقہ نہ ہو۔ جب
وہ رمضان کی راتوں میں صحیح طور عبادت کرے
ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ چھوڑنے فرمایا۔
”کتنے روز دار ایسے ہیں ان کو روزوں سے
صرف (بھوک اور) پیاس حاصل ہوتی ہے اور
راتوں کو عبادت کرنے والے کتنے ایسے ہیں کہ ان کو
راتوں کی عبادت سے صرف رت جگا (بیداری)
حاصل ہوتی ہے“

[مشکوٰۃ جلد نمبر ۱۔ کتاب الصوم (۷)]

فصل ۳ ح ۱۷ بروایت ابو ہریرہ

بحوالہ سنن دارمی]

ہمیں چاہئے کہ ہم حضرت نبی کریم ص
کے ان ارشادات عالیہ پر سنجیدگی سے غور
کریں اور اپنے روزوں کو حقیقی اسلامی روزے
بنائیں کہ رمضان کی برکات سے مستفید ہوں +

ہو جاتا ہے۔ نیکی بچھل جاتی ہے۔ اور اپنے معاشرے
میں نیکی کرنا آسان اور بدی مشکل بن جاتی ہے شاید
اسی حالت یا کیفیت کے اظہار کے لئے متفق علیہ
حدیث میں فرمایا گیا ہے:

”جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے آسمان کے
دروازے کھول دئے جاتے ہیں“ اور ایک رات
میں آیا ہے۔ ”جنت کے دروازے کھول
دئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے
بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دئے
جاتے ہیں“ ایک روایت میں ہے کہ:

”رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے
ہیں“ [ایضاً ح ۱ بروایت ابو ہریرہ رضی]

عربی میں باب (دروازہ) کے معنی تھے کسی
جگہ پہنچنے کا ذریعہ۔ پس ”الْبَابُ الْجَنَّةِ“
(جنت کے دروازے) اور ”الْبَابُ السَّمَاءِ“
(آسمان کے دروازے) سے مراد جنت حاصل
کرنے کے ذرائع اور آسمان پر پہنچنے کے
ذرائع۔

پس اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ماہ رمضان
میں حصول جنت کے ذرائع آسان اور عام بن
جاتے ہیں۔ اسی طرح روحانی ترقی کے ذرائع
یا رحمت الہی حاصل کرنے کے اسباب بھی آسان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) ہند کا ترجمان

ماہنامہ اشاعت الحق

سرٹیکر

جلد ۱۲ ۵ اپریل ۱۹۸۵ء شماره ۴

کلام الامام میرزا غلام احمد قادیانیؒ

فہرست مضامین — ۱

۱۰ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم ص سے سچی عہدیت رکھتا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنادیتا ہے..... چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں، ہرگز ممکن نہیں۔

ماخوذ

تبلیغ رسالت علیہ السلام

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۱	امام الکلام	۱
۲	حضرت ابوبکر صدیق	۲
۳	روح حضرت شیخ یعقوب عرفیؒ	۹
۴	باب المسائل	۱۶

ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر

محبوب عالم خان

مقام اشاعت

باراں پتھر بڈہ مالہ مدرستی ۹

مطبوعہ

شالیمار آرٹ پریس

حضرت ابو بکر صدیق رضی

ولادت و نسب

سلطان کون و مکان سرور انس و جان
 ہادی دو جہاں حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ولادت شریفہ سے جو بعد واقعہ فیل اسی
 عام الفیل میں ہوئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی
 اللہ عنہ کی ولادت دو سال چند ماہ بعد مکہ
 مکرمہ میں ہوئی۔ ایام جاہلیت میں نام عبد
 الکعبہ تھا اسلام لانے کے بعد حضور نے عبد اللہ
 نام رکھا۔ آپ کے والد کا نام عثمان تھا اور
 کنیت ابو قحافہ تھی۔ ابو قحافہ شہر ہجری میں فتح
 مکہ کے وقت ہجرت کرنے سے سال داخل اسلام ہوئے
 اور چھ ماہوں کے بعد وصال پیدیا
 صدیق اکبر بعد خلافت متید ماہ روق اعظم
 رضی اللہ عنہ مکہ میں مدینہ منورہ میں وفات
 پائی۔ حضرت صدیق عتیق کی والدہ کا نام
 سلمیٰ تھا۔ اور کنیت ام الخیر تھی آپ نسباً
 قریشی تھے۔ اہل دولت اسلام سے مشرف
 تھیں۔

سلسلہ نسب حضرت صدیق کا نسب
 اس طرح ہے: حضرت عبد المطلب علیہ السلام

علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے
 حضرت ابو بکر عبد اللہ صدیق عتیق ابن ابو قحافہ
 عثمان بن عامر بن عمرہ بن کعب بن سعد بن
 تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔
 مرہ کے دو بیٹے کلاب موتم تھے حضور
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کلاب بن مرہ کی
 نسل سے اور حضرت صدیق منجلیہ اولاد بن تیم
 ہیں۔ سن ہجری کے آغاز سے پچاس سال قبل
 آپ کی پیدائش ہے۔

قبل اسلام | آپ کی زندگی آغاز شعور
 سے مواحدانہ اور عارفانہ رہی۔ اصنام پرستی
 سے طہیت نفور تھی۔ اخلاق میں زہدیت ایمانی
 کو دخل نہ تھا۔ شراب۔ زنا۔ جوا وغیرہ جو عوام
 عرب میں رائج تھے۔ آپ اس سے بالکل
 فخرز رہتے تھے۔

اہل تاریخ نے جن دس اصحاب کرام
 کی بابت لکھا ہے کہ وہ ایام جہالت میں بھی
 سربر آوردہ اور رؤساء کے زمرہ میں تھے
 اور بعد اسلام یہی عمائد و اہل ثروت میں
 شمار ہوتے تھے ان میں حضرت صدیق
 اکبر بھی ہیں۔ جو ان ہونے تو آپ نازش

اہل مکہ سمجھے جاتے تھے۔ مشغلہ حیات تجارت تھا۔ مال تجارت کی درآمد برآمد شام و یمن وغیرہ سے قائم تھی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے پہلا سفر بسلسلہ تجارت شام کی طرف کیا آپ ذکاوت، سخاوت، حسن اخلاق، وسعت معلومات، علم، انساب عرب، ہمدردی بنی نوع انسان، معاملہ فہمی، فہم و فراست وغیرہ خصوصاً ان سے متصف تھے باشندگان حجاز میں آپ بہم صفت موصوف ہونے کے باعث

بر دل عزیز اور مقبول خواص و عام تھے۔ عرب میں صدیوں سے کوئی شاہی یا ملکی نظم و نسق تو تھا ہی نہیں ہر قبیلہ کا شیخ ہی اپنے قبیلے کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ اور شہری و ملکی انتظامات کی تقسیم بمشورہ شیوخ قبائل کی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر کے متعلق قبیلہ قریش کی خدمات اشفاق تھیں۔ اشفاق تصفیہ خونبہا و تعاضل کا عہدہ تھا جب کوئی شخص کسی شخص کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تھا تو مقدمہ خونبہا اور معاوضہ کے تصفیہ کے لئے آپ کے یہاں پیش ہوتا تھا اس عہدہ کو چکان میاں یہ عہدہ کس قدر اہم ہوگا۔

غرض یہ کہ آپ قبل اسلام بھی عرب کے معزز ترین اور مرجع قوم افراد میں تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے بشعروادب کا ذوق جزو فطرت تھا اگرچہ اسلام قبول کرنے

کے بعد شعر کہنا ترک فرمادیا تھا تاہم حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنیؓ حضرت کعب، حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضوان اللہ علیہم کو جو دربار نبوت کے شاعر تھے کو ہدایت فرماتے تھے کہ وہ اپنے اشعار میں حضرت صدیق کے مشورہ کو بھی شامل کر لیا کریں۔

قبول اسلام

سب سے اول ایمان لانے والوں کے متعلق ارباب تحقیق کا فیصلہ یہ ہے کہ گھٹنے پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خواتین میں سب سے پیشتر ام المومنین سیدہ طاہرہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ذمی ہوش اطفال میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور غلامان حضور سید المرسلین میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بن خزیمہ الاصفیاء میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت درج ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبل بعثت حضور یہ خواب دیکھا کہ ایک نور عظیم آسمان سے سقف کعبہ کی طرف نازل ہوا اور پھیلنا شروع ہوا مکہ معظمہ کے تمام مکانات اس نور سے معمور ہو گئے۔ بعدہ وہ منتشر شد نور سمیٹ کر میرے مکان میں داخل ہو گیا۔ صبح کو حضرت صدیق فرماتے ہیں کہ اس خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے لئے میں ایک

خصائص اولیت حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ

۱ = آپ نے پہلے ہی اسلام قبول فرمایا۔

۲ = آپ نے دنیائے اسلام میں سب سے پیشتر اپنی زمین پر مسجد تعمیر فرمائی۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ حرم کعبہ میں کفار مکہ مسلمانوں کو نماز نہیں پڑھنے دیتے تھے۔

۳ = آپ ہی نے سب سے اول معراج نبوی کی تصدیق فرمائی۔ اور صدیق کے خطاب سے مفتخر ہوئے

۴ = آپ ہی کو یہ شرف خصوصی حاصل ہے کہ سفر ہجرت کی رفاقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمایا

۵ = آپ ہی کو یہ افضلیت حاصل ہے کہ غار ثور میں **إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا** کے تحت میں معیت الہی سے بھی تمہیں یاب ہوئے اور ثانی اشہد اذھا

فی الغار کی عزت ابد قرار سے بھی سرفراز فرمائے گئے

۶ = آپ ہی کو یہ اولیت حاصل ہے کہ غزوہ بدر میں حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سریش میں اپنے ساتھ قیام کی اجازت دی۔

۷ = آپ ہی کو یہ اولیت حاصل ہے کہ فریفتہ حج کے بعد سب سے اول آپ امیر الحج مقرر فرمائے گئے۔

۸ = آپ ہی کو یہ اعزاز خصوصی حاصل ہے کہ غزوہ تبوک میں جبکہ تمام غزوات سابقہ سے زیادہ فوج مجاہدین اسلام کا اجتماع تھا

یہودی اجبار کے پاس گیا۔ اس سے واقعہ خواب بیان کیا۔ مگر یہودی نے اس خواب کو خواب پریشان اور غیر معتبر کہہ کر ٹال دیا مزید فرماتے ہیں کہ چیمہ سال کے بعد میں بسلسلہ تجارت شام کی طرف گیا اس مقام پر پہنچا جہاں نصاریٰ کا مشہور کلیسہ تھا اور کھرا راہب اعظم نصاریٰ جہاں مسکن پذیر تھا میں نے کھرا راہب سے ملاقات کی اور اپنے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ کھرا راہب نے بغور تجھے دیکھا اور دریافت کیا تم کون شخص ہو میں نے جواب میں کہا کہ میں مکہ کے قبیلہ قریش کا ایک فرد ہوں۔ کھرا راہب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم میں عنقریب ایک نبی مبعوث فرمائے گا اور تم اس رسول کے وزیر ہو گے اور تم بعد وفات پیغمبر اُن کے خلیفہ بنو گے جاؤ گے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے سرفراز ہوئے میں فوراً حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعوت اسلام دی میں نے خیال کیا دلیل نبوت طلب کروں ابھی دل کی بات زبان تک نہ آئی تھی حضور نے فرمایا۔ ابا بکر تمہارا خواب ابد کھرا راہب کی تعبیر ہی ہماری نبوت کی دلیل ہے۔ میں نے عرض کی حضور نے یہ حال کیس سے سنا فرمایا جبریل امین سے میں نے فوراً کلمہ پڑھا۔
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

فوجی نشان اعلیٰ آپ کو حضرت صاحب فتح
مبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے
عطا ہوا۔

۹۔ آپ ہی کو یہ امتیازی مشنات حاصل
ہئے۔ کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
لسلسلہ تبلیغ کہیں تشریف لے جاتے تو آپ
رفیق سفر اور ہر آفت و مصیبت میں صیغہ
سپر رہتے۔

۱۰۔ آپ ہی کو اللہ تعالیٰ نے یہ جذبہ محبت
اور حوصلہ غیر متزلزل عطا فرمایا کہ جب کفار
قریش اور تمام مشرکین مکہ نے حضور رحمۃ
للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندان بنی
ہاشم سے مقابلہ مطلق کیا اور معاہدہ
دروازہ کعبہ پر آویزان کیا گیا تین سال
تک حضور مع خاندان شعب ابوطالب میں
محصور رہ کر ہر قسم کی اقتصادی تکالیف
میں مبتلا رہے۔ تو صرف صدیق اکبر ہی کی
ذات گرامی ہمتی جنہوں نے حضور کی جدائی
گوار نہ فرمائی اور خود بھی حضور کے ساتھ
شعب ابوطالب میں شریک مصائب ہوئے
۱۱۔ آپ ہی کو یہ اختصاص عزت حاصل
ہئے کہ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں حضور
سرور لولاک علیہ السلام دونوں وقت
صبح و شام امور مشورہ طلب میں صدیق
اکبر کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر رائے طلب
کیا کرتے تھے۔

۱۲۔ آپ ہی کو رب تعالیٰ نے یہ عظمت

خصوصی عطا فرمائی کہ حضرت ام المؤمنین
ختیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد

آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ کو
حضورؐ

کے حوالہ نکاح میں دے دیا اور ہر بھی خود
ادا کر دیا۔

۱۳۔ آپ ہی کو یہ افضلیت خصوصی حاصل
ہئے۔ کہ بارشاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
آپ نے حضور کی مبارک زندگی میں سترہ

نمازوں کی مسجد نبوی میں امامت اور تمام

صحابہ نے اقتدا فرمائی ایک نماز ظہر ہر روز

یکشنبہ میں خود حضور پُر نور بھی شامل ہوئے

اللہ اکبر وہ کیسا مبارک وقت ہو گا کہ ایک

ہی مسطحہ پر حضور امام الانبیاء سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم اور افضل البشر بعد الانبیاء

با التقیق سیدنا صدیق عتیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ جلواہ افروز ہونگے۔ پھر دوشنبہ کی نماز

فجر کا وہ منظر اصحاب کرام کے لئے کتنا الم

انگیزہ منظر ہو گا۔ جب کہ حضور حیات البقی

علیہ الصلوٰۃ والسلام حبرہ مقدسہ سے اپنے

صدیق کو امام امت اور اپنی امت کو اللہ تعالیٰ

کی عبادت میں مشغول دیکھ رہے ہونگے۔

آہ! صد آہ حشر۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور تمام صحابہؓ کہ انی یہی وہ آخری نماز تھی
جو حضور کی حیات مقدسہ میں مسجد نبوی

ذَٰلِقِنَّةِ الْمَوْتِ“ ایران کی فتوحات کے بعد سردی کا موسم تھا۔ سات جمادی الآخر ۳۳ھ بروز شنبہ حضرت محدود نے ٹھنڈے پانی سے غسل فرمایا۔ جسم مبارک ضعیف و کمزور تھا اور آپ کو بخار آگیا۔ مرض نے ترقی کی یہاں تک کہ پانچویں دن گھر سے مسجد نبوی تک آنے کی طاقت باقی نہیں رہی آپ روشن ضمیر اور کمالات معرفت سے فائز تھے۔ آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہی مرض وصال الہی کا سبب بنے گا۔ جب مسجد تک آمد و رفت کی طاقت نہ رہی تو آپ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بجائے اپنے مسجد نبوی میں امامت کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ سات جمادی الثانی سے حضرت فاروق اعظم نے پندرہ دن تک آپ کی حیات میں نماز پڑھائی۔ اصحاب کرام نے جب آپ کے مرض میں ترقی دیکھی تو عرض کی کہ کسی طبیب کو حکم ہو تو بلوایا جائے فرمایا۔ طبیب آیا۔ اور کہتا ہے کہ میں جو چاہوں گا کروں گا۔ اصحاب کرام مفہوم اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ اور ہر شخص سمجھ گیا۔ کہ عنقریب آپ ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اور آپ اس مرحلے سے جانبر نہ ہو سکے۔

ایام علالت میں یہ حضرت مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ عمارت سے فوجی اعداد

میں آئے دربار خلافت میں آئے

کے اندر ادا ہوئی اور اس مشاہدہ عبادت کے چند ساعت بعد حضور واصلی الی اللہ ہوئے ۱۴ = حضرت صدیق اکبر ہی کی یہ خصوصیت کبرائی ہے کہ آپ نے حضور حیات النبی روحی الفدا کی رحلت کے بعد عالم اسلامی سے اَلَا لَيْتَہُ مِنْ الْقُرَیْشِیِّ کا اصول تسلیم کرایا محض اسی اصول کی اساس پر انصار کرام نے اپنے دعوے خلافت و امارت مشترکہ کو واپس لیا۔ خلافت راشدہ کے بعد بھی یہی اصول مدت طوئے دراز تک ممالک اسلامیہ میں رائج رہا۔

۱۵ = آپ ہی کو یہ اولیت و افضلیت حاصل ہے۔ کہ بعد حیات مقدسہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اول اسلام کے منتخب کئے گئے۔

وصال

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ عمر میں حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے اور یہی زمانہ حضور کے بعد آپ کی زندگی میں اضافہ کا کہا جاسکتا ہے۔ جب آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال کی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے وہ تمام خدمات جو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجز آپ کے دوسرا کوئی انجام نہ دے سکتا تھا۔ اختتام کو پہنچائیں تو وہ منزل بھی آگئی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں عام پیام وایمان کی تکمیل فرمائی

اصحاب کرام حاضر الوقت متعجب تھے کہ آپ کو جو کچھ ایام خلافت میں اصحاب کرام کی تجویز سے جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا وہ نہایت قلیل تھا۔ مگر آپ کی یہ دیانت امت کے لئے ایک دائمی درس ہے کہ آپ نے اپنی ایک جائیداد کو زندگی کے آخری لمحات میں فوراً فروخت کیا اور کل رقم جو بیت المال سے آپ کو دیا گیا خلافت میں ملی تھی ادا کر دی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کے ذاتی حال میں عہد خلافت میں جو کچھ پیشہ سے ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ ایک حبشی غلام دیا گیا تھا جو بچوں کو کھانا کھا اور مسلمانوں کے تلواروں پر تلخی کیا کرتا تھا ایک اونٹنی ملی تھی جو پانی کے لئے استعمال کی جاتی تھی ایک چادر تھی جو آج کل کے حساب سے زیادہ سے زیادہ سو ڈیڑھ سو روپے کی قیمت ہوتی ارشاد ہوا کہ یہ سب چیزیں میری وفات کے بعد خلیفہ کو پہنچا دی جائیں۔ اس حکم کی تعمیل بھی آپ کے سامنے کر دی گئی حضرت فاروق اعظم جو قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے احکام کی تعمیل میں مصروف تھے رو رہے تھے اور برابر کہتے تھے کہ اے خلیفہ رسول آپ اپنے جانشینوں کے لئے انتہائی سمحت کام چھوڑے جاتے ہیں۔

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا حضور رحمت عالم

دیکھ کہ حضرت خلیفۃ المسلمین جان کئی کے عالم میں ہیں۔ آپ سرایع میری کے لئے قریب بیٹھے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس نازک موقع پر بھی مجاہدین اسلام کی خیریت اور جہاد عراق کے مفصل حالات دریافت فرمائے اور حضرت فاروقی اعظم کو طلب فرمایا ان سے ارشاد کیا جو میں تمہیں اس کو سنواؤ اور آئندہ اس پر عمل کرنا آج یہ اذن الہی میری زندگی ختم ہونے والی ہے اگر دن میں میں جان بچو ہو جاؤں تو شام سے بیشتر اور اگر رات میں میری وفات ہو تو صبح ہونے تک تم مسلمانوں کو ترغیب دیجو مشائی جو کمک حاصل کرنے کے لئے آئے تھے ان کے لشکر کی امداد کا انتظام فرماتا۔ یہ مصیبت کی وجہ سے دین کی خدمت اور احکام الہی کی تعمیل سے رکنا نہ چاہئے رسول اکرمؐ کے حادثہ ارتحال سے زاہد اور کون سی مصیبت ہو سکتی ہے۔ اے عمر! ہم نے دیکھا ہے روز وصال حضور پر لوگوں میں نے کیا کیا غفار بننا شاید ہے کہ اگر میں اس دن حکم الہی کی بجا آوری میں ذرا کوتاہی کرتا تو اس کے نتائج کس قدر خطرناک ہوتے اور تمام مدینہ میں بغاوت کے آثار نمودار ہو جاتے۔ اگر تمام میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح یاب کرے تو خالد کو لشکر عراق کی طرف بھیج دینا اس لئے کہ وہ کار آزمودہ اور وہاں کے حالات سے پوری طرح واقف ہوئے اسی حالت میں دریافت فرمایا کہ میں نے بیت المال سے کس قدر وظیفہ حاصل کیا ہے

کو کہتے پھروں کا کفن دیا گیا تھا جواب دیا کہ تین
پارچوں کا کفن دیا گیا تھا۔ فرمایا کہ میرے کفن
میں بھی تین ہی کپڑے دیئے جائیں۔ دو یہ چادریں
ہیں جو اس وقت میرے بدن پر ہیں ان کو
دھو لیا جائے اور ایک نئی چادر خرید لے
جائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات
سن کر کہا کہ با و ا جان ہم اتنے تنگ دست
تو نہیں ہیں کہ کفن کے لئے نیا کپڑا خرید سکیں
ارشاد فرمایا لو کہ تم اپنے کپڑے مردوں سے زیادہ
زندوں کے لئے موزوں ہوتے ہیں رکھو تو قبر
میں جا کر پیروپ اور لہو کے استحصال کو ہے۔

یہ ہے خلیفہ اعظم رضی اللہ عنہ اسلام کا اثاثہ
الہیت کہ قبر کے اندر بعض دو چادریں ہیں
کہ جسم النور پر جان کنی کے وقت پڑی ہوئی
ہیں کیا دنیا کوئی ایسی مثال آج تک پیش
کر سکتی ہے۔

موجودہ اصحاب رسول سے دریافت فرمایا کہ
حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات فرمایا
لوگوں نے کہا دوشنبہ (سوموار) کو دریافت فرمایا
کہ آج کیا دن ہے جواب دیا گیا "دوشنبہ" فرمایا
مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ میری
موت بھی آج ہی ہوگی۔ اتنے کہنے کے بعد آثار
جان کنی نمایاں ہونے لگی جس وقت دمِ سبب
میں آیا حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ کے ساتھ یہ
مشعر اپنی زبان مبارک سے پڑھا۔

و ابیض لیستغفر الغمام لوجہہ
یومئذ لعلینا علی عصمۃ اللہ علیہ
(یعنی وہ نورانی صورت میں کی تازگی سے اسیر
سیراب ہو، یتیموں کی پناہ بیواؤں کی حفاظت)
جس وقت آپ کے گوش مبارک تک اس سے
شعر کے الفاظ پہنچے فوراً آپ نے آنکھیں کھول
دیں زور فرمایا یہ شان فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی
ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کا مستحق نہیں ہے۔ (رضی اللہ عنہ)
اس دوران آپ نے وصیت فرمائی تھی
کہ میری زوجہ اسماء بنت ابی بکر اور خیر بیٹے
عبدالرحمن میری میت کو غسل دیں چنانچہ آپ
کے ارشاد کی تعمیل کی گئی غسل اور کفن کے بعد
آپ کو اسی تابوت میں رکھا گیا جس میں حضور
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر رکھا گیا تھا۔ مسجد
نبوی کے اندر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھائی
اور قبر مبارک میں آپ کو حضرت عبدالرحمن سے
آپ کے فرزند ابو جعفر فاروق اعظم حضرت
عثمان اعظم طہم نے اتارا حضرت صدیق اکبر
کی قبر مبارک حضور کے پہلو مبارک میں اس طرح
بنائی کہ آپ کا سر حضور کے سینہ مبارک کے
نخاد میں تھا۔ حجرہ اقدس میں ہمیشہ کے لئے
آپ کو سر کا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش مبارک میں
ابدی زندگی (استراحت) نصیب ہوئی یہ
تاریخ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۳۱ھ یوم
دوشنبہ وقت درمیان شرب و عشا اور
نہلین و تکفین سہ شنبہ کو ہوئی ● ●

روائع حضرت شیخ یعقوب صرقی کشمیری

مادر کشمیر کے ایک فانیہ ناز فرزند حضرت
جامع الکمالات شیخ یعقوب صرقی گنائی علیہ الرحمہ
نے اپنے علم و فضل اور شعر و سخن کی بدولت
شہرہ عام اور بقائے دوام کے دربار عالی میں
ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ آپ

سریگر میں پیدا ہوئے عمر پاکر
سہ میں وصال حقیقی پایا اور زینہ کدل
سریگر کے پاس آسودہ ہوئے اور ان کا روضہ
مرجع خاص و عام ہے جس محلہ میں یہ روضہ
واقع ہے۔ اُسے آپ ہی کی وجہ سے محلہ الشیخ
صاحب کہتے ہیں۔

عوام میں حضرت صرقی ایک فادہ سی گو صوفی
شاعر کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ خوش عقیدہ مسلمان
آپ کو ایک باکمال ولی اللہ مانتے ہیں اور ہر سال
ان کا عرس شوق و ذوق سے مناتے ہیں۔ اور
اہل علم انہیں صاحب ولایت کے علاوہ مفسر
محدث اور بلند پایہ ادیب بھی تسلیم کرتے ہیں۔
ان کی کئی بلند پایہ تصانیف مشہور ہیں ان میں
ایک ”روائع“ بھی ہے۔ میرے سامنے اس کا
دہ نسخہ ہے۔ جو ۱۳۲۳ھ میں ”مشتی نول کشور
سٹیم پریس لاہور میں بفرمائش جناب

مولوی محمد باقر صاحب نقشبذی مجددی ڈہراڈی
طبع ہو کر کتب خانہ محمدی بھائی دروازہ لاہور
سے شائع ہوا ہے۔ اس میں بڑے سائز کے ۷۲
صفحات ہیں۔

مشہور ایرانی شاعر حضرت شیخ عبدالرحمن
جامع علیہ الرحمہ [] نے تصوف

اور اس سے متعلق مسائل پر مشتمل ایک کتاب
”روائع“ نام سے تصنیف کی ہے۔ حضرت صرقی
نے اسی طرز پر کتاب ”روائع“ تصنیف کی ہے

جہاں پر اس کی تمہیدان الفاظ سے شروع کرتے
ہیں: ”ایں عجائب الیت برسنن نوائج سنی

بروائج مشغول ہر ایک جہد کہ بہبوب مرغوب
نسیم غمہ شمیم انا لہا تکمہ فی ایام دھیر کمر
لفحات الافصح صوا لکھا از حدائق و حقایق

قدسیہ و ریاض معارف النیر و زبدہ و ..
بدماغ جان اصحاب ذوق و وجدان و شام

چنان ارباب کشف و عیان رسیدہ“

یہ کتاب ۱۳۱۶ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ جہاں پر
کتاب کے آخر میں حضرت صرقی فرماتے ہیں۔

۷ روائج از نوائج کم معنی + نیادہ بلکہ پیش آمد روائج
جو جستم سال تاریخش خرد گشت، روائج شد بے پیش آمد

اس کتاب میں جو اسراء اور غار فانیہ روز بیاں ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق حضرت صوفی لکھتے ہیں کہ یہ دراصل
 طریقت (کبرویہ) کے قلم سالار حضرت شاہ
 محمدان میر سید علی الصمدانی علیہ الرحمہ (۱۳۱۲ھ - ۱۳۸۴ھ) کا ہی باطنی فیض ہے۔ چنانچہ تمہید
 میں ہی فرماتے ہیں :-

ہر چند کہ بنیستم ز صاحب خردان
 نادان و بداند کشیم بدتر نہ بدان
 از دانش اگر سخن کنم عیب ندان
 زیرا کہ منم بندہٴ شاہ محمدان
 ایں بندہ کہ موصوف بعد نادانیت
 گر گفت نکاتے کہ حمہ وجدانی است
 ہست ایں حمد از باطن شاہ محمدان
 شاہ محمدان کہ علی ثانی است
 ہر چند خسیم بلکہ کمتر ز خسیم
 بے دست رس و فقیر و بیج خسیم
 چون نصبت بندگی بالیشان طریقم
 امید کہ عاقبت بجائے ہر لیسیم

بعد مختصر تمہید ہے اور اس میں بھی نثر کے ساتھ
 اشعار ہیں۔ تمہید کے بعد اصل کتاب یعنی چالیس
 ردائے ہیں۔ ہر رائق ایک مقالہ کی حیثیت
 رکھتا ہے۔ ذیلی میں ایک انتخاب ہدیہ قارئین
 کیا جاتا ہے۔ وصالہ فیقی الا باللہ۔
 ولہ رائق نمبر ۱۲ کا آخری پیرگراف یہ ہے۔

وچوں آن تخت نشین کشور سیادت مراجعت
 بعالم غیب از ملک شہادت نمود در ہر عصر
 و عہد سے بعضے از کمال اولیا را لباس خلعت
 کبریٰ فرمود و پہچان تازمان انتقال
 ایں نشاۃ منشاء اشرومی خلفاء و اب آن
 بادشاہ صوری و معنوی بہجت انتظام دینی و
 دنیوی خواہند بود کما تقدم صرۃ بعد صرۃ
 و کمرۃ بعد کمرۃ " ص ۲۶ اس عبارت
 کا مفہوم یہ ہے "حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے وصال کے بعد بعض اولیائے کاملین کو
 خلافت گہراہی کا مقام حاصل ہوا اور قیامت
 تک حضورؐ کے یہ خلیفے اور جانشین آتے رہیں
 گئے۔"

اب، رائق نمبر ۱۲ پر حق سبحانہ و تعالیٰ ہر
 بعضے از خلفائے حضرت امام الانبیاء والاویاء
 برنگ حق فرمائی کہ از ہر اے متبلی کہ اقامت
 مظہرین نمایند کے مظہر حقیقت محمدی و دوم
 مظہر حقیقت جبرلی آید و مظہر حقیقت جبرلی
 مظہر حقیقت محمدی را با حکامے کہ دریں
 قیامت میں شروع است نہ طلب گردانہ

کتاب کی ابتدا میں حمد الہی پر مشتمل ایک طویل
 مضمون ہے۔ اگرچہ یہ مضمون نثر میں ہے لیکن
 عبارت آرائی کے لئے حضرت صوفی نے اپنے بہت
 سے اشعار بھی درج کئے ہیں اس کے بعد مختصر
 مناجات ہے۔ یہاں بھی اصل مضمون نثر میں ہے
 لیکن عبارت اشعار سے چھلنے سے مناجات کے

بلکه بعضی از سوره قرآنیه و آیات فرقه نیه نیز
بروخواند و بینا بهائے الهی چنانکه رسانده بود
باز رساند و این خطابات شریفه محض از برای
اسماع آن بنده و تعلیم او باشد مثل جبرئیل
بحضرت خیر الانام علیه الصلوة والسلام از جهت
تعلیم صحابه کرام رضی الله عنهم اجمعین و سماع
الشیان به واسطه کلام روح الانین - چنانچه در
صحیحین حدیثی که متضمن ایمان و اسلام و احسان
است مخرج با کنت کما ورد فی اخیر الحدیث
قَالَ هَبْنِي يَا تَاكُم لِيَعْلَمَكُم وَتَعْلَمَكُم و این
طبقی خلفا مستقی اند با بنیائے اولیا - و گاه باشد
که به واسطه حقیقت جبرئیل حق جل و علا از
برائے اسماع و تعلیم آن متجلی به مظهر حقیقت محمدی
را مخاطب سازد و با حدیث قدسیه صحت یثرب که
مردیست از سرور عالم صلی الله علیه وسلم بلکه بعضی
از شرایف اسرار نیز که سید کائنات علیه افضل
الصلوة و اکمل التسلیمات در اظهار آن بهمه مصلحت
ندیده اند مگر بعضی از خواص که الشیطان را فی الجملة
اطلاعی بران بخشیده اند و آن اعززه هم در اخفا
آن باقصی الوجوه پوشیده اند کما قال ابوهریره
حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَ عَائِشَتِ بْنِ
الْعِلْمِ قَامَا أَحَدًا مَهْمَا نَبَشْتَنَفَ فَيَكُم وَ أَمَّا
الْآخَرُ وَ لَوْ بَنَشْتَنَفَ قَطَعَ مِيتِي هَذَا الْمَعْمُومُ -
سبب اخفای آن اسرار قدسیه و حقایق
خفیه غالباً این باشد که چون فهم و ادراک آن
ببعضی قلب مربوط و بتجلی روح منوط است

مقیم آن مفیق عقل عقیل و مجهوسان سجن
مگر علیل که آن تصفیه و تجلیه نتواند کرد و از
شدت غمناوه بصیر بصیرت قهصور فهم خود را
بنظر نخواهند آمد عند الاطهار بطریق عداوت
و عناد یا صواب آن خواهند شمرد کما قال الامام
المیرشد من العلم الی العین زین العابدین
علی بن حسین رضی الله تعالی عنهما ارضا هما
عدا من یأرب جوهر علم لود آتوت لیه
لقلیل لی أنت هیمن لعیبه الوثنا
ولا سفل رجال مسلمون و صی
یردن اقیح ما بو یا تونه صنا
و البضا اشارة الیه عیبه الله بن عیاشی
رضی الله تعالی عنهما حدیث قال فی قولیه تعالی
الله الخیر خلق تبع سلوت و من الارض
مشلکت تنزل الامر بیهة کوا ذکر
تفسیر که هر جتونی و فی بر و اید
از سر غم عشق تو اے ماه لقا
یک شمه اگر عیاں کند این شیدا
بر کشتن من حکم کند قاضی شهر
مفتی بنو لید که علیه القتولی
تواند بود که بر بعضی از انبیاء اولیا حق الهی منوع
واقع شود که حقیقت محمدی از سماء ذات الشیطان
ظهور کند و خطابات سمانی بواسطه مظهر حقیقه
جبرئیل یا بغیر این واسطه بر الشیطان وارد گردد
و غالباً شبلی را علیه الرحمة یکے از کافذه آشی
درین مقام یافته بود که در محاطیه او این

نمود که اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -
رباعی ص ۲۸ شروع

سے اے نور محمد ز رخت کردہ ظہور
دز پر تو روئے تو جہانے پُر نور
چوں منظر انوار سپید شدہ
دعوئے سپیدی نباشد ز تو دور

پوشیدہ نمائند کہ وحی جلی مخصوص بہ انبیاء آمد
دوحی طایفہ مذکورین خفی است کہ وحی خفی
اولیاء نیز بحصول انجامد - رباعی ص

سودائے محبت بدل ساخته جا
برگز نہ کنم جز سخن این سودا

دعوئے سپیدی ندارم اما

گویم بخدا این سخن از وحی خدا

حال این طایفہ دریں است مثل حال انبیاء
بنی اسرائیل خواہد بود کما قال صلی اللہ علیہ
وسلم "علماء آتئی کا نبیاء بنی اسرائیل"
یعنی چنانچہ انبیاء بنی اسرائیل ~~خود~~ نبوت
تایع شریعہ رسل خود بودند۔ الشیطان
نیز بشریت پیغمبر خود کہ خاتم الانبیاء و رسل است
تبجیبت خواہند نمود۔ رباعی

اے بر سر تو تاج شبہی بمبارہ

بر خاک رہت سودہ شہان رخسارہ

پر میند کہ خواجہ جہانست کسے

اندک دگی تو اش نباشد چارہ

ایں زمرہ اصغیا یعنی انبیاء اولیاء تابعانی
اند کہ فی الجملہ شرکینند مقتوبان خود

اصحاب النبوة در دعوت خلائی ہر وجہ بصیرت
کما در ذی الکلام المحمید ادعوا الی
اللہ علی بصیرة انا وصن انجني۔ ہر ظاہر
اہل قیل و قال من اصحاب التقلید و اصحاب
الاستدلال کہ قدم در زرہ دعوت نہادہ اند
اذا انور این بصیرت بے ہرہ افتادہ اند

خالوف رسمیدہ اند و مشغوف بمذہبات جسمیہ
انہ حجب عادات در نگہ شستہ اند و چشم
الشیطان بعین البیقین مکمل گشتہ، غافل
انہ معارف و ہبیدہ اند و خالض در علوم کبیہ
کما قال ہم سلطان العارفین ابو یزید بلطانی

قدیس سرہ السامی :- اَخَذْتُ لَمْ عَلِمْكُمْ
مِمَّا عَنْ مَیْتٍ وَاخَذْنَا عَلِمًا مِّنَ الْحَيِّ
الْخَلْقِ لَا یَمُوتُ۔ لَیْقُولُ امَّا لَنَا حَدَثٌ
قَلْبِی عَنْ رَبِّیْ وَ اَنْتُمْ تَقُولُونَ حَدَثٌ
فَلَانٌ وَاَنْتَ هُوَ قَالَ مَاتَ اَنْتَھٰی۔ و
كان الشیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ اذا
قیل لہ فلان من فلان یقول ما تری
ناکل۔ قد یدل حقا و انیونی بلحمہ طری

ص ۲۸ شروع یعنی رحمۃ اللہ بالقدید المنقول
عن فلان عن فلان و بالتحمد الطری

الکلام عن اللہ سبحانہ۔ رباعی

سے گاہے ز محمد شین و گاہ از فقہا

گاہ از شطہین و گاہ از حکما

تا چند کئی نقل روایات بما
بما شہد گو کہ شنیدہ از خدا

یعنی "اللہ تعالیٰ حضور نبی کریمؐ کے خلفاء میں سے کسی سعادت مند پر اس طرح تجلی فرماتا ہے۔ کہ لوگوں کے لئے دو مظہر یعنی مظہر حقیقت محمدی اور مظہر حقیقت جبریلی ظاہر ہوتے ہیں۔ مظہر جبریلی مظہر حقیقت محمدی (یعنی حضورؐ کے خلیفہ) پر ان احکام کا اہتمام کرتا ہے جو دین اسلام کے مشروع احکام ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی بعض صورتیں اور بعض آیات بھی القا کرتا ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کے پیغام پہلے پہنچائے گئے تھے اسی طرح پھر پہنچاتا ہے۔ اور مظہر حقیقت محمدی (یعنی خلیفہ رسول کریمؐ) کے ساتھ یہ شرف مخاطبہ و مکالمہ صرف لوگوں کو سنانے اور تعلیم کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضورؐ کی خدمت میں جبریلی امین صحابہ کو کلام سنانے اور انہیں تعلیم دینے کے لئے آتا تھا۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں ایک حدیث ہے۔ جس میں ایمان، احسان اور احسان کا ذکر ہے۔ اس میں صراحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ جبریلؑ صحابہؓ کو دین سکھانے کے لئے آیا تھا۔ حضورؐ کے ان سعادت مند خلفاء کو انبیاء اولیا کہتے ہیں اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ مظہر حقیقت جبریلی کے توسط کے بغیر ہی انبیاء اولیا کو مخاطب کر کے انہیں وہ احادیث قدسیہ الہاماً بتاتا جو حضورؐ سے مروی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات انہیں ان لطیف اسرار سے بھی آگاہ فرماتا ہے جو حضورؐ نے مصلحت پر صحابی کو نہیں

بتائے تھے۔ اور صرف خاص خاص صحابہؓ کو ہی بتا دیئے تھے۔ اور یہ ان اسرار کو چھپانے کی بہت کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ "میں نے حضورؐ سے علم کے دو برتن حاصل کر کے سینے میں محفوظ کر لئے تھے۔ ایک برتن میں نے آپؐ پر تقسیم کیا اگر دوسرا برتن بھی ظاہر کر دوں تو میرا یہ کلام کاٹ دیا جائیگا" ان اسرار قدسیہ اور حقائق خفیہ کو چھپانے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ان کے فہم و ادراک کا دار و مدار قلب کی صفائی اور روح کی پاکیزگی پر بھی ہے۔ اور معمولی عقل اور علیل فکر والے کو یہ صفائی و پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے دل می آنکھ پر سمٹ بٹھی ہونے کی وجہ سے ایسا آدمی اپنے فہم کا قصور دیکھ نہیں سکتے۔ (اس لئے یہ اسرار قدسیہ اور حقائق خفیہ اس کے فہم و ادراک سے باہر ہیں) لہذا ایسا شخص ان اصحاب کا سمیت مخالف بن جاتا ہے۔ جو ان اسرار قدسیہ اور حقائق خفیہ سے واقف ہیں اور ان کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے خوب فرمایا ہے۔

کتنے علمی جواہر ہیں کہ اگر میں اظہار کر دوں تو مجھے بت پرست (یعنی غیر مسلم) قرار دیا جائے گا۔ اور مسلمان میرا خون جلال سمجھینگے اور حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن الا کہ کے متعلق جب یہ فرمایا کہ اگر میں اسکی

تفسیر بیان کردوں تو مجھے سنگسار کر دے گا (در اصل اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا۔

۷۔ اے ماہ لقا محبوب! اگر تیرے غم عشق کے غم کے راز سے ذرہ بھر بھی ظاہر کروں تو قاضی شہر میرے قتل کا حکم دے گا اور مفتی دین اسکی تائید کر کے لکھے گا کہ اس مسئلہ میں یہی فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ بعض انبیاء اولیا پر اللہ تعالیٰ کی قبل کچھ اس طرح سے ہوتی ہے کہ حقیقت محمدی کا ظہور خود ان کی ذات سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ منظر حقیقت جبریلی کے ذریعے یا اس کے بغیر ہی انہیں شرف مکالمہ دنیا طبع بخشتا ہے حضرت شبلی علیہ الرحمہ کو اپنے ایک شاگرد نے غالباً اسی مقام پر دیکھا تھا جو اس نے یہ جبرأت مندانہ بات کہی اِنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ (اے شبلی! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ہیں) رباعی

اے سرور کامل! تیرے جہرے سے نور محمدی ظاہر ہوتا ہے + اور تیرے جہرے کے پرتو سے ایک عالم متور ہو گیا ہے۔ چونکہ پیغمبر کے انوار کا منظر بن گئے ہو + اس لئے پیغمبری کا دعوای آپ سے دور نہیں۔

یہ بات حضی نہ رہنی چاہیے کہ وحی جلی صرف انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اور انبیاء اولیا کے ملائکہ کو وحی حضی ملتی ہے اور اولیا کو وحی حضی ہی ملتی ہے۔ رباعی۔

۸۔ (میرے محبوب!) تیری نسبت کا سودا میرے دل میں جاگزیں ہے۔ اور اسی سودا کے بغیر میں ہر گز بات نہیں کرتا ہوں مجھے پیغمبر ہونے کا دعوای تو نہیں ہے (لیکن قسم بخدا میں یہ سچن اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہی کرتا ہوں) (یعنی مجھے وحی حضی حاصل ہے۔) اس امر میں اس گروہ (انہیا اولیا) کا حال بنی اسرائیل انبیاء کی طرح ہے جیسے کہ رسول اللہ ص بھی فرماتے ہیں :- میری امت کے علماء سب بنی اسرائیلی انبیاء کی مانند ہیں۔ یعنی بنی اسرائیلی انبیاء و مرتبہ نبوت پر فائز ہونے کے باوجود اپنے شریعت لانے والے رسولوں کے تابع تھے۔ اور یہ حضرات (انبیاء اولیا) اپنے شامع خاتم الانبیاء و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہیں۔ رباعی :- (اے خاتم پیغمبر!) آپ کے سر مبارک پر (ملک نبوت و رسالت کی) بادشاہی کا تاج رکھا گیا ہے + آپ کی خاک راہ پر روحانیت کے شاہوں نے اپنا جہرہ رکھا ہے۔

اگر کوئی شخص بادشاہ عالم بھی ہو، اسے آپ کی کی غلامی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

اصفیا کی یہ جماعت جنہیں انبیاء اولیا نام رکھا گیا ہے وہ تابع ہیں جو لوگوں کو علی وجہ بصیرت دعوت دینے کے امر میں اپنے متبوع انبیاء کے شریک نعمت میں جیسے کہ قرآن حکیم میں آتا ہے۔ اذعوا الی اللہ الایہ میں

سے روایت کی اور اس نے فلاں سے روایت کی۔ تو حضرت شیخ فرماتے "کیا تم چاہتے ہو ہم سوکھا ہوا گوشت کھائیں۔ ہمیں تازہ گوشت لاؤ" اور سوکھے گوشت سے ان کی مراد روایات اور تازہ گوشت سے مراد الہامات ربانیہ تھے۔ رباعی

(اے مولوی صاحب!) کبھی محدثین کی روایتیں اور کبھی فقہاء کے نکتے اور کبھی متکلمین اور حکماء کی باتیں سنانے ہو۔ آپ کب تک یہی روایات ہم تک پہنچاتے رہو گے؟ ہمیں کوئی ایسی بات سناؤ جو تم نے اللہ تعالیٰ سے بذریعہ الہام سنی ہے۔

اقوالِ زرینے

لوگو! اسلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ۔ قرابت داری کو ملاؤ اور عیسائیوں کے سوتے بیوں کو اس وقت نماز ادا کرو۔

سب سے بڑا گناہ خدا سے بدگمانی کرنا ہے۔ خدا تمہارا۔ فلاں اور جہول کو نظر نہ کرے گا وہ بتا دلوں اور اعمال کو دیکھے گا۔

(حضرت شیخ رحمہ اللہ ص ۳۷)

اللہ کی طرف لوگوں کو بصیرت کے ساتھ بلاتا ہوں اور میرا اتباع کرنے والے بھی (ایسا ہی کرتے ہیں) اصحاب تقلید و استمال میں سے قبیل و قال والے لوگوں کا حال جو تبلیغ دین کے لئے خود اٹھتے ہیں ان اصحاب بصیرت کے حال کے برعکس ہوتا ہے۔ اصحاب قبیل و قال۔ ان لوگوں کی بصیرت سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ رسمی علوم کا ٹوف اور حواس جسمانی سے حاصل شدہ علم کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں۔ عادات کے پردوں سے آزاد نہیں ہوتے ہیں ان کی آنکھ عین البصیر کے سرچشمے سے محروم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علوم سے غافل اور لوگوں سے چھپکے ہوئے علوم میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت سلطان العارفین ابو یزید لبیطی قدس سرہ السامی نے ان علماء سے صاف صاف کہہ دیا۔

تم لوگوں نے مردہ علم مردے سے حاصل کئے اور ہم نے اپنا علم اس زندہ خدا سے حاصل کیا جو کبھی نہیں مر سکتا۔ اور ہم جیسے لوگ کہا کرتے ہیں۔ میرا دل میرے رب سے بات سن کر کہتا ہے۔ اور تم لوگ کہتے ہو فلاں آدمی نے ہمیں یہ حدیث سنائی اور جب کہا جاتا ہے۔ وہ فلاں آدمی کہاں ہے؟ تو جواب ملتا ہے "وہ مر گیا" (حضرت لبیطی کا کلام ختم ہوا) اور حضرت شیخ ابو حدین علیہ الرحمہ سے جب کوئی کہتا۔ فلاں نے فلاں

رسائل مسائل

س:- ایک مشہور اہل حدیث عالم واعظ اور خطیب
ہیں وہ جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد کو غلط بتاتے ہیں
اور فرماتے ہیں کہ قلم کے ذریعہ ان عقاید پر کسی اسلامی راہنما کی
یاد دہانی (عالم سے وہ تبادلہ خیال کرنے بلکہ غلطی واضح کرنے
کیلئے ہر وقت تیار ہیں سب سے پہلے وہ معراج شریف
کے متعلق تبادلہ خیال کرنا چاہتے ہیں - وہ بات جو حقیقت کو
قرآن مجید اور صحاح ستہ تک پہنچا کر دکھانا چاہتے ہیں
اب آپ کی کیا رائے ہے -

فیروز احمد میر لکھنؤ

جواب :- اس میں پوچھنا ہی کیا - قزم مولوی صاحب
کی خواہش کا اہم احترام کرتے ہیں اور برادرانہ تبادلہ خیال
اور اپنی غلطی واضح ہو کر اصلاح کرنے کیلئے ہمیں وہ ہر
وقت تیار رہیں گے -

ہمیں جماعت احمدیہ فریق قادیان کی طرف سے بولنے
کا حق نہیں ہے - لیکن ہم واثق سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ
بھی تیار ہوں گے -

ہمیں مولوی ہونے کا دعویٰ نہیں (اللہ تعالیٰ ہمیشہ
ایسے دعاوی سے محفوظ رکھے آمین) البتہ علماء حق کے
مگروراء ہیں اس لئے مکرم مولوی صاحب سے استفادہ
کیلئے تیار ہیں -

مولوی صاحب نے اگر پہلے مسئلہ اسرار پر ہی
تبادلہ خیال کرنا چاہا ہمیں کوئی اعتراض نہیں - مولوی
صاحب بحث کو قرآن مجید اور صحاح ستہ تک ہی محدود

رکھنا چاہتے ہیں اس کے متعلق عرض ہے ہمیں یہ قصد
مندی منظور ہے لیکن ہمارے بھی ایک حد بندی پر غور کریں
اور وہ یہ ہے کہ تجارتی شریف کو جملہ کتب حدیث میں
بروئے صحت اول مقام حاصل ہے اسی لئے اسے اصح
الکتب بعد کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے بعد صحیح ترین
کتاب کہتے ہیں - اسی کتاب کے پہلے پارے میں امام
بخاریؒ نے کتاب العلم (۳) میں ایک باب کا عنوان
تایم کیا ہے - منی یصح سماع الصغیر (۶)
یعنی بچے کا کسی عمر میں (حدیث) سننا صحیح ہے -

یعنی کسی عمر کے بچے کی سنی ہوئی بات قابل اعتماد ہے
اس عنوان کے تحت حضرت امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ

بن عباسؓ کی روایت لائی ہے وہ اپنا ایک واقعہ اس
زمانے کا بیان کرتے ہیں جب وہ جوانی کے قریب تھے -

(فتاویٰ حسنت الاحلام) امام بخاریؒ کے اس
عنوان اور ابن عباسؓ کی روایت کے اصل الفاظ سے
ثابت ہوتا ہے - کہ اسی شخص کی سن بلوغ کو پہنچا ہو
یا کم از کم اس کے قریب ہو

اگر مولوی صاحب اس حدیث اور امام بخاریؒ
کے اس عنوان کو قبول کرتے ہیں تو ہماری بحث اور بحث
حدود ہو جائیگی - ہم واقعہ مزاج کے متعلق صرف
ان صحابہ کرام کی روایات لیں گے جو واقعہ کے وقت
سن بلوغ کو پہنچے تھے یا سن بلوغ کے قریب تھے -
اور جبکی عمر اس سے کم تھی - ان کی روایات سے حوالہ بخدا
کر کے مسئلہ پر غور کریں گے -

امید ہے جناب مولوی صاحب صحیح سنہ کی حوالہ دیا تو

ظہر غائر سے دیکھ کر حرف ان روایات کو چیلن کریں گے جو اس شرط

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) ہند کا ترجمان

ماہنامہ اشاعت الحق

سرینگر

شمارہ ۳

ماہنامہ اشاعت ۱۹۸۵ء

جلد ۱۲

امام الکلام
کلام الامام مزارعہ الامام احمد قادریؒ

”میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد
کرے گا اور وہ مجھے ہرگز ہرگز ضائع
نہیں کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت
میں درندوں سے بدتر ہو جائے تب
بھی وہ میری حمایت کرے گا۔ میں نا
مرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں سے
نہیں اتروں گا۔ کیونکہ میرا خدا میرے
ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور
میں اس کے ساتھ ہوں“

ضمیمہ بابین احمدیہ ص ۲۲

ترتیب مضامین

نمبر	نام مضمون	نمبر شمار
۱	امام الکلام	۱
۲	مذہبی ہیرو پی (نظم)	۲
۳	معارف القرآن	۳
۴	خطبہ جمعہ اور اس کی حقیقت	۴
۵	یہ کلمہ دوستی ہے کلمہ دشمنی	۵
۶	تفصیلات ”اشاعت الحق“	۶
۷	رسائل و مسائل	۷
۸	واعظات الصالحین	۸
۹	لمحہ فکر یہ	۹
۱۰	حضرت عبداللہ بن مبارک کا الہام	۱۰
۱۱	صفحہ باقیات	۱۱
۱۲	گاہے گاہے باز خواندے	۱۲

مطبوعہ شالیمار آرٹ پریس
ریڈ کالونی

مذہبی بہروپے

جودھ پور راجستھان

مولانا ابوالاسرار رحمہ اللہ ایڈیٹر ایگ

کون ہیں یہ پیر، پنڈت، پادری
قوم کے سردار اونچے آدمی

نام عبداللہ، ولسن، رام داس
ہاتھ میں مالا انوکھا سالیاس

ہیں غلط فہمی میں تینوں مبتلا
اپنے راحت بخش چیلوں کے خدا

فرقہ بندی کو سمجھتے ہیں جہاں
بغض و نفرت کا انہیں نسخہ ہے یاد

مسئلہ ایسا اٹھاتے ہیں یہ!
قوم کی گردن کٹا دیتے ہیں یہ!

جب مبلغ بن کے کرتے ہیں سفر
رکھتے ہیں اپنے مقاصد پہ نظر

ہاتھ میں لے کر مذاہب کے دیے
آگ پھیلاتے ہیں یہ بہروپے

معارف القرآن

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْكَرِيمِ
الْبَنِيُّ أَفُولَ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْفَسِيحَةِ
وَأَنْزَلَ وَاجِبَهُ أَتَمَّهَا تَمُّهُ وَأُولُو
الْأَسْرَحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَنِيهِمْ
فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ
الْمُصَاحِبِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ
أَوْلِيَّكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَٰلِكَ
فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا
(بَابُ الْأَصْرَابِ ۳۳۳ آیت ۶)
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

بنی کریمؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے
زیادہ حق رکھتا ہے اور آپؐ کی بیویاں ان
(یعنی اہل ایمان) کی مائیں ہیں اور رشتہ دار
اللہ کے حکم میں مومنوں اور جہا جہروں کی
نسبت ایک دوسرے پر زیادہ حق رکھتے
ہیں مگر یہ (دوسری بات ہے) کہ تم اپنے
دوستوں سے کچھ اچھا سلوک کرو یہ کتاب
میں لکھا ہوا ہے۔

حلیٰ لغت ۱۔ اُولٰی کے معنی اولیٰ
..... بہت نزدیک اور
اقرب یعنی قریب تر۔ اُولٰی یعنی کسی

چیز سے اولیٰ کے معنی میں اَحَقُّ یہ یعنی اس کا
زیادہ حقدار (لسان العرب)
تفسیر۔ اس آیت کے پہلے حصے میں
..... اس تعلق کا بیان ہے جو حضرت
بنی کریمؐ اور اہل ایمان کے درمیان ہے۔ اور اس
کے دو حصے ہیں۔

اولے در یہ کہ حضرت بنی کریمؐ مومنوں سے
بہ نسبت ان کی اپنی جانوں کے اولیٰ ہیں، چنانچہ
حصہ فرماتے ہیں مَآئِنَ مُؤْمِنٍ كُوْنُ
مومن نہیں إِلَّا ذَٰنَا اُولٰی النَّاسِ یہ مگر

میں لوگوں میں سب سے زیادہ اس کا حقدار ہوں
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ دُنْيَا میں اور آخرت میں
اَقْسَرُوا اِنْ شِئْتُمْ اگر تم اس پر دلیل چاہتے
ہو تو پڑھو اَلْبَنِيُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِينَ ہونے
اَلْفَسِيحَةِ۔ آیت البنی۔ اَلْفَسِيحَةِ۔

(بنی کریمؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ
حق رکھتا ہے) فَاَيُّهَا مُؤْمِنُ تَسْرَكَ مَا لَا
پس جو بھی مومن کوئی مال چھوڑے فَلْيَسْرَتْهُ
عَصَبَتُهُ سوا اسے اس کے رشتہ دار وراثت
میں پائیں گے۔ مَنْ كَالُوا جو بھی وہ رشتہ دار ہونگے
فَان تَسْرَكَ دُنْيَا اَوْ ضِيَا تَار لیکن اگر وہ

قرضہ اپنے ذمہ باقی رکھ کر مر جائے یا اپنے پیچھے
ناوار بالی اپنے چھوڑے قلیاً تینی تو اس صورت
میں میرے پاس آئے وَأَنَا مُوَلَّاهٌ میں اس کا
ذمہ دار ہوں

(بخاری جلد ۲ پ ۱۹ کتاب التفسیر ۶۵)
تفسیر صورت الہی جلد ۱ (۳۳) باب بردایت
الوہیۃ

یہ باپ سے بڑھ کر شفقت ہے کیونکہ باپ
بیٹے کی وارثیت ہوتا ہے لیکن حضورؐ کھڑے
دنیاوی نفع، لالچ کے بغیر ایسی بے نظیر شفقت
دکھاتے ہیں

وہ آپؐ مومنوں سے اس قدر شفقت
دکھاتے ہیں تو چاہئے کہ مومنوں کو آپؐ سے اسی
قدر محبت ہو۔ اور ایسی محبت ہو کہ اس کے
تظہر کسی دنیاوی رشتہ میں نہ ہو چنانچہ متفق
علیہ حدیث ہے کہ آپؐ نے فرمایا
لَا يُؤْمِنُ مَنْ أَحَدَكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ
إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ (بخاری جلد ۲ پ ۱۹)

ترجمہ: کوئی شخص اس وقت تک مومن
کامل کوئی نہیں بنتا جب تک کہ وہ میری زیادہ
محبوب اس کی نظر میں اس کے باپ سے اور اس
کے بیٹے سے اور سب لوگوں سے۔

یعنی کوئی شخص اس وقت تک مومن
کامل نہیں بنتا جب تک کہ وہ میری
کے ساتھ اس کی محبت تمام لوگوں سے بڑھ کر

نہ ہو۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے عرض
کی لَاقِنْتَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
(یا رسول اللہؐ!) آپؐ ضرور مجھے ہر چیز سے زیادہ
محبوب ہیں إِلَّا نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْ

سوائے میری جان کے جو میرے دو پہلوؤں کے
درمیان ہے، حضورؐ نبی کریمؐ نے فرمایا:-
لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدُكُمْ (اے عمرؓ) مہتارا
کوئی بھی شخص ہرگز مومن نہیں بن سکتا
حتیٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ جب
تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہوں
اس پر حضرت عمرؓ عرض گزار ہوئے:-

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَكُونَ أَحَبَّ
فَإِنَّ اس ذات کی جس نے آپؐ پر کتاب (قرآن
مجید) نازل فرمائی لَاقِنْتَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ
نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْ آپؐ مجھے میری
جان سے زیادہ عزیز ہیں جو میری پسلیوں کے
درمیان ہے۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا:-
الآنَ يَا عُمَرُ اے عمرؓ اب تو نے وہ بات
کہی جس سے ایمان کامل ہوتا ہے۔

(شفاء بتشریف حقوق المصطفیٰ)
از قاضی میاض مالکی اندلسی جلد ۲ باب ۲۱ فی
السَّوْمِ مُحَبَّبَتِهِ ۲۵۵ مطبوعہ مصر ۱۳۱۲ھ

عرض حضورؐ نبی کریمؐ اور اہل ایمان کے درمیان
ایک گہرا تعلق ہے۔ اور اس تعلق کا ذکر اس لیے کیا
کہ مسلمان جان لیں کہ حضرت رسول کریمؐ جو مجھے

باغیوں کے لیے برا انجام اس کا خاص موضوع تھا۔
 بلاغت، حکمت اور نصیحت کے لئے اسے
 کا نام ضرب المثل بن گیا ہے۔

اس کے متعلق مشہور ہے کہ اسی نے اوچھے
جگہ کھڑا ہو کر خطبہ دینے کی رسم بنکالی۔
خطبہ دیتے وقت تلوار کا سہارا لینا، خطبہ
میں اصناف بعدہ کہنا بھی اسی کی ایجاد ہے
اور عربوں نے اس کی ان ایجادات کو خوب
اپنایا یہ بازار عکاظ میں بڑے بڑے جمہور
کے سامنے خطبہ دیتا ہے۔

عرب پروفیسر احمد حسن زیات نے لکھا ہے کہ حضرت بنی کریم ۱۷۷۱ء میں بھی اس کی ایک تقریر سنی اور پسند فرمائی اور فرمایا۔ خدا قس پر رحم فرمائے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ تنہا ایک قوم کی جگہ اٹھایا جائیگا۔

قس نے لہجے
 پائی اس نے
 عبادت اور لوگوں کو دلا
 صلی اللہ علیہ وسلم

خطبہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں تقریر، وعظ، ایسی کہ اس کی جمع خطبات اور خطبات آتی ہے عرب میں اسلام سے پہلے بھی خطبات کا رواج تھا۔ اور فن خطابت کو اہم مواقع پر استعمال کرتے تھے جب کسی مجمع کو اپنا ہم خیال بنانا یا کسی ہم کے لئے ابھارنا چاہتے تھے وہ اس فن کو استعمال کرتے تھے۔ اور اس میں چرب زبانی خوش بیانی، برجستہ گوئی، چھوٹے چھوٹے مجمع جملے، ضرب الامثال خوب استعمال کرتے تھے۔ مصنف کو سامعین کے دل و دماغ پر منفش کرنے کیلئے وہ اختصار سے کام لیتے تھے اور بعض اوقات خطبہ ایک ہی قول پر بھی مشتمل ہوتا تھا۔

جو خطیب و جید منتظرِ جوش و صنع ہوش
بیان اور بہادر ہوتا ہے وہ عوام میں مقبول ہوتا
تھا اور اسلام سے پہلے عرب میں کئی خطیب
بہت مشہور ہوئے ان جلیل خطیبوں میں قس بن
ساعد زیادہ مشہور ہے۔

قَس در اصل بخران کا ایک عیسائی راہب تھا
یہ اپنی تقاریر میں لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف
بلاتا تھا اور دنیا کی بے ثباتی اور خدا تعالیٰ کے

ولصیحت کرنے میں گزارا۔

قتل کے بعد دوسرا مشہور اور بلند پایہ خطیب
عمر بن معدیکرب الزبیدی یمن مشہور بہادر
شہسوار غزوہ تبوک (۹ھ) کے بعد اپنی قوم
کے ساتھ دربار بنوی میں حاضر ہوا اور سلمان بن
کیا مگر بد قسمتی سے کچھ وقت گزرنے کے بعد ہی
مرتد ہو گیا اور کجالت ارتداد کچھ وقت گزارنے
کے بعد پھر مسلمان بن گیا۔

جنگ قادسیہ کے وقت اس کی عمر ایک سو
دس سال تھی۔ اس کے باوجود اس نے معرکہ کارزار
میں کارہائے نمایاں انجام دیے آخر ۶۴ھ
میں وفات پائی۔ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے
آخری ایام تھے۔

عقبہ کی دوسری بیعت (اپریل ۹۲ھ) کے
بعد جب پشرب کے چند نیک بخت نفوس اپنے
وطن لوٹے انہوں نے یہاں نماز باجماعت

کا انتظام کیا اس کے بعد یوم العروبہ کو ایک
بڑے اجتماع اور تبلیغی لیکچر کا بھی انتظام کیا
یہ تقریب ظہر کے وقت ہوئی تھی اس دینی اجتماع
کی وجہ سے یوم العروبہ کا نام یوم التجدد پڑ گیا
اور نماز ظہر کی جگہ جو نماز پڑھی گئی اسے سنا
جسے کہتے ہیں۔ اس میں سچائے چار اہل معرفت

دروکت رکھی گئیں اور اس سے قبل جو بدعتی
لیکچر ہوتا ہے اسے خطبۃ الجمعة کہتے تھے۔
اسلام نے اس خطبہ میں وہ سادگی
مفید باتیں برقرار رکھی جو ہدایت میں تھیں

میں رائج تھیں مثلاً خطبہ اونچی جگہ سے دینا، خطبہ
دینے وقت تلوار یا عصا کا سہارا لینا۔ خطبہ میں
اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کر کے اعمال بعد کہنا
اس کے بعد اصل مدعا بیان کرنا، اختصار سے
کام لینا اور خطبہ کو دو حصوں میں ادا کرنا تاکہ
لوگوں کی توجہ قائم رہے اور وہ یکسانیت سے
آگاہ ہوں۔

لیکن اسلام نے خطبہ کی غرض و غایت صرف
وعظ و نصیحت رکھی۔ پچنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ
جمعہ میں فرماتا ہے۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن
نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف
جلدی آؤ اور کاروبار کو چھوڑ دو یہ بہنہارے
لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

(پ جمعہ ۶۲ ع ۲ آیت ۹)

اکثر مفسرین نے ذکر اللہ (اللہ کا ذکر) سے مراد
خطبہ لیا ہے پس اللہ تعالیٰ خطبہ کو اللہ تعالیٰ
کی نصیحت کہہ کر اس کی غرض و غایت کی طرف
واضح اشارہ کر دیتا ہے۔

پس اسلامی خطبہ وہی خطبہ ہے جس میں
سامعین کے لئے وعظ و نصیحت ہو شوکت لفاظ
بدایع و صنایع عبارت آرائی کو اولین اہمیت
حاصل نہیں ہے۔

یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کا بہترین
”ذکر“ قرآن مجید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول
کریمؐ خطبات جمعہ میں قرآن مجید سناتے تھے۔

چنانچہ عمرہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سورہ
ق قصورہ کی زبان حق تر جہاں کے جمعہ کے خطبوں سے
میں سنا اور یاد کیا۔

(مسلم جلد ۲ کتاب الجمعہ (۸) باب ۲۷۲ ۸۶۹)
جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور دو خطبے پڑھا کرتے
تھے۔ اور دونوں کے درمیان بیٹھ کر غفورٹی دیر قرآن
پڑھتے یا لوگوں کو نصیحت کیا کرتے۔ (البیضاہ ۸۶۰)
بعض لوگ خطبۃ الجمعہ کی جگہ خطبۃ اللہ
یعنی کسی پرانی عربی مذہبی کتاب کا دیباچہ لوگوں
کے سامنے پڑھ کر سنا تے ہیں۔ ان دیباچوں کی
زبان مقفی و مستح ہوئی ہے۔ اور اس کی ابتداء
حمد و نعت سے ہوتی ہے۔ یہ عبارت آرائی کے
شیدائی خلیب اس طویل عبارت کے آخر ایک
آیت یا ایک حدیث جو پڑھتے ہیں۔ اور سمجھتے
ہیں کہ خطبہ کا حق ادا ہو۔ حالانکہ ادا نہیں ہوا
کیونکہ خطبہ کا اصل مقصد قوم کو وعظ و نصیحت
کرنا ہے نہ کہ بھینس کے آگے بھینسا بجانا۔

وعظ و نصیحت کو غور سے سننا ضرور ہے
ہے اور اس کے لئے خاموشی لازمی ہے لیکن اس کا
مطلب نہیں کہ کلام حرام ہو جاتا ہے۔ پس دوران
خطبہ خلیب سامعین کے ساتھ، سامعین خلیب
کے ساتھ بشرط ضرورت بات چیت کر سکتے ہیں کسی
طرح اگر ضرورت پڑے تو سامعین بھی ایک دوسرے
کے ساتھ بات کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ
شور پیدا ہو اور وعظ و نصیحت سنائی نہ دے
امام مالکؒ نے موطا میں ایک واقعہ نقل کیا

ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ
دے رہے تھے کہ حضرت عثمان داخل مسجد ہوئے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی مصروفیات کا ذکر کیا اور فرمایا
کہ فارغ ہوئے ہی میں نے گھر کا رخ کیا وہاں وصو
کیا اور فوراً حاضر مسجد ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا
اور فرمایا صرف وصو کیوں کیا غسل کیوں نہیں کیا
سنت میں غسل جمعہ کی تاکید کی گئی ہے یہ
اس واقعہ سے روز روشن کی طرح ثابت
ہوتا ہے کہ خطبہ کے دوران کلام بالکل حرام
نہیں ہے۔ البتہ وعظ و نصیحت غور سے سننے
کے لئے خاموشی ضروری ہے اور کسی شخص کو
بڑا اشد ضرورت بات نہیں کرنی چاہئے۔ ●

”ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص اشد
لغائی کی ہستی اور وجود پر قلم اٹھائے
گا اس کو آخر اسی خدا کی طرف آنا پڑے
گا جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ
صحیفہ فطرت کے ایک ایک پتے میں
اس کا پتہ ملتا ہے اور بالطبع انسان
اسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے
ملفوظات ج اول ص ۴۹
(از مرزا غلام احمد قادیانی)

یہ واقعہ موطا کے علاوہ بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔

یہ کلمہ دوستی ہے یا کلمہ دشمنی

سابق وزیر اعلیٰ مغربی پنجاب (پاکستان) جناب محمد حنیف رائے کا ایک —
حقیقت افروز اور حیران کن بیان

پاکستان کے ایک شہری کے طود پر میں سچے دل سے محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمارا رویہ اس غیر عادلانہ رویے کے زمرے میں آتا ہے اگر بات یہاں سے تک محدود رہتی تو شاید سیاست دانوں کی روایتی نزدلی کا شکار ہو کر میں بھی زبان نہ کھولتا اور ایک مختصر سی اقلیت کی خاطر کثرت کے تند و تیز مذہبی تر جہانوں کی مخالفت مولے لینے کی جسارت نہ کرتا لیکن بات جماعت احمدیہ کی مخالفت سے آگے بڑھ کر براہ راست خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ کے کلمہ کی مخالفت تک جا پہنچی ہے۔ وہ علماء اور مذہبی جماعتوں کی وہ قیادتیں جو یہ بتاتے نہیں تمکین کہ پاکستان کا مطلب کیا لالا الہ اللہ آج ان کا کام یہ بکھڑا ہے کہ وہ اس کلمے کو پھیلانے کے بجائے مٹانے پر تل گئی ہیں۔ رسول کریمؐ کے بارے میں ایک مصرع

دس فروری ۱۹۸۵ء کے اخبارات میں فیصل آباد کی اس خبر نے دل دہلا کر رکھ دیا ہے کہ تقریباً بیس بائیس احمدیوں کو اس "جرم" میں گرفتار کر لیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے اس سے بھی بڑھ کر خیر کا یہ حصہ غور طلب ہے کہ مقامی علماء نے اس پر اطمینان اور مسرت کا اظہار کیا ہے بہت سے افراد کے نزدیک یہ ایک عام سی خبر ہے یوں بھی بہت سے لوگ اس قدر سنگ دل اور بے حس ہو چکے ہیں کہ یہ سن کر ان کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا کہ کسی فرقے یا اقلیت کی مذہبی آزادی کو سلب کیا جا رہا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جمہوری طور پر ساری قوم ہی آج کل اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہے لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کسی نے ہم پر ذہانتی کی ہے تو قرآن پاک میں سورۃ المائدہ کی دوسری آیت کی زبان میں "ہمارا حصہ ہمیں اتنا ہی مشتعل کر دے کہ ہم غیر عادلانہ رویہ اختیار کرنے لگیں"

پورے برصغیر میں زبان زد عام ہے۔
 ”قربان کنکروں کو کلمہ پڑھانے والے“

ہمارے علماء اس بات پر تو عیش و عشرت کر سکتے ہیں کہ کنکر بھی کلمہ پڑھ اٹھیں۔ لیکن انہیں یہ برداشت نہیں کہ کچھ انسان کلمہ پڑھ لیں۔ کیا محض اس لئے

کہ یہ انسان مذہب کے بارے میں جدا گانہ رائے رکھتے ہیں۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ سندھ کے ایک دور دراز کے گاؤں میں ایک ہندو بچے کی آنکھوں میں مسیحی مٹی کا پیلولہ نظر آ جائے تو اس کی

تو زیا رتیں شروع ہو جاتی ہیں لیکن ان لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو خطرے میں ڈال دی جاتی ہے۔ جو شعوری طور پر کلمہ پڑھتے ہیں۔ میں

نے اپنے زندگی کے پچاس سالوں میں بارہا مسلمان علماء کو اس امر پر فخر کرتے دیکھا ہے کہ مسیحی عیسائی یا یہودی مصنف نے اپنی کتاب میں اسلام

یا پیغمبر اسلام کے بارے میں کوئی اچھی بات لکھ دی ہو کیا آئندہ ہمارے علماء ان کتابوں کو بھی جرانے کا اہتمام کیا کریں گے۔

میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام پر صرف مسلمانوں کی اجارہ داری نہیں اسلام کا خدا رب العالمین ہے۔ اور اس کے پیغمبر رحمتہ اللعالمین

ہیں اور اس کا قرآن ذکر اللہ العالمین ہے۔ اسلام سب قوموں و جمعیوں اور گروہوں کی یکساں میراث اور امانت ہے دوسرے آئینے جتنا

کبھی قبول کر تھے جتنے جاہل ہمیں اس پر ناراض ہونے کے بجائے خوش ہونا چاہئے۔ لیکن ہمارے

علمائے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے اس سے نہ صرف اسلام کی اشاعت رکھ جائے گی بلکہ اسلام کے بارے میں دنیا بھر میں یہ تاثر پھیلے گا کہ یہودیت کی طرح یہ بھی ایک جابرانہ مذہب ہے جس پر چلد گروہوں کی اجارہ داری ہے۔

حکومت وقت کے بقول پاکستان کی بنیاد لا الہ الا اللہ پر اٹھائی جا رہی ہے پھر اس پاکستان میں کسی کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی مذہبی آزادی چھین کر اس کا

خدا بننے کی کوشش کرے۔ کلمہ طیبہ تو انسان پر خدا کے سوا کسی کے علیحدہ کو تسلیم ہی نہیں کرتا اس لئے پاکستان میں ہر شخص ہر فرقہ اور ہر اقلیت

کو مذہبی آزادی پہنچی جائے۔ اور اگر وہ فرقہ اقلیت اسلام ہی کے کلمے کو اپنا کلمہ قرار دیتی ہے تو اس پر ناخوش ہونے کے بجائے طمانیت اور شادمانی کا

اظہار کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے سلسلے میں اہل پاکستان اور حکومت پاکستان کو از سر نو غور کرنا ہو گا۔ ۱۹۴۷ء میں جماعت اسلامی کے مقابلے میں جماعت احمدیہ نے پاکستان کی طاعت

کی تھی آج جماعت اسلامی تو پاکستان اور پاکستان کے نظریے کی ٹھیکیدار بن بیٹھی اور بناد کی گئی ہے۔

لیکن اس ملک میں جماعت احمدیہ کے سیاسی اقتصادی سماجی اور اب مذہبی حقوق بھی محفوظ دکھائی نہیں دیتے۔ میری سوچی سمجھی رائے ہے کہ قومی سطح پر یہ ایک ”ناروازیادتی“ ہے اور اس کا تدارک

ہونا چاہئے۔ کلمہ طیبہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے

سمجھ کر ایک طرف تو ہم کلمہ دوستی کا دعوئے کرتے ہیں پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ کے لفظ کے لگاتے پھرتے ہیں اور دوسری طرف اسی پاکستان میں اس کلمے کو مٹانے کے درپے ہو گئے ہیں۔ اس سے زیادہ منافقت کیا ہوگی یقیناً ہر الصاف پسند اسے کلمہ دوستی کے بجائے کلمہ دشمنی ہی قرار دے گا۔

تفصیلات اشاعت الحق

فارم ری رول ری

نام اجارہ:- اشاعت الحق

وقف اشاعت:- مابینا

مقام اشاعت:- باران پتھر مٹہ مالہ سرینگر

ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و مالک

کا نام

محبوب عالم خان

ساکن باران پتھر مٹہ مالہ

سرینگر ۱۹۰۰۹ کشمیر

قومیت:- ہندوستانی

میں محبوب عالم خان (ایڈیٹر پرنٹر

پبلشر مابینا اشاعت الحق) اقرار کرتا

ہوں کہ مندرجہ بالا جملہ تفصیلات میرے

علم و یقین کے مطابق درست ہیں

دستخط محبوب عالم خان

نازل ہوا ہے اگر ہماری حکومت اور ہمارے علماء نے احمدیوں کو مساجد کی پیشانیوں سے اسے مٹانے کی روش ترک نہ کی اور حد سے گذر کر احمدیوں کے سینوں سے بھی اسے نوچنا شروع کر دیا تو ایک بات طے ہے کہ کلمہ تو نہیں مٹے گا کیونکہ اس کا محافظ خود خداوند تعالیٰ ہے البتہ خدائے تعالیٰ کہ اس کے مٹانے اور نوچنے والے کسی شخصیت میں مبتلا نہ ہو جائیں تکلف صرف میرا دھم مجھے کھڑا اور بھی آگے لے دیتا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ جس پاکستان میں ہند کی مساجد سے اس کا کلمہ مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے خواہ وہ مساجد سے اس کلمہ مٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں خواہ وہ مساجد احمدیوں ہی کی ہوں اگر اس کے پاسی اس کلمہ دشمنی پر چپ رہے تو انہیں خدا بخواتم پاکستان ہی کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔ میرے حکومت وقت سے علماء کرام سے اور ان سے بھی بڑھ کر پاکستان کے ساتھ محبت رکھنے والے عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ میری ان گذارشات پر غور سے غور سے سوچیں میں احمدی نہیں ہوں میرے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں بھی کوئی احمدی نہیں بس ایک سیدھے سادھے پاکستانی مسلمان کے طور پر کلمہ دشمنی کی اس روش سے مجھے خوف آ رہا ہے یہ کلمہ دشمنی نہ صرف ہمارے صدقوں میں جذباتی رواداری کے فقدان پر دلالت کرتی ہے بلکہ ہمارے منافقانہ رویے کی بھی عکاس ہے۔

رسائل محاسن

۱۔ کھانے کی چیز پر برکت کیلئے دعا

سوال :- ہمارے ہاں طریقہ ہے کہ کھانے کی کسی چیز کو کسی بزرگ کے سامنے رکھتے ہیں اور ان سے اس پر برکت کیلئے دعا کروا دیتے ہیں۔ پھر یہ چیز بانٹتے ہیں۔ ایک اہل حدیث دوست اسے بدعت کہہ کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

سائل عبدالاحد
ناگام چاروہ کشمیر

جواب :- ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ لوگ پہلا پھل حضرت بنی کریمؐ کی خدمت میں پیش کرتے۔ حضورؐ جب یہ پھل قبول کرتے تو دعا فرماتے :- اے اللہ ہمارے پھلوں میں ہمارے لئے برکت عطا فرما! وغیرہ پھر دعا کے بعد اپنے سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور یہ پھل اسے عطا فرماتے۔

(صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الحج (۱۶) باب فضائل المدینہ ۲/۹)

اس حدیث کی رو سے آپؐ کے طریقہ کو بدعت نہیں کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ کیا دعائے صبح بدعت ہے

سوال :- حنفی مساجد میں نماز فجر سے پہلے دعائے

صبح پڑھی جاتی ہے۔ اور اہل حدیث اسے بدعت کہتے ہیں صحیح بات کیا ہے؟

سائل عبدالکریم گجرسی شوق کشمیری

جواب :- دعا اور تسبیح کو بدعت نہیں کہا جاسکتا ہے۔ نماز فجر سے پہلے دعا و تسبیح کو پڑھنا جائز ہے ابو داؤد کا بیان ہے کہ ایک روز ہم مشہور عالم صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے گھر نماز فجر سے پہلے گئے آپؓ کو تسبیح پڑھنے میں مشغول پایا آپؓ نماز فجر تک برابر تسبیح پڑھتے رہے۔

(مسلم جلد ۲ کتاب فضائل القرآن (۷)
باب قرآن مجید کو ترسیل سے پڑھنے کا بیان
(۲۶۰) ج ۲ (۸۱۶))

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ خود صافہ و ظائف اپنے من پسند یا عوام پسند طریقہ سے پڑھ کر اسے سنت قرار دیں شاید آپؐ کے اہل حدیث دوست کا اعتراض دعا، مانور، تسبیحات و تہلیلات پر نہیں بلکہ آپؐ کی اختیار کردہ کسی اختراع پر ہے اور اس صورت میں اس کا اعتراض صحیح ہوگا۔

سوال ۳: کمرسمس کے دن حضرت عیسیٰؑ

کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی رہا ہے امام صاحب
جو ایک عالم و فاضل بزرگ، میں کہنے لگے کہ حضرت
عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ اپنے باپ کے بغیر اپنی قدرت کاملہ
سے پیدا کیا اور اس فعلیت میں کوئی اور مخلوق
ان کی شریک نہیں (یہ خط کشیدہ الفاظ محترم امام
صاحب کے ہی ہیں)۔ ہم چند جوان یہ بات اسٹن کر
ششدر ہوئے۔ فیصلہ ہوا آپ سے اس کی تشریح
پوچھی جائے آپ کیا فرماتے ہیں۔

سائل: علامہ حسن ڈار عبد العزیز ڈار
اسد اللہ لون، علاء الدین لون احمد جتینی و عرفہ گاندہل
جواب: یہ تفصیل کا موقع نہیں ہے اس لئے چند
مختصر باتیں عرض کیے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کامل قدرت رکھتا ہے جو چاہے کر سکتا ہے
اگر وہ چاہے ایک پتھر سے انسان پیدا ہو جائے، ہو سکتا ہے
۲۔ لیکن انسان کی پیدائش کے لئے اس نے ایک قائل

مقرر کیا ہے ہر ایک انسان اسی قائلوں کے تحت اور
معروف طریقہ سے پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ اگر کوئی شخص کسی انسان کے متعلق دعویٰ
کرے کہ وہ اس قائلوں کے برعکس کسی غیر معروف
طریقے سے پیدا ہوا تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ
اس کے لئے ثبوت فراہم کرے اور اس کا مقصد
و حکمت بھی بتائے۔

یہ تدبیر مشترکہ قومیں اپنے بزرگوں کے متعلق
عقیدہ رکھتی تھیں۔

۱۔ کنواری ماں سے پیدا ہونا

۲۔ ۲۵ دسمبر کو جنم پانا

۳۔ صلیب پر لٹکایا جانا

۴۔ لوگوں کے گناہوں کا کفارہ بن جانا، اور

۵۔ صلیب پر مرنے کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چرنا

۵۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ کے متعلق بھی کہی جاتی

ہیں۔ اور اس طرح اسے انسانوں کا نجات دہندہ بنایا
جاتا ہے۔

۶۔ ہندو دھرم میں بہت سے بزرگوں کے متعلق
کہا جاتا ہے کہ ”بے باپ“ ہی پیدا ہوئے۔

۷۔ کپڑوں مکوڑوں میں ہزاروں کپڑے مکوڑے

”بن باپ“ ہی پیدا ہوتے ہیں رسائیں کی اصطلاح

میں اسے ”بندہ“ کہتے ہیں۔

(بن باپ) ولادت کہتے ہیں۔

۸۔ حضرت عیسیٰؑ ہی نہیں بلکہ ساری مخلوق کو

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہی پیدا کرتا ہے۔

رکوع و سجود کی حالت میں تلاوت

سوال: سناڑ پڑھتے وقت رکوع و سجود کی حالت

میں آیات قرآن یا قرآنی دعائیں پڑھنا جائز ہے؟

سائل: عائشہ بی۔ وین (جی، ۱۷)

جواب: حضور نبی کریمؐ نے رکوع و سجود کی حالت

میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے۔

(مسلم جلد ۵ کتاب اللباس والنزینۃ (۳۸)

باب قسم کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہننا (۲۹) ج ۲۰۱۴

بروایت عبد اللہ بن عمرو رضی

آپ قرآن دعاؤں کا ترجمہ اپنی زبان میں

یا کسی بھی غیر عربی زبان میں پڑھ سکتی ہیں۔

ابن کار بنسب صحیح و قوی نیست

حضرت شیخ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ
لکھتے ہیں:-

رویکس بار داؤد طائی رحمہ پیش صادق رحمہ آمد
وگفت اے فرزند رسول خدا! نے مرا پذیرے وہ
کہ دلم سیاہ شدہ است، گفت رضایا داؤد!
ز اہل زمانہ توئی۔ ترا بہ پند من چہ حاجت؟
گفت اے فرزند رسول رضاشمارا ہر بہہ فضل
است و پند دادن تو ہمہ را واجب۔ گفت
یا ابا سلیمان از ان ترسم کہ بقیامت جبہ
من دست در من زند و گوید کہ چرا حق
متابعیت نکردی۔ ابن کار بنسب صحیح و
قوی نیست۔ بلکہ بمعاملہ خوب شایستہ
است در حضرت حق تعالیٰ۔

داؤد بگریست۔ گفت ہا خدا یا آنکہ
معجون بلینت او آب و گل بنوٹ است
و ترکیب طبیعت او از اصل برہاں و حجت
جہش رسول و مادہش بقول اکابر بدین حد
جبر الہی۔ داؤد کہ باشد؟ کہ بمعاملہ خود
معجب شود۔

(تذکرۃ الاولیاء فارسی) باب اولے در ذکر
امام جعفر صادق (ع)

ترجمہ ۱:- ایک بار (مشہور ولی کاملے)
حضرت داؤد طائی رحمہ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام (۶۹۹-۷۵۵) کی خدمت میں حاضر
ہو کر عرض گزار ہوا۔

اے رسول خدا! کے تحت جگر! مجھے کوئی
لنصیحت کیجئے کیونکہ میرا دل سیاہ ہوا ہے۔
حضرت امام عالی مقام علیہ جواب میں فرمایا

اے داؤد! تو خود ز اہل زمانہ ہے۔ کیجئے
میری نصیحت کی کیا حاجت ہے؟

حضرت داؤد طائی رحمہ عرض پر دار ہوئے۔
اے فرزند رسول! آپ کو سب پر فضیلت
حاصل ہے اور سب کو نصیحت کرنا آپ پر
واجب ہے حضرت امام مصمم علیہ فرمایا!

اے ابو سلیمان! مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن
میرے جدِ امجد (یعنی حضرت رسول اکرم) مجھے
پکڑ لیں گے اور فرمائیں گے تو نے میری پیروی
پوری طرح کیوں نہیں کی ہے دین کا معاملہ (برص
نہ) اگر اتنا بے رحم ہے اسی لئے خدا تعالیٰ سے درخواست کی

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ خضر عذر مانے من پذیر
یا اگر بینی حایم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنبہاں بگریز

لمحہ فکر بہ !

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيُطَيَّبُ شَيْءٌ أَمَّا عَلَى خِيَارٍ مِنْهُمْ حَتَّى يَسْتَحْفِي فِيهِمْ
الْمُؤْمِنُونَ كَمَا يَسْتَحْفِي فِيكُمْ الْمُنَافِقُونَ الْيَوْمَ
حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا (صحابہ سے) ضرور
مسلمتہوں کے میری امت کے شریک لوگ
میری امت کے اچھے لوگوں پر یہاں تک کہ
ان میں مؤمن اپنے آپ کو چھپانے پر مجبور
ہو گا۔ جس طرح آج تم میں منافق اپنے
آپ کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔

(مطابقہ الاخلاقیات العصریہ
لِمَا أَخْبَرَ بِهِ سَيِّدُ الْبَنِي كَيْتَ ص ۹۹
تالیف امام ابو الفیض احمد بن محمد ایڈیشن چہارم
قاہرہ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۸ء)

اس حدیث میں حضور خیر صادق ﷺ نے پیشگوئی
کی تھی کہ ایک وقت ضرور آئیگا جب امت
اسلامیہ کے برے لوگ زبردست اور اچھے
لوگ زبردست ہوں گے برے لوگوں کو جاہ
وحشم، حکومت اور اقتدار حاصل ہوگا۔ اس
کے برعکس اچھے لوگ مظلوم مجبور اور مقبور
ہوں گے۔ اور اہل ایمان برے لوگوں کے ظلم و ستم
سے بچنے کیلئے چھپے ہوئے رہیں گے۔

حضرت خیر صادق ﷺ کی یہ پیشگوئی آج
کل حرف بحرف پوری ہوئی ہے۔ ●

حضرت عبداللہ ابن مبارک کا الہام !

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا شمار امت
محبوبہؑ کے مشاہیر و اکابر میں ہوتا ہے آپ
شریعت و طریقت کے امام تھے انہیں شہنشاہ
علماء کہتے تھے اس کے علاوہ آپ شجاعت
میں بھی بے نظیر تھے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ

نے اپنی مشہور کتاب تذکرۃ الاولیاء کے باب ۱۵
میں آپ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے اس میں لکھنا
ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کی
ایک کافر کے ساتھ لڑائی ہوئی جب سارا وقت
آگیا تو آپ نے اس کافر سے نماز کے لئے جہلت
مانگی۔ کافر نے جہلت دی اور آپ نے نماز ادا کی
اس کے بعد کافر نے بھی جہلت مانگی تاکہ بت کی
پوجا کرے آپ نے بھی اسے جہلت دی۔ یہ
کافر چلا گیا اور مقبورے فاصلے پر موجود جہلت
کے سامنے سجدہ ریز ہوا۔

”عبداللہ گفت این ساعت برو ظفر یا بم
تینخ کشیدہ بر سر اورفت آواز شنید کہ
یا عبد اللہ لا وفوا بالعمدات العمدات
کانت مسئوؤا“

یعنی حضرت عبداللہ ابن مبارک نے کافر
کو سجدہ کی حالت میں دیکھ کر سوجا کہ اسے
وقت اس پر فتح پانے کا اچھا موقع ہے (باقی برسر)

صخرہ پادشاہ

بقیہ حیات سے انصاف بخینے

نسب سے بڑھ کر اور قوی نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ
یہ اس کے ٹھیک معاملہ قائم کرنے سے منع ہوتا ہے
یہ نصیحت سن کر حضرت داؤد طائفے
رو پڑے اور کہنے لگے خدا یا اے حضرت امارا
جعفر رضا کا حال ہے جن کی طینت بنو ت
اور طینت برہان و حجت سے ہے ان کے جد
انجد حضرت رسول کریمؐ میں اور ان کی والدہ حضرت
حضرت فاطمہؑ زہراؑ ہیں جب یہ ذات مقدسہ
اس قدر میراں ہے تو داؤد طائفے کس بارخ کی مولیٰ
ہے کہ اپنے معاملہ کے متعلق وہ خوش فیہ سے
میں مبتلا رہے۔" (ن۔ دینا)

بقیہ عبد اللہ ابن مبارک کا الہام

اس لئے آپ تلوار کھینچ کر اس کے سر پر پہنچ گئے
لیکن آواز سنی اے عبد اللہ وعدہ کے
ساتھ وفا کر لو بے شک وعدہ کے متعلق
پوچھا جائیگا۔"

یہ قرآن مجید کی آیت کے الفاظ ہیں اور یہی
الفاظ آپ کو الہام میں نازل ہوئے۔ آپ

ان کو سن کر رو پڑے۔ کافر نے سجدہ سے
سراٹھایا اور رونے کی وجہ پوچھی تب اسے
وجہ بتائی گئی وہ مسلمان ہو گیا اور ولایت
میں اہل کے درجہ پر فائز ہوا۔ (ن۔ دینا)

بقیہ معارف القرآن

حکم دیتے ہیں وہ مسلمانوں کی بھلائی کے لئے ہے
اور مسلمانوں کو اس کی تعمیل میں جلدی کرنے
چاہئے۔

اس آیت میں جو دوسری اہم بات بیان
فرمائی ہے وہ یہ ہے اَسْرًا وَاجْهًا اس کے
بیویاں یعنی حضرت بنی کریمؐ کی مقدس
بیویاں اَسْرًا تھیں اِن کی یعنی اہل
ایمان کی مائیں ہیں یہ بات بدیہی ہے کہ یہ
مقدس خواتین ولادت کے لحاظ سے یا جسمانی
لحاظ سے ہماری مائیں نہیں ہیں پس ان کے
ساتھ اہل ایمان کو نسب کے تعلق نہیں یا نسب
کی وجہ سے انہیں یہاں اہل ایمان کی مائیں نہیں
کہا گیا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ اہمیت کو نسب کے

تعلق سے زیادہ مضبوط اور شدید تر تعلق روحانی
ہے۔ اور اسی تعلق کی بنا پر مقدس خواتین اہل
ایمان کی مائیں ہیں۔

جس طرح نسب
محبت سے جسمانی ہے
ماں اس سے زیادہ
پنے بچے کی پیارو
کرتی ہے روحانی
محبت سے اپنی معشوقی

گاہے گاہے بار خوالے

تحریک احمدیت کے مقدس بانی مجدد کبلی مسیح
اسلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانے
کے ایک شدید مخالف جناب مولوی ظفر علی خاں
ایڈیٹر زمیندار، لاہور بڑی حسرت سے لکھتے ہیں
۶۹ آج میری حیرت زدہ نگاہیں دیکھ رہی ہیں
کہ بڑے بڑے گراجویٹ اور وکیل اور پروفیسر
اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے
فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، غلام احمد
قادیانے کی شرافات و اہلیہ پر اندھا دھند
آنکھیں بند کر کے ارمان لائے ہیں وہ
اجبار زمیندار، لاہور
مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

آج مسلمانوں میں سب سے بڑے سائنس
دان ڈاکٹر عبدالسلام ہیں ان کی اعلیٰ سائنسی
و تحقیقاتی صلاحیتوں کی متروت ساری سائنسی
دنیا ہے اور ان کو فرنکیس میں نوبل انعام کا تقار
تسلیم کر کے یہ حق پیش کیا گیا ہے اور دنیا تسلیم
کرتی ہے کہ ان کے تحقیقی کام کے پیش نظر انہیں
یہ انعام کئی سال پہلے ملنا چاہئے تھا۔ ڈاکٹر
صاحب موصوف پہلے مسلمان سائنس دان
ہیں جنکی صلاحیتوں کا اعتراف دینا اس
طرح کیا اور یہ بھی بفضل الہی حضرت مرزا
غلام احمد قادیانے کے حلقہ بگوش ہیں

اولاد کی روحانی پرورش کرتی ہے چنانچہ یہ امر
مسلم ہے کہ ان مقدس ماؤں کے ذریعہ دین اسلام
کی تعلیمات کا کثیر حصہ محفوظ رہا اور امت کو
ملا۔

آیت کریمہ کے باقی حصہ میں فرمایا کہ میراث کا
تعلق خونی رشتہ پر ہے مہاجرین اور انصار
کے درمیان جو کھائی چارہ قائم کیا گیا تھا -
وہ اخوت دینی ہے اور اس کی بنا پر میراث
تقسیم نہیں ہوتی۔ میراث کے بغیر اخوت دینی
کی بنا پر ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک
کیا جائے وہ ضائع نہیں ہوتا بلکہ اس کا اجر
ضرور ملے گا۔ (ن-د-سز)

وہ دیکھنا ہے عیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائے وہ روشنی
رب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار ساتہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یار و بتوں میں وفا تہیں
(مرزا صاحب)

تشخیر الاولیاء

دسمبر ۱۹۰۸ء ۶۸



شبیہ مبارک حضرت مجد العصر
 امیرزا غلام احمد القادیانی
 علیہ الرحمة

Handwritten text in Urdu script, likely a library stamp or title, located in the lower center of the page.

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
ہند کا ترجمان

مجلة اشاعت الحق

جلد ۲ - مئی و جون ۱۹۷۵ء، ریح الثانی ۱۳۹۵ھ
نمبر ۶۰

مندرجات

صفحہ	مضمون
۱	کلام الامام
۲	عین الیقین
۳	اداریہ
۴	الطریق الوسط
۵	معارف القرآن
۶	تسمیل العربیہ
۷	نبی نہیں ولی
۸	مجدد اعظم (مختصر سوانح)
۱۲۵۱	حدیث مجدد
۱۳۶۱	حدیث مجدد کی تخریج
۱۴۰۱	مجدد کا ذکر

امام الکلام

کلام الامام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا قُلْتُ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا كُتِبَتْ فِي كَتَبِي مِنْ آتِي
مُحَدَّثَاتٍ وَيُكَلِّمُنِي اللَّهُ كَمَا يُكَلِّمُ الْمُحَدَّثِينَ وَاللَّهُ
يَعْلَمُ سِرَّهُ وَأَعْطَانِي هَذِهِ الْقُرْآنَ فَلَيْفَ أَرَدْتُ مَا
أَعْطَانِي اللَّهُ وَسَرُّ قَلْبِي مِنْ رِشْقٍ أَعْوَضَ عَنْ
فَيْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمَا كُنْتُ فِي آتِ آدَعَى الْمَبْنُوتِ
وَأُخْرِجُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِالْحَقِّ بِقَوْمٍ كَاثِرِينَ
[حَفَافَتُنَا لِبَشَرِي ص ۹۴ مطبوعہ لاہور]

ترجمہ:- میں نے لوگوں سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جو میں نے
اپنی کتابوں میں لکھا کہ میں ایک محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ
مجھے اسی طرح شرف مکالمہ بخشا ہے جس طرح (غیر نبی) محدثین
کو بخشا ہے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ مجھے یہ مرتبہ اس کی طرف سے
ملا ہے پس اللہ تعالیٰ جو شرف مجھے بخشا جو انعام عطا کیا۔ میں
سے کیسے رو کروں گا؟ کیا میں رب العالمین کے فیض سے
منہ موڑ لوں۔ مجھے یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے
دائرہ اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں
(مترجم ن - د - من)

پرنٹرز پبلشر۔ ایڈیٹر

محبوب عالم خان نے شالیا پرپریس سے طبع
کروا کر دفتر ماہنامہ اشاعت الحق باران پتھر
بٹہ مالو سرنگ سے شائع کیا۔

بدل اشتراک

سالانہ — ۵۰ روپے

ششماہی — ۸۰ روپے

فی کاپی — ۱۰ روپے

مکتبہ اشاعت الحق

باران پتھر مالو سرنگ کشمیر ۱۹۰۰۹

تو وہ اپنی وجہ نظیر وقایم
متنذرہ زیر تقسیم و سیم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اردو ترجمہ در شہین
(فارسی)

قسط نمبر ۴

۲۸۔ اے خداوند خلق و عالمیاں

خلق و عالم ز قدرت حیران

خداوند = خدا، صائب، ملک، خلق = پیدا کی ہوئی چیزیں، لوگ = عالم = دنیا، خدا تعالیٰ کے بغیر جز عالم میں شامل ہے۔ کیونکہ ہر چیز غلیم (نشانی) ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود کیلئے۔ عالمیاں = عالمی کی جمع۔ عالمی = دنیا میں رہنے والا۔ یعنی آدمی۔ اسے ساری مخلوق اور سب لوگوں کے مالک سب لوگ اور ساری دنیا تیری قدرت دیکھ کر حیران ہیں

۲۹۔ چہ مہیب است شان و شوکت تو

چہ عجیب است کار و صفت تو

مہیب = بیم پر = ڈر ہے۔ زیر غلط ہے۔ اصل میں ہیبت کا اسم مفعول مہیوب تھا۔ یعنی وہ جس سے ہیبت ہوتی ہو۔ رعب والا۔ ڈرانے والا

اے خدا تیری شان و شوکت کس قدر مہیب ہے۔ اسے دیکھ کر کافی رعب پیدا ہوتا ہے۔ تیرے کام اور تیری کاریگری کتنی عجیب

۳۰۔ حمد را با تو نسبت از آغاز

سے دران کس شریکت نے انبار

مد = وہ تعریف جو کسی کی ان خوبیوں کے لئے کی جائے جن پر اسے اختیار ہو۔ مثلاً ایک فیاض آدمی کی تعریف فیاضی کے لئے حمد کہلاتی ہے۔ کیونکہ فیاض آدمی چاہے تو فیاضی نہ کرے گا۔ یا چاہے تو بخوشی دے گا۔ گلاب کو اپنی خوبصورتی پر یہ کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تعریف حمد نہیں ہے۔ نسبت = رکاؤ۔ تعلق۔ رشتہ (اے اللہ) حمد کو اپنے لئے ہی تیرے ساتھ گرا تعلق ہے۔ اور اس معاملہ میں تیرا نہ کوئی شریک

۳۱۔ قرآن حکیم کا پہلا ارشاد ہے۔ الحمد للہ (ساری حمد

وحیدی = وحید ہستی، تو وحید ہے۔ وحید تنہا، ایکلا
یگانہ، فرد۔ قسیم = انا۔ والہی جس کی ابتداء نہ ہو نہ انتہا
متنذرہ = پاک، بڑی تقسیم = کسی چیز میں شریک حصہ دار
سہیم = شریک، حصہ دار۔ (اے اللہ) تو فرد ہے تیرا جیسا
کوئی نہیں ہے تیری نہایت اہے نہ انتہا۔ الوہیت میں تیرا
کوئی شریک ساتھی نہیں ہے۔

۳۲۔ کس نظیرے تو نیست در دو جہاں

ہر دو عالم توئی خدائے یگان

یگان = غیر معین لوگ۔ خدائے = مالک (اے اللہ)
اس دنیا اور آنے والی زندگی میں تجھ جیسا کوئی نہیں ہے۔ اور
دونوں عالموں میں تو ہی ان سب لوگوں کا مالک ہے۔
جن کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔

۳۳۔ زور تو غالب است بر ہمہ چیز

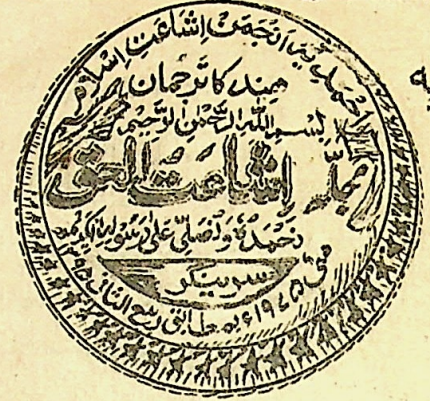
ہمہ چیزے بہ جنب تو نا چسب

جنب = پہلو۔ کنارہ۔ ناچیز = حقیر، بے قدر بے حقیقت
ذیل (اے اللہ) تیری طاقت سب چیزوں پر غالب
ہے۔ یعنی تجھے سب چیزوں پر قدرت حاصل ہے۔ اور
ہر چیز تیرے پہلو میں حقیر ہے۔ یعنی تیرے مقابل ان کی
کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔

بقیہ ادارہ تحفہ ۳ کالم نمبر ۲ کا

اساس و بنیاد ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی
ملاحت کی اور اس وقت کی جب کوئی بڑے سے بڑا عالم
دین بھی دشمنوں کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہ کر سکتا
تھا۔ انہوں نے سوتے ہوئے مسلمانوں کو جگایا، اٹھا
اور چلایا یہاں تک کہ وہ چل پڑے اور ایسا چل پڑے کہ
روئے زمین کا کوئی گوشہ و سیا نہیں جو ان کے نشانہ
قدم سے خالی ہو۔ اور جہاں وہ اسلام کی صحیح تعلیم پیش
کر رہے ہوں۔ [ماہنامہ بکار کھنوا کتب خانہ ص ۴۴، ۴۵]
باب الاستفسار

نوڑتا ہے



اداریہ

ماہ ربیع الثانی میں سلسلہ مجددین کے دو ممتاز افراد یعنی حضرت غوث الاعظم سیدنا و مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی وفات (۱۱ ربیع الثانی ۷۵۷ھ بمطابق ۱۳۵۷ء) اور مجدد العصر مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ (وفات ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۶ مئی ۱۹۵۷ء) کا روز وصال اسی مبارک مہینہ میں پڑتا ہے۔ اول الذکر مجدد کامل نے اس وقت پزیرہ شجر اسلام کو حیات نو بخشی۔ جب عباسی دور کے علماء و سوا اور برے حکمران اس شجر مبارک کے جڑوں پر تیشہ افراض و شہوات سے کاری خرمیں لگاتے تھے۔ اسی احیا و دین و تجدید اسلام کے اہم کام کے لئے آپ محی الدین کیلئے اور چار دانگ عالم میں مشہور ہوئے۔

حضرت مجدد العصر علیہ السلام کے متعلق مشہور نقاد اور عالم علامہ نیاز فتحپوری لکھتے ہیں۔

”میں نے جب آنکھ کھولی مسلمانوں کو باہم دست و گیر ہونا ہی دیکھا۔ سنی، شیعی، اہل قرآن، اہل حدیث، دیوبندی، غیر دیوبندی، و بابی، بدعتی اور خدا جانے کتنے لکڑے مسلمان کے ہو گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے کو کاڑھ کھاتا تھا اور کوئی ایک شخص ایسا نہ تھا جس کے مسلمان ہونے پر سب کو اتفاق ہو۔ ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر اختلاف و تضاد کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف آریائی و عیسوی ہوائیوں کا حملہ اسلامی ازمیخ اور اکابر اسلام پر۔ کہ اسی زمانہ میں جب مرزا غلام احمد صاحب آئے اور انہوں نے تمام اختلافات سے بلند ہو کر دنیا کے سامنے اسلام کا وہ صحیح مفہوم پیش کیا جسے لوگوں نے بھلا دیا تھا یا غلط سمجھا تھا۔ یہاں نہ بول کر ملی کا جھگڑا تھا، نہ رفع یدین و آمین بالجہر کا اختلاف، یہاں نہ عل بالقرآن کی بحث تھی نہ استناد بالحدیث کی۔ اور وہ ایک نظر یہ سامنے تھا اور وہ یہ کہ اسلام نام ہے صرف اسٹو و ہول اور اس عینی زندگی کا۔ اس ایثار و قربانی کا۔ اس محبت و

اس اخوت و بہداری کا اور اس حرکت و عمل کا جو دسویں صدی صلی اللہ کے کردار کی نمایاں خصوصیت اور اسلام کی گہرا

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ اور وصالہ اللہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دین حق بدرجہ اکمال پہنچ گیا۔ انسانیت کو کئی دوسرے نبی کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اسی لئے آپ سلسلہ انبیاء کے خاتم و خاتم (یعنی بلا استثناء آخری نبی) ہیں۔ لیکن مروجہ زمانہ کے ساتھ اصلاح امت کی حاجت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس امت کو ہر دم جوان رکھنے کے لئے اور زوال پذیری سے بچانے کے لئے ایسے داعیان حق کی ضرورت ہوتی ہے جو حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق اچھی طرح ادا کر سکتے ہوں۔ اس ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو حضور پر نورؐ پر ختم کر کے داعیان حق کا ایک اور سلسلہ شروع کیا ہے۔ ان کو حدیث نبوی کے مطابق محمدؐ دین کہتے ہیں۔ حدیث مجدد کی تشریح کرتے ہوئے مشہور مفسر قرآن و شارح حدیث امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی مشہور و معروف شرح مشکوٰۃ یعنی برقاۃ المفاتیح (جلد اول صفحہ ۲۴ نوٹشور) میں لکھتے ہیں۔

إِذَا قُلْنَا لَعَلَّكُمْ وَكُنْتُمْ أَجْهَلًا، وَالْبَدْعَةُ يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَجْعَلُ دِينَ الْأُمَّةِ أَيْ يَبْعَثُ السَّنَّةَ مِنَ الْبَدْعِ وَكَثِيرُ الْجِلْمِ وَيَعْرِضُ أَهْلَهُ وَيَقْضِي الْبَدْعَةَ وَيَكْمُلُ أَهْلَهَا یعنی جب علم کم ہو جاتا ہے۔ جیل اور بدعت کی کثرت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسے مرد کامل کو مبعوث فرماتا ہے جو اس امت کے دین (اسلام) کو نئی زندگی بخشتا ہے یعنی سنت کو بدعت سے الگ کرتا ہے علم کو زیادہ کرتا ہے۔ اہل علم کی عزت کرتا اور بدعت کو مٹاتا ہے۔ اور اہل بدعت کی شان و شوکت

الطریق الوسطی

سَبِّدْنَا الْبَعِيرَ زَاغَلَامَ أَحْمَدَ الْقَادِيَانِي مَرُون فِي
 هَذَا زَمَانٍ قَوْمِينَ قَوْمًا فَرَطُوا وَقَوْمًا أَنْزَلُوا مَعَ الْكَلْبَيْنِ
 وَتَلَا الْحَقَّ صَلَاطُ الصَّدَقِ وَالْمَيْنِ أَمَّا الَّذِي فَرَطُوا
 فَسَبَّحْنَا أَنْزَلُوا مَعُونًا بِالْمَعْجُونِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِالْحَقِّ
 أَنْزَلُوا بَنِي الْكَلَامِ الَّذِينَ مِنْ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَلَا
 يُؤْمِنُونَ بِالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْمِنُونَ
 بِالْآسَةِ وَيَحْتَوَانِ عِنْدَ هَمِّ قَاوِنِ الْقُدْرَةِ وَصِفَةِ
 الْفَطْرِ وَنَسُوا عِنْدَ هَمِّ مِنَ الْإِسْلَامِ الْأُسْمَةَ وَلَا وَهَمَ
 الْكَلَامِ هَبِيَّةً وَالطَّابِعِيَّةَ
 وَأَمَّا الَّذِينَ أَنْزَلُوا فَهُمْ قَوْمٌ آمَنُوا بِالْحَقِّ وَغَيْرِ الْحَقِّ
 وَصَاوَنُوا طُوبَى الْإِعْتِدَالِ حَتَّى انْقَضَتْ أَعْدُ وَالْأَبْنَاءُ
 عَلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ بِجِسْمِهِ الْعَصْبِيِّ مِنْ غَيْرِ سُلْطَانٍ
 بِتِ اللَّهِ ذِي الْعَدَلِ وَاتَّبَعُوا الظُّنُونَ وَلَيْسَ عِنْدَ هَمِّ
 عَالَمُهُمْ أَنَّ هَمًّا لَا فِي الضَّلَالِ

فَصَدَّقَ جَزَائِبَ خَرَجَ كَلَامُهُمَا مِنَ الْعَدَلِ وَالْحَزْمِ
 وَلَا حَتِيَا وَأَخَذَ أَحَدُ هُمَا طَرِيقَ التَّقْرِيطِ وَالْأَخَرُ
 طَرِيقَ الْفَرَاطِ ثُمَّ جَاءَ اللَّهُ بِمَا فَضَّلْنَا الطَّرِيقَ الْوَسْطَى
 الَّذِي هُوَ أَوْسَطُ مِنْ سَبِيلِ الْخَطَأِ فَحَتَّى أُمَّةٌ وَسْطَى
 أَخْرَجَتْ لِلنَّاسِ [كتاب مواهب الرحمن ص ۱۰۱-۱۰۲]

یہ امام ہمام نے میرے زاعلام احمد قادیانی کو لکھتے ہیں۔ لوگو! اس
 دور میں تمہیں دو قومیں نظر آئیں گی۔ ایک قوم وہ ہے جس نے
 تہ ابط کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور دوسری قوم وہ ہے جس نے
 حق میں جلی ہوئے۔ کہ باوجود سچ کے ساتھ جھوٹ ملایا اور حق کو
 بے بنیاد کیا۔ غریب کے رستے پر چلنے والی قوم وہ ہے جو معجزات پر ایمان
 نہیں رکھتی۔ جو رب سموت کی طرف سے نازل ہوئے والے کلام
 شیریں کی وحی پر ایمان نہیں رکھتی ہے اور جو دشرو نشر اور فحاشی
 کے ذریعہ اپنے ایمان نہیں رکھتی ہے جو فرشتوں کے ذریعہ

قابل نہیں۔ اس قوم نے اپنا ہی قانون اور آئین فطرت نہ
 ہے۔ یہ صرف نام کا اسلام رکھتے ہیں اور ہماری نظر میں یہ کہ
 اور محدود کی طرح ہے۔ افراد کا راستہ اختیار کرنے والی
 جو حق و باطل دونوں پر ایمان اور جادہ اعتدال اس
 تجاؤز کر چکی ہے کہ ابن برعم کو جسم عنصری (فانی بدن) کے
 دوسرے آسمان پر (اپنے زعم میں) جٹھا چکی ہے۔ حالانکہ
 خلاف فطرت اور بعد از عقل بات کے حق میں اللہ تعالیٰ
 طرف سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ ان کے پاس علم کا
 روشنی نہیں ہے یہ لوگ صرف اویام کی پیروی کرتے ہیں
 یقیناً غلط راہ پر گامزن ہیں۔

پس یہ دو گروہ ہیں اور دونوں تقریط اور افراط کی وجہ
 انصاف، دور اندیشی اور احتیاط سے دور جا پڑے ہیں۔ جو
 ایک نے تقریط کا اور دوسرے نے افراط کا راستہ اختیار
 تو اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو پیدا کیا اور ہمیں اعتدال
 میں بہترین راستے پر چلایا جو شیطان کے راستوں سے بالکل
 ہے پس ہماری جماعت ہی اُمَّةٌ وَسْطَى (بہترین جماعت) ہے
 لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ مترجم: د. د.

قَوْلُ النَّصَارَةِ

اللہ کے دین کی مدد کرو

از جماعت اپنا بقایا ماہوار چنہ ادا کر کے عند اللہ ماجور
 ہوں۔ خصوصاً جماعت سیرنگر جود رواہ۔ یاری پور متوجہ ہو
 ۲۔ زکوٰۃ کی ادائیگی نماز کی طرح ضروری ہے۔ لہذا
 جملہ احباب زکوٰۃ و صدقات اور عطیے اپنے مرکزی
 بیت المال میں بھیج دیں۔

قرآن کی اشاعت میں مدد کریں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند قرآن کریم کا ہندی
 ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ لہذا اس کی
 اشاعت کے لئے احباب اگر اللہ عطا کرے بھیکر مجاہدین کی
 صف میں شامل ہو جائیں

ملتمس
 ناگسار، تاثیر جرنل سیکری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَدَيْكَ الْقُدْرَةُ الْعَزِيزَةُ
الْحَكِيمُ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمِیْنَ رَسُوْلًا مِنْهُمْ
يَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُرِیْہِمْ وِیَعْلَمُہُمْ الْکِتٰبَ وَ
لِحُکْمِہٖ وَاِنْ کَانَ مِنْ قَبْلُ لَکِنِّ ضَالّٰلِ الْمُبِیْنِ وَ
الْاٰخِرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہُمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ
[پارہ ۲۸ ع ۷ سورہ جمعہ ۶۲ ع ۱ آیات ۱ تا ۳]

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو
کچھ زمین میں ہے جو بادشاہ، پاک غالب حکمت والا ہے۔ وہی
ہے جس نے امتوں کے اندر راہی میں سے ایک رسول بھیجا جو
ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتے ہے اور انہیں
کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور وہ پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے
تھے اور ان میں سے اوروں کو بھی جو ابھی ان کو نہیں ملے
اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تشریح :- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ زمین اور آسمان میں جو کچھ
ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اس مضمون کو قرآن حکیم میں
کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے مثلاً سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے
(ترجمہ) ساقوں آسمان اس کی تسبیح کرتے ہیں اور زمین۔ اور
جو کوئی ان کے اندر ہیں (وہ بھی) اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی
تقریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں
سمجھتے۔ وہ محل والا بخشنے والا ہے [پارہ ۲۵ ع ۲ سورہ شرا ابک]

الاستیعاب (تسبیح کرنا) کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا کہ
اس کی ذات و صفات میں کوئی نقص نہیں ہے زمین و آسمان
اور ان کے درمیان جو غیر ملاحظہ مخلوق ہے اس کی تسبیح زبان حال
سے ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ دنیا کی ہر مخلوق چاہے ذرہ جات ہو یا
غیر ذرہ جات عرض ساری چیزیں خالق حقیقی کے وجود کی گواہی
دیتی ہیں۔ اور اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ خالق حقیقی نقص
و عیب سے پاک ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔ گویا ہر صفت اپنے
صانع کے وہاں اور اس کے کام کی گواہ۔

مَصْنُوْعَاتُہٗ (اس کی مصنوعات) (بنائی ہوئی چیزیں) اس کی
رہبریت ہونے کے علاوہ چار صفاتی نام اَلْمَلِکُ (بادشاہ)
اَلْقُدُّوْسُ (پاک) اَلْعَزِیْزُ (غالب) اَلْحَكِیْمُ (حکمت والا)
بھی لائے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز جو ان پانچ اسماء کیلئے گواہ ہے جسکی
کا پر بظاہر کتنی معمولی شے ہے۔ لیکن اس کا بغور مطالعہ کیا جائے
تو اس کا ایک ایک علیہ (Cell) گواہی دیتا ہے کہ اس کا بنانے
والا کوئی نبی، کوئی ولی، کوئی سائنس دان، غرض اللہ تعالیٰ کے سوا
اور کوئی نہیں ہے۔ اور وہ نہ صرف اس کا خالق ہے بلکہ جو تعریف
کا پر راقی رکھنے والا مالک، یعنی بادشاہ ہے۔ اس کی نوا میں سے نقص
و عیب ہے اس کی پاکی ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی اس کا القدوس ہونا
ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ہر چیز اور ہر امر پر غالب ہے۔ اور اس کے ہر کام
سے اس کی ذاتی ظاہر ہوتی ہے۔

یہی جلال والا خاص، یہی بادشاہ حقیقی، یہی برعین و نقص
پاک مالک، یہی طاق و حکمت والا خدا ہے جس نے امتوں
میں ایک رسول کو مبعوث کیا۔ اور یہ رسول خود ان امتوں میں
سے ایک ہے۔ کسی کے ذہن نار میں اعتراض پیدا ہو جائے کہ
یونان، روم، ہندوستان، چین اور مصر کے باشندے اسی
نہیں تھے۔ ان کے ہاں علم، حکمت، فلسفہ تھا۔ انہی میں سے کون
نہ کسی شخص کو رسول بنایا۔ انہی میں سے کون نہ کسی عالم، فاضل
و دیوانہ کو لوگوں کا بادی بنایا؟ اس سوال کا جواب اس وقت
(جگہ کی قلت کی وجہ سے) صرف اتنا کافی ہے کہ کائنات کے ذرے
سے گواہی ملتی ہے کہ رب بادشاہ ہے۔ کسی کی خواہش و مرضی
کا پابن نہیں۔ پاک ہے۔ اس کے کسی کام میں کوئی خامی یا نقص
نہیں۔ اس لئے محمد و عیساٰ والے انسان کو اس کے انتخاب و صل
میں کوئی اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ ہر امر پر غالب ہے ایک
انسان کیلئے اسی کو صاحب علم بنانا محال ہو تو لیکن عزیز و حکم
خدا کے لئے کوئی محال سے محال امر بھی ناممکن نہیں۔

یہ رسول گزشتہ رسولوں کی طرح کسی قبیلے، کسی قوم یا کسی
خاص وقت کے لئے رسول نہیں ہے۔ بلکہ نبیوں کا خاتم و خاتم
انباۃ آدم کا سردار اور احمد و اسود کا راہنما ہے۔ آپ کی ذات
ستودہ صفات مندرجہ بالا اسماء الہیہ کی مظہر اتم ہے۔

اسی لئے آپ کی بعثت کو گزشتہ کتابوں میں "خدا کی آمد" کہا گیا تھا اس عظیم الشان اور رفیع المرتبت رسول نبیوں کے اس خاتم و خاتم کا کام تلاوت آیات اور ترکیہ نفوس کے علاوہ لوگوں کو کتنا وحکت سکھانا بھی ہے۔ ایسوں کے درمیان نازل ہو کر آپ ان کے بلا واسطہ معلم بن گئے۔ لیکن آپ صرف امیوں کے بادی نہیں ہیں آپ قیامت تک آنے والے ہر آدم زاد کیلئے نبی اور رسول ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے امیوں کے ذکر کے بعد فرمایا **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اور ان میں سے اوروں کو بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں یعنی صحابہ کرام کے بعد انبیا الی عربی و غیرہ سب نسائیں مراد ہیں۔ امام بخاری نے اس کی تفسیر میں ابوہریرہؓ کی ایک روایت لائی ہے۔ **قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ فَابْتُلِيَ عَلَيْنَا سُورَةُ الْجُمُعَةِ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ تَلَّكَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِيْنَا سَلَمَانَ الْفَارِسِيَّ وَضَعَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلَمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانِ الْإِيمَانُ عِنْدَ الْقُرَيَّانَا لَهَذَا رَجُلٌ أَوْ رَجُلٌ مِّنْ هَؤُلَاءِ** [بخاری جلد ۲ پارہ ۲ کتاب التفسیر سورہ جملہ ۱۱۸] ابوہریرہؓ نے کہا ہم نبی صلعم کے پاس بیٹھے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ نازل ہوئی جس میں **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ** ہے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ یہ کون لوگ ہیں آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میں نے تین دفعہ پوچھا سلمان فارسی بھی ہمارے درمیان تھے تو آپ نے سلمان پر دست مبارک رکھا اور فرمایا "اگر ایمان شریار پر ہوتا تو ان فارسیوں میں سے بہت آدمی یا ایک آدمی اسے پالیتے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت بذات الشریف کرنے والے نہیں لَمَّا يَلْحَقُوا وَآخِرِينَ کے ایک یا کئی بزرگوں کے زریعہ ان کی ہدایت فرمائیں گے۔ یہ بزرگ نبی تو نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ حضور پر نورؐ خاتم الانبیاء ہیں لیکن حضور کے کمالات کے ایسے وارث ہوں گے کہ ان کا وجود حضور کا ہی وجود ہوگا جیسے حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا ہے۔ **هَذَا اَوْ حُجْوَةُ جَدِّي لَا حُجْوَةَ عِنْدَ الْقَادِرِ**

میرا یہ وجود میرے جد بزرگ کا وجود ہے۔ یہ عبدالقادر کا وجود نہیں ہے۔ [گلدستہ کمالات از مفتی غلام سرور لاہوری ص ۱ مطبوعہ افتخار دہلوی]

اس کا مطلب نہ تناسخ ہے نہ عینیت۔ وجودی۔ یعنی اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضور پر نورؐ کی روح پر فتوح حضرت غوث کے دو جسم دراصل ایک ہی جسم ہیں یہاں صرف یہ مراد ہے کہ حضرت کی روح مبارک سے فیض پاکر حضرت غوثؒ آپ کے کمالات و صفات کے مظہر بن گئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر حضور پر نورؐ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس کو بروز [Reappearance] کہتے ہیں برصغیر کے مشہور ولی کامل اور نواب بہاول پور کے مرشد یعنی حضرت خواجہ شیخ غلام فرید صاحب علیہ الرحمہ چاچراں شریف پٹانہ فرماتے ہیں: **وَالْبُرُوقُ مِمَّا أَنْ يُفِيضَ رُوحُ مَنْ أَرْوَاهُ الْكَمَلُ عَلَى كَامِلٍ كَمَا يُفِيضُ عَلَيْهِ التَّجَلِّيَاتُ وَهُوَ لَصِيرٌ مَّظْهُورٌ وَيَقُولُ أَنَا هُوَ** [ارشادات فریدی حصہ دوم صفحہ ۱۱]

بروز کی حقیقت یہ ہے کہ کاملین کی ارواح میں سے کوئی ریح کسی کامل انسان کو اپنے فیض سے مشرف کرے۔ جیسے اسی پر تجلیات سے فیض پہنچتا ہے اور اس طرح وہ کامل انسان فیض پہنچانے والے کامل کا مظہر بن جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے "میں وہ ہوں"

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اب قیامت تک کے لئے نبی رسول اور ہادی ہیں۔ اپنی ظاہری وفات کے بعد لوگوں کی ہدایت اپنے ایسے امتیوں کے زریعہ فرمائیں گے جو آپ کے ظل یا بروز ہونگے ظل و آئینہ کا۔ یہ قیام قیامت تک جاری رہے گا اسی لئے اب نہ سیح ناصر کے آنے کی ضرورت نہ کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کی امام سراج ابن ابی شیبہؒ [وفات ۱۶۵ھ] نے اپنی مشہور

"تالیف خریدہ میں لکھا ہے۔ **كَانَتْ فَوْقَهُ مِثْلُ نُورٍ عِيسَى خُذَّ رَجُلٌ يُشَبِّهُ عِيسَى فِي الْفَضْلِ وَالشَّرَفِ كَمَا يَقَالُ لِلرَّجُلِ الْخَيْرُ مَلَكٌ وَلَا شَيْطَانٌ تَشْبِيهُمَا بِحَمَا وَلَا يَسَادُ الْأَعْيَانُ** [خزیدۃ العجائب و فریدۃ الاطباء ص ۲۱۴ مطبوعہ التقوم العلمی مصو]

تَسْمِيَةُ الْحَبِيَّةِ

قسط ۲ — سبق ۳ —

خَبْرٌ رَوَى رَغِيفٌ چپاتی صَوَاتِ الماری
أَنْتَ تَوْبَ أَنَا میں ہوں رَجُلٌ آدمی
دَفْتَرٌ نوٹ بک۔ دفتر مَعْلَمٌ سکھانے والا
تَلْمِيزٌ شاگرد

ماؤل جملے (عربی سے اردو)

۱۔ اِسْخَرْتُ رَوَى یہ ایک روٹی ہے ۲۔ ذَالِكَ رَغِيفٌ وہ ایک چپاتی ہے ۳۔ اِسْخَرْتُ صَوَاتِ کیا یہ ایک الماری ہے ۴۔ اِسْخَرْتُ صَدُوقٌ نہیں یہ ایک صندوق ہے ۵۔ اَذَالِكَ قُرْسٌ کیا وہ ایک گھوڑا ہے ۶۔ لَا ذَالِكَ جَمَارٌ نہیں وہ ایک گدھا ہے ۷۔ اَنْتَ مَعْلَمٌ کیا تو ایک استاد ہے ۸۔ لَا اَنَا تَلْمِيزٌ نہیں میں ایک شاگرد ہوں ۹۔ اَنْتَ رَجُلٌ تو ایک آدمی ہے ۱۰۔ ذَالِكَ دَفْتَرٌ وہ ایک نوٹ بک ہے

ب، (اردو سے عربی)

۱۱۔ وہ ایک روٹی ہے۔ ذَالِكَ خَبْرٌ ۱۲۔ یہ ایک چپاتی ہے۔ اِسْخَرْتُ کیا وہاں ایک صندوق ہے۔ اِهْنَاكَ صَدُوقٌ ۱۴۔ نہیں وہاں ایک الماری ہے۔ لَا اِهْنَاكَ صَوَاتِ ۱۵۔ کیا آپ ایک شاگرد ہیں؟ اَنْتَ تَلْمِيزٌ ۱۶۔ ہاں میں ایک استاد ہوں۔ نَحْمُ اَنَا مَعْلَمٌ ۱۷۔ کیا یہاں کوئی گدھا ہے۔ اِهْنَاكَ جَمَارٌ ۱۸۔ کیا آپ ایک آدمی ہیں؟ اَنْتَ رَجُلٌ

قَوَاعِدُ

۱۔ اِسْتَنْتَ صَدُوقٌ۔ اَسَدٌ جَمَلٌ وغیرہ سب نام ہیں۔ نام کو گرامر میں اِسْمٌ کہتے ہیں

۲۔ اِسْمُ کے آخری حرف کو دیکھو اگر اس پر رد حرکتیں ہوں تو اس کو تَوْنِ کہتے ہیں مثلاً خَبْرٌ کے آخری حرف "ز" پر دو پیش (۲) اور وہ ہیں
۳۔ اَنَا کو اَنْ پڑھتے ہیں۔

مشق نمبر ۳

ا، اردو میں ترجمہ کرو

هَذَا اَسَدٌ ۲، اَذَالِكَ صَوَاتِ ۳، اِهْذَا صَدُوقٌ ۴، لَا هَذَا اَهْنَاكَ ۵، اَنْتَ مَعْلَمٌ ۶، اَنَا تَلْمِيزٌ ۸، لَا اَنَا رَجُلٌ ۹، اِهْنَاكَ جَمَلٌ ۱۰، اِهْنَاكَ قُرْسٌ ۱۱، اَذَالِكَ رَجُلٌ ۱۲، اَذَالِكَ دَفْتَرٌ ۱۳، ذَالِكَ خَبْرٌ ۱۴، اِهْنَاكَ رَغِيفٌ ۱۵، اِهْذَا جَمَلٌ ۱۶، نَحْمُ هَذَا اَجَمَلٌ ۱۷، لَا اِهْنَاكَ اَنْتَ ۱۸، اَذَالِكَ اَسَدٌ ۱۹، لَا ذَالِكَ قُرْسٌ

ب، عربی میں ترجمہ کرو

۱۔ کیا یہ کہتا ہے؟ ۲۔ کیا وہ ایک میل ہے؟ ۳۔ یہ ایک الماری ہے؟ ۴۔ کیا یہ صندوق ہے؟ ۵۔ کیا وہاں کوئی شیر ہے؟ ۶۔ ہاں وہاں ایک شیر ہے ۷۔ کیا یہ ایک بیل ہے؟ ۸۔ کیا یہاں کوئی آدمی ہے؟ ۹۔ کیا تم شاگرد ہو؟ ۱۰۔ نہیں میں ایک استاد ہوں ۱۱۔ کیا آپ ایک شیر میں؟ ۱۲۔ نہیں میں ایک آدمی ہوں ۱۳۔ کیا یہاں کوئی بیل ہے؟ ۱۴۔ کیا وہاں کوئی گدھا ہے؟ ۱۵۔ کیا یہ ایک چپاتی ہے؟ ۱۶۔ ہاں یہ ایک چپاتی ہے۔ ۱۷۔ نہیں یہ ایک رجسٹر ہے ۱۸۔ ہاں یہ ایک کتاب ہے۔ ۱۹۔ کیا یہ ایک اونٹ ہے؟ ۲۰۔ نہیں یہ گدھا ہے ۲۱۔ کیا یہاں کوئی استاد ہے؟ ۲۲۔ نہیں یہاں ایک شاگرد ہے۔ ۲۳۔ کیا یہاں کوئی سب ہے؟ ۲۴۔ کیا یہ ایک الماری ہے؟ ۲۵۔ نہیں یہ ایک صندوق ہے ۲۶۔ ہاں یہ ایک الماری ہے ۲۷۔ نہیں وہ ایک شاگرد ہے ۲۸۔ ہاں یہ ایک گدھا ہے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اشاعتی سلسلہ

محبِ دِو اعظم

حضرت میرزا غلام احمد الفاروقی عَلَيْهِ السَّلَامُ

(مختصر سوانح)

انراقلم

ڈاکٹر خورشید عالم ترین

مستبہ "اشاعت الحق" سینگھی

ترجمان: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند

مجدد اعظم حضرت میرزا غلام احمد رضا قادری

از :- ڈاکٹر خورشید عالم ترین

میں یہ کیا جو کوئی غلطی و صداقت کیا تھا ان کے حالات و کردار کا مطالعہ کرے گا۔ اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادری جیسی معنی میں عاشق رسول تھے۔ اور اسلام کا پُر اخلصانہ و پُرانیہ دل میں رکھنے تھے۔ (علامہ نیاز فتح پوری)

نسب اور خاندان

حضرت میرزا غلام احمد صاحب کاتبی تعلق قوم برلاس سے تھا۔ ترکہ پوری سے تھے چلتے ہیں کہ قوم برلاس کا رئیس امیر تیمور کا باپ تھا۔ نیز یہ کہ برلاس کا قبیلہ گشتی اور مرقند میں آباد تھا۔ ظفر نعمت نامہ مولانا شرف الدین نیروی، الساب، الترك، الساب، مغل روفتہ القبط، حبیب السیر، اکرامہ و غیرہ وغیرہ تواریخ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ تیمور کا تاجر نسب حضرت نور محمد کے فرزند حضرت یافت سے جا ملتا ہے (دیکھو مولانا ذکا اللہ خان کی تاریخ ہندوستان جلد ۲ ص ۲ مطبوعہ ۱۹۱۶ء)۔ اب ذرا اہل فارس کی وجہ تسمیہ بھی ملاحظہ فرمائیں مشہور و معروف فارسی لغت "غیاث اللغات" کے ص ۱۴۵ پر لکھا ہے :-

"شیخ ابن جریر تاریخ بخاری لکھتے ہیں کہ فارسی منسوب لغت میں بن فارس ابن یافت بن نوح علیہ السلام۔"

(ترجمہ) "مجموع بخاری کے تاریخ حضرت علامہ شیخ ابن جریر صفحہ ۱۱۱ پر ہے کہ فارس حضرت نوح کے پوتے اور حضرت یافت کے بیٹے فارسی کے طرف منسوب ہے۔" (توفیق کیلئے دیکھو تاریخ احمدیت جلد اول۔ ان جناب دودیت محمد شاہد مطبوعہ لدوہ پاکستان)۔

انہی قبائل میں شہدک کہ پیش نظر مشہور احمدیت لیڈر مولانا محمد حسین صاحب ٹالپوری نے بھی غزاف کی ہے کہ حضرت میرزا صاحب فارسی الاصل ہیں حضرت میرزا صاحب کے آباؤ اجداد آج کے زمانہ میں مرقند سے ہجرت کر کے آئے ہیں ہندوستان آئے اور پنجاب کے ضلع کوٹا سچو میں سکونت اختیار کی۔ موجودہ قادیان کا قصبہ انہی کا آباد کردہ ہے مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی رقمطراز ہیں :-

لے دیکھو تو کہ پوری سے دیوبند برائے تھے ۳۳۔ ان مولانا محمد حسین ٹالپوری ص ۱۰۹ احمدیت ص ۹۰ حضرت مولانا محمد علی

"میرزا صاحب کے پردادا میرزا گل محمد صاحب جاہلاد و اہلک تھے اور پنجاب میں ان کی اچھی خاصی ریاست تھی..... ان کے انتقال کے بعد اس ریاست کو زوال آیا اور کچھ ریاست کے دیہاتوں پر قابض ہو گئے۔ یہاں تک کہ میرزا صاحب کے دادا میرزا غلام احمد صاحب کے پاس صرف قادیان رہ گیا۔ آخر میں سکھوں نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور میرزا صاحب کے خاندان کو قادیان سے نکال دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخر زمانہ میں میرزا صاحب کے والد میرزا غلام مرتضیٰ قادیان واپس آئے اور میرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے علاقہ میں پانچ گاؤں بشپور اپنی ریاست کے اکثر و بیشتر دیہات کھوینے کے باوجود حضرت میرزا صاحب کے والد بزرگوار کا شمار پنجاب کے بڑے بڑے رؤسا میں ہوتا تھا۔ اسی ضمن میں مولانا ظفر علی خان کے والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب کی یاد رکھا کہ بھی قابل دید ہے :-

"میرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور..... کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب..... اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے۔ رئیس احمد تھے اور صاحب رسوخ بھی تھے۔"

میاں پانچ بیدائش حضرت میرزا صاحب کے سبب ولادت کے متعلق کوئی تحریری یا ادبیت موجود نہیں۔ لہذا اس میں اختلاف ہونا قدرتی امر تھا۔ خود حضرت میرزا صاحب فرماتے ہیں :-

"ہم اپنی عمر کے متعلق کچھ ٹھیکہ نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ اس وقت بچوں کی عمروں کے نکلنے کا کوئی طریقہ نہ تھا۔ اور ہمارے پاس کوئی ایسی یا ادبیت نہیں ہے۔"

لے قادیانیت میں ۲۱ طبع ۱۹۶۶ء سے قادیان ندیب۔ ص ۱۱۰ و فیصلہ اس برقی طبع جہاں۔ لے اخبار زمیندار لاہور جون ۱۹۰۷ء لے اخبار بدھ ۱۱ جون ۱۹۰۷ء

البتہ حضرت میرزا صاحب نے "تحفہ گولڑاویہ" میں لکھا ہے کہ آپ کی سپیدائش جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی۔ مہینہ کیلے میں حضور فرمایا کرتے تھے کہ میری سپیدائش پچاگن کے مہینہ میں ہوئی تھی۔ پچھلی صد سالہ جنہری تقویم قمری از جناب معراج الدین عمر کی نو سے پچاگن کے مہینہ میں چاند کی چودھویں اور جمعہ کا دن ۱۳ فروری ۱۹۳۵ء کو پڑھتا ہے۔ اس دن ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ اور یکم پچاگن ۱۸۹۱ء بکری تھا اگرچہ ۱۳ فروری ۱۸۳۳ء کو بھی جمعہ کا دن ۱۴ رمضان ۱۲۴۴ء اور یکم پچاگن ۱۸۸۸ء بکری پڑے لیکن ۱۹۳۵ء کا سن ہی آپ کی دیگر کتب سے تطبیق کرتا ہے۔ کیونکہ "نعمیہ براہین احمدیہ حصہ پنجم مطبعہ (۱۹۰۵ء) میں آپ نے اپنی عمر برس لکھی ہے۔ اس لحاظ سے سن ولادت ۱۸۳۵ء قرار پاتا ہے۔ حقیقت کے الٰہی (۱۹۰۷ء ص ۱۹۹) پر آپ نے لکھا ہے کہ ۱۲۹۰ھ میں آپ کو ترف مکالمہ و فی طبع الہیہ (یعنی الہام) حاصل ہوا۔ اسباب میں تو سب کا قطعی اتفاق ہے کہ ترف مکالمہ حضور کو چالیس برس کی عمر میں حاصل ہوا۔ اس طور سے بھی سن ولادت ۱۲۵۰ھ یعنی ۱۸۳۵ء ہی بنتا ہے۔ اور یہی متعدد قرائن سے اس سن کے درست ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ طوالت کے خوف سے تفصیل درج نہیں کی جاتی۔ البتہ ہم یہ کہہ سکتے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے یہ کہہ کر احمدیوں نے حضرت میرزا صاحب کی تاریخ سپیدائش میں ترمیم مرزا صاحب کی کسی پیشگوئی کے پیش نظر کی ہے، حقائق سے منہ پھریا۔

تعلیم و تربیت | جناب سید ابوالحسن ندوی اس ضمن میں رقمطراز ہیں۔
 "مرزا صاحب نے اگر گھر ہی پر منتوسط تک تعلیم پائی۔ انہوں نے مولانا فضل الٰہی، مولوی فاضل احمد اور مولوی گل علی شاہ صاحب سے نحو اور منطق و حکمت کی کتابیں پڑھیں۔ طب کی کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں جو حاذق طبیب تھے۔ میرزا صاحب کو اپنی طالب علمی کے زمانہ میں کتابوں کے مطالعہ کا بڑا انہماک تھا۔۔۔۔۔ یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا اور میرزا صاحب کو اپنے والد کے ارادے آباؤی زمین داری کے حصول کے لئے جدوجہد اور عدالت کا روائیوں میں معروف ہونا پڑا۔ وہ لکھتے ہیں: "مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت حوزہ میرزا صاحبوں میں ضائع ہوا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمین داری امر کی نگرانی میں لگ گیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔"

شہ قادیانیت۔ ص ۲۳، ۲۴

خلوت پسندی اور یاد الہی | حضرت میرزا صاحب فطرتاً خلوت پسند ہو اور حسب سے سخت متفرق تھے۔ آپ کے گھر کی بغل میں ہی مسجد واقع تھی جس وہیں دن رات عبادت، وظائف اور تلاوت کلام پاک میں مشغول رہتے۔ مسجد میں یہ آپ کو کھانا بھیج دیا جاتا جو آپ اکثر و بیشتر اسے کا سارا یتیم اور مسکین بچوں میں تقسیم کر دیا کرتے۔ خیال ہے اپنی سوانح "البتہ" میں آپ لکھتے ہیں۔

"میرزا صاحب نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پاک کیا کہ وقت ضرورت ان کا تکیہ پر زیادہ سوز یادہ مگر سکتا ہوں۔"

علامہ اقبال کے استاد شمس الدین مولانا میر حسن صاحب نے حضرت میرزا صاحب کو کئی بار تلاوت کرتے دیکھا تھا۔ چنانچہ اپنی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ حضرت میرزا صاحب قرآن پاک کی تلاوت فطرتاً وقت۔

"زار زار دیکھتے تھے اور ایسے شہوے و خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

جناب سید ابوالحسن علی ندوی جیسے مخالف کو بھی یہ اعتراف ہے کہ:-

"مرزا صاحب نے اپنی جوانی میں مجاہدات اور چلکشی بھی کی اور مسلسل روزے بھی رکھے۔ انہوں نے ایک طویل چلکشی جس پر بارہ ماہ تک روزے رکھے، انہوں نے ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور میں ایک چلکشی کی۔"

آپ کی دینی امور سے یہ بے رغبتی دیکھ کر آپ کے والد بھی کچھ پریشان ہوئے۔ یہاں کے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گئے؟ اور کبھی بھی موجودہ پر فتن دور کی بے ایمانی و فریب کاری، مکاری اور دھوکا بازی کے پیش نظر نہایت رنج سے کہا کرتے کہ "میرزا صاحب لڑکے کا گذارہ کیے ہوگا؟" حضرت مرزا صاحب خود بھی لکھتے ہیں:-

"مجھ اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر ہی امید تھی کہ اس بچہ کو ماہوار میں آجینکے" میں بڑے افسوس کیا تو لکھن پڑا ہے کہ اس سید سے اسے جو کو نقصان کے جانب علی ماباں صاحب ندوی نے قائمین کو جان بوجھ کر یہ مخاطب کرنے کے لئے لکھ دیا کہ "دیکھو مرزا صاحب نے اپنی زندگی کا آغاز کس طرح مرت و عزت میں کیا۔ دراصل مرزا صاحب نے اپنی تحریک (معاذ اللہ) دنیا کیلئے کی ہے نہ چلائی تھی کہ ان اللہ وانا الیہ راجعون! حالانکہ لکے لکے محققوں کا اس باب میں بہت قلعی اٹل فیصلہ رہا ہے مثال کے طور پر علامہ نیاز فتح پوری کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو:-

تہ کوثر قدس جلد اول ص ۱۴۶ از کتابت دارالافتاء دارالحدیث۔ شہ قادیانیت ص ۲۱

لکھنؤ دارالافتاء جلد اول۔ شہ قادیانیت ص ۲

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں:-

”حضرت مرزا صاحب..... کچھ ہی سے جب تشریف لاتے تھے تو قہر آن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بیٹھ کر اگڑے ہو کر، ہنسنے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رو دیا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اسکی نظیر نہیں ملتی تھی۔“ ۱۷

غرضیکہ ملازمت سے آچو کوئی دلچسپی پیدا نہ ہوئی۔ ادھر آپ کے والد صاحب اور بالخصوص والدہ صاحبہ کو بیٹے کی حسدائی نے ستیا دین اتنا آچکی والدہ بہت سخت بیمار ہو گئیں۔ اور امید زلیت باقی نہ رہی۔ آپ کے والد نے کچھ کر ملازمت ترک کر کے چلے آؤ۔ آپ نے تعمیل ارشاد میں فوراً استعفا دیدیا اور قادیان واپس تشریف لائے مگر افسوس کہ آپ کے قادیان پہنچنے سے قبل ہی آپکی والدہ محترمہ دروغ مفارقت نے چلی تھیں۔ ۱۸

قادیان میں مشاغل جس تنہائی، ہیئت، طمانیت اور خلوت کی حضرت مرزا صاحب کو کیا لکھتے ہیں تلاش تھی۔ مشیت ایزدی نے فقیر فرام کر دیکھ چناں چہ آپ کا ”اکثر حصہ وقت قرآن شریف کے تدبیر تغیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہونے لگا۔“

محبت الہی اور خدمت دین کے جوش سے مجبور ہو کر آپ نے اپنے والد صاحب کو ایک مہینے میں یہ سمجھ دیا۔ کہ فیہ اجازت مرحمت فرمائی جائے کہ میں تمام دنیاوی بھگدوں سے الگ کر دیا جاؤں۔ حضرت صاحب کا یہ تاریخی مکتوب مجدد اعظم جلد اول ص ۵۹ پر چھپا موجود ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ سے آپ کے دل کی کیفیت ترشح ہوتی ہے۔ چناں چہ اسی عرض کے پیش نظر آپ کے والد صاحب نے اجازت سے دی کہ آپ تمام دنیاوی اشغال سے الگ ہو کر یاد الہی کرتے رہیں ان ہی آیات کی بابت مشہور اردو اخبار ”دکیل“ کے نامور مدیر علامہ عبداللہ العادوی تحریر فرماتے ہیں:-

”۱۸۷۷ء کے قریب جبکہ ان کی حضرت مرزا صاحب کی (ناقل) عمر ۳۶، ۳۷ سال کی تھی۔ ہم ان کو غیر معمولی مذہبی جوش میں سرشار پاتے ہیں۔ وہ ایک بچے اور پاک زمین کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کا دل دنیوی کشتوں سے غیر متاثر ہے۔ وہ خلوت میں انجمن کا اور انجمن میں جلد اول ص ۱۹ بحوالہ پیغام صلح لاہور ۶ مئی ۱۹۵۹ء ۱۹ جلد اول ص ۲۴

”اگر آپ کا یہ الزام صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ میرزا صاحب کا دعوے مہدویت سرانمک و فریب تھا تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ یہ بہت بڑا مکرو فریب تھا اور جو شخص اپنے مشن کی بنیاد ہی ایسے کذب و دروغ پر قائم کر لیا وہ یقیناً بڑے پت اخلاق کا مالک ہوگا۔ اور اس کی زندگی کا مقصود اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ وہ لوگوں کو دھوکا دیکر دنیا کمانے اور عیش و تنعم کی زندگی بسر کر سکے۔ حالانکہ مرزا صاحب کی زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جس سے تاویل بعید کے ذریعے بھی یہ ثابت ہو سکے کہ وہ خود غرض، مطلب پرست اور طامع انسان تھے۔“ ۱۹

ملازمت | علامہ اقبال کے استاد مولانا میر حسن صاحب اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر بڑی شجاعت سے لکھتے ہیں:-

”مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے..... (کیوں کہ وہ دنیوی اشغال کے لئے بنے نہیں گئے تھے۔ یہ ہے غرر کے ماہر ککے ساختہ۔“ ۲۰

باوجود کہ امت کے محض اپنے والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل کے پیش نظر حضرت مرزا صاحب کیا لکھتے ہیں ماہر ککے شکر کی کچھری میں ملازم ہو گئے تھے وہ اس لئے کہ ملازمت میں ان دنوں ترقی کرنے کے بہت سے مواقع حاصل تھے، دوم حضرت صاحب کے والد کا خیال تھا کہ شہر کی چھل پہل اور گہا گہی ضرور دیکھنے کو دنیاوی امور کی طرف بھیج لے گی۔ لیکن یہ اندازہ نہ صحیح تھا اور نہ صحیح نکلا۔ ان ہی آیات کے متعلق مولانا ظفر علی خان کے والد ماجد مفتی سراج الدین صاحب اپنی چشم دید شہادت یوں رقم فرماتے ہیں:-

”اس وقت آپ کی (یعنی حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی) ناقل، عمر ۲۲-۲۳ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صلاح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔“ ۲۱

یہ بات مولانا میر حسن صاحب یوں بیان فرماتے ہیں:-

”حضرت مرزا صاحب ۱۸۷۷ء میں قریب ملازمت تھیں کیا لکھتے ہیں میر تشریف لئے اور قیام فرمایا۔ چون کہ آپ عزت پسند اور یار اس اور فضول اور لغو سے بچتے اور محترم تھے۔ اس واسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر نصیب اوقات کا باعث ہوتی ہے آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔“ ۲۲

۱۹ جلد اول ص ۱۹ بحوالہ پیغام صلح لاہور ۶ مئی ۱۹۵۹ء ۱۹ جلد اول ص ۲۴

جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا..... بدعات کا گھر گھر میں چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔^{۱۲}
یہ تو اندرونی حالت تھی، ذرا بیرونی حالت کا نقشہ بھی ملاحظہ ہو۔ علامہ نیاز فتحپوری لکھتے ہیں:-

"وہ بڑا نازک وقت تھا۔ اور ہندوستان کا طبقہ رملار بالکل سوراہا تھا۔ مخالفین اسلام سامنے آنے کی جرأت و اہلیت نہ رکھتا تھا۔ حکم کھلا بازار اسلام و صاحب اسلام کی توہین کی جاتی تھی۔ اور کس مسلم خانوادہ کو اس کا اس س تک نہ تھا۔ مسلمانوں کے دلوں سے دینی غیرت، اسلامی حمیت بالکل مٹ چکی تھی۔"^{۱۳}

بقول چوہدری افضل حق صاحب مرحوم مدظلہ العالی اس وقت "اسلام جہ جہان تھا جس میں تبلیغ جس معذور ہو چکی تھی۔" یا بقول ڈاکٹر خلیفہ عبدالرحیم صاحب سابق وائس چانسلر فقہیت اسلامیہ پاکستان مسلمان بحیثیت مجموعی "اپنی موت پر دستخط نہ کئے۔"^{۱۴}
دو تاریخی کشف حضرت اقدس بیان فرماتے ہیں:-

اس اشرف نے ۱۸۶۲ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اس زمانہ کے قریب جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصے میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی جو اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاک رنے غرض کی کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے..... آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لی اور جب وہ حضرت مقدس نبویؐ کے ہاتھ میں آئی تو آنحضرت کا ہاتھ مبارک گتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو اوروں سے مشابہ تھا۔ مگر بعد تر بوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنحضرت کا ہاتھ مبارک مرقق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ جو دروانے سے باہر آیا تھا آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آگرا ہوتا ہے..... ایک قاش آنحضرت نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ کرتا

۱۲ ماہنامہ نگار کعبہ نمبر ۱۹۶۱ء ج ۱۲ بحوالہ مؤلفہ اعظم۔ جلد ۲ ص ۱۲۳ ۱۲۴ء رسالہ انقلاب پاکستان، ۲۱ مارچ ۱۹۵۸ء

خلوت کا کلف اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ہم اسے بے چین پاتے ہیں۔ اور اب معلوم ہوتا ہے کہ کس کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے جس کا پتہ خالی دنیا میں نہیں ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کا کب تھا اس پر چھایا ہوا ہے۔^{۱۵}

دیدار رسول منازل سلوک کو طے کرتے ہوئے اولیاء کرام کی طرح حضرت میرزا صاحب بھی کسی گذشتہ بزرگوں، ولیوں اور نمبروں سے ملاقاتی ہوئے اور فیض حاصل کیا۔ آپ نے متعدد بار دیدار رسول کا شرف بھی پایا۔ اوّل جوانی میں آقاؐ نے نامدار کی زیارت خواب تک ہی محدود رہی۔ لیکن وقت گزرنے کی تھ تھ غلام داغدار کا عشق و مدد و قیود کی تمام پابندیوں سے بے نیاز ہو گیا۔ چنانچہ آقاؐ اور غلام نے دیدہ سر سے ملاقاتیں کیں۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں:۔

وَسَأَلْتُ فِي رُحَابِ غَمُوزِي وَكَلَّمْتُ سِرِّي نَازِجَانِ فِي حَضْرَةِ كَاخِرِهِ
تَمَّ النَّصِيحَةُ بِمَقْطَعِي كَاخِرِي مَبَارَكُ دِيكُمَا بَعْدَهُ وَقَدْ رَفَعْتُ يَدِي
وَاللَّهُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ جَمَاعَةً حَضْرَةِ بَدَارِي فِي مَجْمَعَةٍ خَدَاكَ نَمَّ
بِعِيُونِ جَسَدِي قَائِدًا بِمَكَانِي مِثْلِي فِي مَجْمَعَةٍ دِيكُمَا بَعْدَهُ
جَمَانِ أَكْمَعُونَ سِرِّي قَائِمًا كَاهِ مِثْلِي فِي مَجْمَعَةٍ دِيكُمَا بَعْدَهُ

ترتیب بطریق اولیہ حضرت اویس قرنیؓ کی طرح حضرت مرزا صاحب نے بھی کس ظاہری مرشد سے اخذ فیض نہیں کیا۔ بس ربوبیت غیبی نے ہی ہر وقت آپ

کی تربیت و دستگیری فرمائی۔ چنانچہ مشہور المحدث لیڈر مولانا محمد حسین جالوی چیم دید گواہی کی حیثیت سے لکھتے ہیں:-

"(بے شک حضرت مرزا صاحب) بلا تربیت و صحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پا کر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے۔"^{۱۶}

زمانہ کی لیکار اب ذرا مسلمانوں کی حالت زار بھی ملاحظہ فرمائیں۔ علی میاں صاحب ندوی اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوئے محمدویت سے پہلے:-

"عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اس کے چہرہ کا سب سے بڑا دلخ وہ شرک جہل تھا۔^{۱۷} لہذا دیکھ کر مرزا صاحب نے ۱۱۹۰ھ، ۱۲۰۰ھ، ۱۲۱۰ھ، ۱۲۲۰ھ، ۱۲۳۰ھ، ۱۲۴۰ھ، ۱۲۵۰ھ، ۱۲۶۰ھ، ۱۲۷۰ھ، ۱۲۸۰ھ، ۱۲۹۰ھ، ۱۳۰۰ھ، ۱۳۱۰ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۳۰ھ، ۱۳۴۰ھ، ۱۳۵۰ھ، ۱۳۶۰ھ، ۱۳۷۰ھ، ۱۳۸۰ھ، ۱۳۹۰ھ، ۱۴۰۰ھ، ۱۴۱۰ھ، ۱۴۲۰ھ، ۱۴۳۰ھ، ۱۴۴۰ھ، ۱۴۵۰ھ، ۱۴۶۰ھ، ۱۴۷۰ھ، ۱۴۸۰ھ، ۱۴۹۰ھ، ۱۵۰۰ھ، ۱۵۱۰ھ، ۱۵۲۰ھ، ۱۵۳۰ھ، ۱۵۴۰ھ، ۱۵۵۰ھ، ۱۵۶۰ھ، ۱۵۷۰ھ، ۱۵۸۰ھ، ۱۵۹۰ھ، ۱۶۰۰ھ، ۱۶۱۰ھ، ۱۶۲۰ھ، ۱۶۳۰ھ، ۱۶۴۰ھ، ۱۶۵۰ھ، ۱۶۶۰ھ، ۱۶۷۰ھ، ۱۶۸۰ھ، ۱۶۹۰ھ، ۱۷۰۰ھ، ۱۷۱۰ھ، ۱۷۲۰ھ، ۱۷۳۰ھ، ۱۷۴۰ھ، ۱۷۵۰ھ، ۱۷۶۰ھ، ۱۷۷۰ھ، ۱۷۸۰ھ، ۱۷۹۰ھ، ۱۸۰۰ھ، ۱۸۱۰ھ، ۱۸۲۰ھ، ۱۸۳۰ھ، ۱۸۴۰ھ، ۱۸۵۰ھ، ۱۸۶۰ھ، ۱۸۷۰ھ، ۱۸۸۰ھ، ۱۸۹۰ھ، ۱۹۰۰ھ، ۱۹۱۰ھ، ۱۹۲۰ھ، ۱۹۳۰ھ، ۱۹۴۰ھ، ۱۹۵۰ھ، ۱۹۶۰ھ، ۱۹۷۰ھ، ۱۹۸۰ھ، ۱۹۹۰ھ، ۲۰۰۰ھ، ۲۰۱۰ھ، ۲۰۲۰ھ، ۲۰۳۰ھ، ۲۰۴۰ھ، ۲۰۵۰ھ، ۲۰۶۰ھ، ۲۰۷۰ھ، ۲۰۸۰ھ، ۲۰۹۰ھ، ۲۱۰۰ھ، ۲۱۱۰ھ، ۲۱۲۰ھ، ۲۱۳۰ھ، ۲۱۴۰ھ، ۲۱۵۰ھ، ۲۱۶۰ھ، ۲۱۷۰ھ، ۲۱۸۰ھ، ۲۱۹۰ھ، ۲۲۰۰ھ، ۲۲۱۰ھ، ۲۲۲۰ھ، ۲۲۳۰ھ، ۲۲۴۰ھ، ۲۲۵۰ھ، ۲۲۶۰ھ، ۲۲۷۰ھ، ۲۲۸۰ھ، ۲۲۹۰ھ، ۲۳۰۰ھ، ۲۳۱۰ھ، ۲۳۲۰ھ، ۲۳۳۰ھ، ۲۳۴۰ھ، ۲۳۵۰ھ، ۲۳۶۰ھ، ۲۳۷۰ھ، ۲۳۸۰ھ، ۲۳۹۰ھ، ۲۴۰۰ھ، ۲۴۱۰ھ، ۲۴۲۰ھ، ۲۴۳۰ھ، ۲۴۴۰ھ، ۲۴۵۰ھ، ۲۴۶۰ھ، ۲۴۷۰ھ، ۲۴۸۰ھ، ۲۴۹۰ھ، ۲۵۰۰ھ، ۲۵۱۰ھ، ۲۵۲۰ھ، ۲۵۳۰ھ، ۲۵۴۰ھ، ۲۵۵۰ھ، ۲۵۶۰ھ، ۲۵۷۰ھ، ۲۵۸۰ھ، ۲۵۹۰ھ، ۲۶۰۰ھ، ۲۶۱۰ھ، ۲۶۲۰ھ، ۲۶۳۰ھ، ۲۶۴۰ھ، ۲۶۵۰ھ، ۲۶۶۰ھ، ۲۶۷۰ھ، ۲۶۸۰ھ، ۲۶۹۰ھ، ۲۷۰۰ھ، ۲۷۱۰ھ، ۲۷۲۰ھ، ۲۷۳۰ھ، ۲۷۴۰ھ، ۲۷۵۰ھ، ۲۷۶۰ھ، ۲۷۷۰ھ، ۲۷۸۰ھ، ۲۷۹۰ھ، ۲۸۰۰ھ، ۲۸۱۰ھ، ۲۸۲۰ھ، ۲۸۳۰ھ، ۲۸۴۰ھ، ۲۸۵۰ھ، ۲۸۶۰ھ، ۲۸۷۰ھ، ۲۸۸۰ھ، ۲۸۹۰ھ، ۲۹۰۰ھ، ۲۹۱۰ھ، ۲۹۲۰ھ، ۲۹۳۰ھ، ۲۹۴۰ھ، ۲۹۵۰ھ، ۲۹۶۰ھ، ۲۹۷۰ھ، ۲۹۸۰ھ، ۲۹۹۰ھ، ۳۰۰۰ھ، ۳۰۱۰ھ، ۳۰۲۰ھ، ۳۰۳۰ھ، ۳۰۴۰ھ، ۳۰۵۰ھ، ۳۰۶۰ھ، ۳۰۷۰ھ، ۳۰۸۰ھ، ۳۰۹۰ھ، ۳۱۰۰ھ، ۳۱۱۰ھ، ۳۱۲۰ھ، ۳۱۳۰ھ، ۳۱۴۰ھ، ۳۱۵۰ھ، ۳۱۶۰ھ، ۳۱۷۰ھ، ۳۱۸۰ھ، ۳۱۹۰ھ، ۳۲۰۰ھ، ۳۲۱۰ھ، ۳۲۲۰ھ، ۳۲۳۰ھ، ۳۲۴۰ھ، ۳۲۵۰ھ، ۳۲۶۰ھ، ۳۲۷۰ھ، ۳۲۸۰ھ، ۳۲۹۰ھ، ۳۳۰۰ھ، ۳۳۱۰ھ، ۳۳۲۰ھ، ۳۳۳۰ھ، ۳۳۴۰ھ، ۳۳۵۰ھ، ۳۳۶۰ھ، ۳۳۷۰ھ، ۳۳۸۰ھ، ۳۳۹۰ھ، ۳۴۰۰ھ، ۳۴۱۰ھ، ۳۴۲۰ھ، ۳۴۳۰ھ، ۳۴۴۰ھ، ۳۴۵۰ھ، ۳۴۶۰ھ، ۳۴۷۰ھ، ۳۴۸۰ھ، ۳۴۹۰ھ، ۳۵۰۰ھ، ۳۵۱۰ھ، ۳۵۲۰ھ، ۳۵۳۰ھ، ۳۵۴۰ھ، ۳۵۵۰ھ، ۳۵۶۰ھ، ۳۵۷۰ھ، ۳۵۸۰ھ، ۳۵۹۰ھ، ۳۶۰۰ھ، ۳۶۱۰ھ، ۳۶۲۰ھ، ۳۶۳۰ھ، ۳۶۴۰ھ، ۳۶۵۰ھ، ۳۶۶۰ھ، ۳۶۷۰ھ، ۳۶۸۰ھ، ۳۶۹۰ھ، ۳۷۰۰ھ، ۳۷۱۰ھ، ۳۷۲۰ھ، ۳۷۳۰ھ، ۳۷۴۰ھ، ۳۷۵۰ھ، ۳۷۶۰ھ، ۳۷۷۰ھ، ۳۷۸۰ھ، ۳۷۹۰ھ، ۳۸۰۰ھ، ۳۸۱۰ھ، ۳۸۲۰ھ، ۳۸۳۰ھ، ۳۸۴۰ھ، ۳۸۵۰ھ، ۳۸۶۰ھ، ۳۸۷۰ھ، ۳۸۸۰ھ، ۳۸۹۰ھ، ۳۹۰۰ھ، ۳۹۱۰ھ، ۳۹۲۰ھ، ۳۹۳۰ھ، ۳۹۴۰ھ، ۳۹۵۰ھ، ۳۹۶۰ھ، ۳۹۷۰ھ، ۳۹۸۰ھ، ۳۹۹۰ھ، ۴۰۰۰ھ، ۴۰۱۰ھ، ۴۰۲۰ھ، ۴۰۳۰ھ، ۴۰۴۰ھ، ۴۰۵۰ھ، ۴۰۶۰ھ، ۴۰۷۰ھ، ۴۰۸۰ھ، ۴۰۹۰ھ، ۴۱۰۰ھ، ۴۱۱۰ھ، ۴۱۲۰ھ، ۴۱۳۰ھ، ۴۱۴۰ھ، ۴۱۵۰ھ، ۴۱۶۰ھ، ۴۱۷۰ھ، ۴۱۸۰ھ، ۴۱۹۰ھ، ۴۲۰۰ھ، ۴۲۱۰ھ، ۴۲۲۰ھ، ۴۲۳۰ھ، ۴۲۴۰ھ، ۴۲۵۰ھ، ۴۲۶۰ھ، ۴۲۷۰ھ، ۴۲۸۰ھ، ۴۲۹۰ھ، ۴۳۰۰ھ، ۴۳۱۰ھ، ۴۳۲۰ھ، ۴۳۳۰ھ، ۴۳۴۰ھ، ۴۳۵۰ھ، ۴۳۶۰ھ، ۴۳۷۰ھ، ۴۳۸۰ھ، ۴۳۹۰ھ، ۴۴۰۰ھ، ۴۴۱۰ھ، ۴۴۲۰ھ، ۴۴۳۰ھ، ۴۴۴۰ھ، ۴۴۵۰ھ، ۴۴۶۰ھ، ۴۴۷۰ھ، ۴۴۸۰ھ، ۴۴۹۰ھ، ۴۵۰۰ھ، ۴۵۱۰ھ، ۴۵۲۰ھ، ۴۵۳۰ھ، ۴۵۴۰ھ، ۴۵۵۰ھ، ۴۵۶۰ھ، ۴۵۷۰ھ، ۴۵۸۰ھ، ۴۵۹۰ھ، ۴۶۰۰ھ، ۴۶۱۰ھ، ۴۶۲۰ھ، ۴۶۳۰ھ، ۴۶۴۰ھ، ۴۶۵۰ھ، ۴۶۶۰ھ، ۴۶۷۰ھ، ۴۶۸۰ھ، ۴۶۹۰ھ، ۴۷۰۰ھ، ۴۷۱۰ھ، ۴۷۲۰ھ، ۴۷۳۰ھ، ۴۷۴۰ھ، ۴۷۵۰ھ، ۴۷۶۰ھ، ۴۷۷۰ھ، ۴۷۸۰ھ، ۴۷۹۰ھ، ۴۸۰۰ھ، ۴۸۱۰ھ، ۴۸۲۰ھ، ۴۸۳۰ھ، ۴۸۴۰ھ، ۴۸۵۰ھ، ۴۸۶۰ھ، ۴۸۷۰ھ، ۴۸۸۰ھ، ۴۸۹۰ھ، ۴۹۰۰ھ، ۴۹۱۰ھ، ۴۹۲۰ھ، ۴۹۳۰ھ، ۴۹۴۰ھ، ۴۹۵۰ھ، ۴۹۶۰ھ، ۴۹۷۰ھ، ۴۹۸۰ھ، ۴۹۹۰ھ، ۵۰۰۰ھ، ۵۰۱۰ھ، ۵۰۲۰ھ، ۵۰۳۰ھ، ۵۰۴۰ھ، ۵۰۵۰ھ، ۵۰۶۰ھ، ۵۰۷۰ھ، ۵۰۸۰ھ، ۵۰۹۰ھ، ۵۱۰۰ھ، ۵۱۱۰ھ، ۵۱۲۰ھ، ۵۱۳۰ھ، ۵۱۴۰ھ، ۵۱۵۰ھ، ۵۱۶۰ھ، ۵۱۷۰ھ، ۵۱۸۰ھ، ۵۱۹۰ھ، ۵۲۰۰ھ، ۵۲۱۰ھ، ۵۲۲۰ھ، ۵۲۳۰ھ، ۵۲۴۰ھ، ۵۲۵۰ھ، ۵۲۶۰ھ، ۵۲۷۰ھ، ۵۲۸۰ھ، ۵۲۹۰ھ، ۵۳۰۰ھ، ۵۳۱۰ھ، ۵۳۲۰ھ، ۵۳۳۰ھ، ۵۳۴۰ھ، ۵۳۵۰ھ، ۵۳۶۰ھ، ۵۳۷۰ھ، ۵۳۸۰ھ، ۵۳۹۰ھ، ۵۴۰۰ھ، ۵۴۱۰ھ، ۵۴۲۰ھ، ۵۴۳۰ھ، ۵۴۴۰ھ، ۵۴۵۰ھ، ۵۴۶۰ھ، ۵۴۷۰ھ، ۵۴۸۰ھ، ۵۴۹۰ھ، ۵۵۰۰ھ، ۵۵۱۰ھ، ۵۵۲۰ھ، ۵۵۳۰ھ، ۵۵۴۰ھ، ۵۵۵۰ھ، ۵۵۶۰ھ، ۵۵۷۰ھ، ۵۵۸۰ھ، ۵۵۹۰ھ، ۵۶۰۰ھ، ۵۶۱۰ھ، ۵۶۲۰ھ، ۵۶۳۰ھ، ۵۶۴۰ھ، ۵۶۵۰ھ، ۵۶۶۰ھ، ۵۶۷۰ھ، ۵۶۸۰ھ، ۵۶۹۰ھ، ۵۷۰۰ھ، ۵۷۱۰ھ، ۵۷۲۰ھ، ۵۷۳۰ھ، ۵۷۴۰ھ، ۵۷۵۰ھ، ۵۷۶۰ھ، ۵۷۷۰ھ، ۵۷۸۰ھ، ۵۷۹۰ھ، ۵۸۰۰ھ، ۵۸۱۰ھ، ۵۸۲۰ھ، ۵۸۳۰ھ، ۵۸۴۰ھ، ۵۸۵۰ھ، ۵۸۶۰ھ، ۵۸۷۰ھ، ۵۸۸۰ھ، ۵۸۹۰ھ، ۵۹۰۰ھ، ۵۹۱۰ھ، ۵۹۲۰ھ، ۵۹۳۰ھ، ۵۹۴۰ھ، ۵۹۵۰ھ، ۵۹۶۰ھ، ۵۹۷۰ھ، ۵۹۸۰ھ، ۵۹۹۰ھ، ۶۰۰۰ھ، ۶۰۱۰ھ، ۶۰۲۰ھ، ۶۰۳۰ھ، ۶۰۴۰ھ، ۶۰۵۰ھ، ۶۰۶۰ھ، ۶۰۷۰ھ، ۶۰۸۰ھ، ۶۰۹۰ھ، ۶۱۰۰ھ، ۶۱۱۰ھ، ۶۱۲۰ھ، ۶۱۳۰ھ، ۶۱۴۰ھ، ۶۱۵۰ھ، ۶۱۶۰ھ، ۶۱۷۰ھ، ۶۱۸۰ھ، ۶۱۹۰ھ، ۶۲۰۰ھ، ۶۲۱۰ھ، ۶۲۲۰ھ، ۶۲۳۰ھ، ۶۲۴۰ھ، ۶۲۵۰ھ، ۶۲۶۰ھ، ۶۲۷۰ھ، ۶۲۸۰ھ، ۶۲۹۰ھ، ۶۳۰۰ھ، ۶۳۱۰ھ، ۶۳۲۰ھ، ۶۳۳۰ھ، ۶۳۴۰ھ، ۶۳۵۰ھ، ۶۳۶۰ھ، ۶۳۷۰ھ، ۶۳۸۰ھ، ۶۳۹۰ھ، ۶۴۰۰ھ، ۶۴۱۰ھ، ۶۴۲۰ھ، ۶۴۳۰ھ، ۶۴۴۰ھ، ۶۴۵۰ھ، ۶۴۶۰ھ، ۶۴۷۰ھ، ۶۴۸۰ھ، ۶۴۹۰ھ، ۶۵۰۰ھ، ۶۵۱۰ھ، ۶۵۲۰ھ، ۶۵۳۰ھ، ۶۵۴۰ھ، ۶۵۵۰ھ، ۶۵۶۰ھ، ۶۵۷۰ھ، ۶۵۸۰ھ، ۶۵۹۰ھ، ۶۶۰۰ھ، ۶۶۱۰ھ، ۶۶۲۰ھ، ۶۶۳۰ھ، ۶۶۴۰ھ، ۶۶۵۰ھ، ۶۶۶۰ھ، ۶۶۷۰ھ، ۶۶۸۰ھ، ۶۶۹۰ھ، ۶۷۰۰ھ، ۶۷۱۰ھ، ۶۷۲۰ھ، ۶۷۳۰ھ، ۶۷۴۰ھ، ۶۷۵۰ھ، ۶۷۶۰ھ، ۶۷۷۰ھ، ۶۷۸۰ھ، ۶۷۹۰ھ، ۶۸۰۰ھ، ۶۸۱۰ھ، ۶۸۲۰ھ، ۶۸۳۰ھ، ۶۸۴۰ھ، ۶۸۵۰ھ، ۶۸۶۰ھ، ۶۸۷۰ھ، ۶۸۸۰ھ، ۶۸۹۰ھ، ۶۹۰۰ھ، ۶۹۱۰ھ، ۶۹۲۰ھ، ۶۹۳۰ھ، ۶۹۴۰ھ، ۶۹۵۰ھ، ۶۹۶۰ھ، ۶۹۷۰ھ، ۶۹۸۰ھ، ۶۹۹۰ھ، ۷۰۰۰ھ، ۷۰۱۰ھ، ۷۰۲۰ھ، ۷۰۳۰ھ، ۷۰۴۰ھ، ۷۰۵۰ھ، ۷۰۶۰ھ، ۷۰۷۰ھ، ۷۰۸۰ھ، ۷۰۹۰ھ، ۷۱۰۰ھ، ۷۱۱۰ھ، ۷۱۲۰ھ، ۷۱۳۰ھ، ۷۱۴۰ھ، ۷۱۵۰ھ، ۷۱۶۰ھ، ۷۱۷۰ھ، ۷۱۸۰ھ، ۷۱۹۰ھ، ۷۲۰۰ھ، ۷۲۱۰ھ، ۷۲۲۰ھ، ۷۲۳۰ھ، ۷۲۴۰ھ، ۷۲۵۰ھ، ۷۲۶۰ھ، ۷۲۷۰ھ، ۷۲۸۰ھ، ۷۲۹۰ھ، ۷۳۰۰ھ، ۷۳۱۰ھ، ۷۳۲۰ھ، ۷۳۳۰ھ، ۷۳۴۰ھ، ۷۳۵۰ھ، ۷۳۶۰ھ، ۷۳۷۰ھ، ۷۳۸۰ھ، ۷۳۹۰ھ، ۷۴۰۰ھ، ۷۴۱۰ھ، ۷۴۲۰ھ، ۷۴۳۰ھ، ۷۴۴۰ھ، ۷۴۵۰ھ، ۷۴۶۰ھ، ۷۴۷۰ھ، ۷۴۸۰ھ، ۷۴۹۰ھ، ۷۵۰۰ھ، ۷۵۱۰ھ، ۷۵۲۰ھ، ۷۵۳۰ھ، ۷۵۴۰ھ، ۷۵۵۰ھ، ۷۵۶۰ھ، ۷۵۷۰ھ، ۷۵۸۰ھ، ۷۵۹۰ھ، ۷۶۰۰ھ، ۷۶۱۰ھ، ۷۶۲۰ھ، ۷۶۳۰ھ، ۷۶۴۰ھ، ۷۶۵۰ھ، ۷۶۶۰ھ، ۷۶۷۰ھ، ۷۶۸۰ھ، ۷۶۹۰ھ، ۷۷۰۰ھ، ۷۷۱۰ھ، ۷۷۲۰ھ، ۷۷۳۰ھ، ۷۷۴۰ھ، ۷۷۵۰ھ، ۷۷۶۰ھ، ۷۷۷۰ھ، ۷۷۸۰ھ، ۷۷۹۰ھ، ۷۸۰۰ھ، ۷۸۱۰ھ، ۷۸۲۰ھ، ۷۸۳۰ھ، ۷۸۴۰ھ، ۷۸۵۰ھ، ۷۸۶۰ھ، ۷۸۷۰ھ، ۷۸۸۰ھ، ۷۸۹۰ھ، ۷۹۰۰ھ، ۷۹۱۰ھ، ۷۹۲۰ھ، ۷۹۳۰ھ، ۷۹۴۰ھ، ۷۹۵۰ھ، ۷۹۶۰ھ، ۷۹۷۰ھ، ۷۹۸۰ھ، ۷۹۹۰ھ، ۸۰۰۰ھ، ۸۰۱۰ھ، ۸۰۲۰ھ، ۸۰۳۰ھ، ۸۰۴۰ھ، ۸۰۵۰ھ، ۸۰۶۰ھ، ۸۰۷۰ھ، ۸۰۸۰ھ، ۸۰۹۰ھ، ۸۱۰۰ھ، ۸۱۱۰ھ، ۸۱۲۰ھ، ۸۱۳۰ھ، ۸۱۴۰ھ، ۸۱۵۰ھ، ۸۱۶۰ھ، ۸۱۷۰ھ، ۸۱۸۰ھ، ۸۱۹۰ھ، ۸۲۰۰ھ، ۸۲۱۰ھ، ۸۲۲۰ھ، ۸۲۳۰ھ، ۸۲۴۰ھ، ۸۲۵۰ھ، ۸۲۶۰ھ، ۸۲۷۰ھ، ۸۲۸۰ھ، ۸۲۹۰ھ، ۸۳۰۰ھ، ۸۳۱۰ھ، ۸۳۲۰ھ، ۸۳۳۰ھ، ۸۳۴۰ھ، ۸۳۵۰ھ، ۸۳۶۰ھ، ۸۳۷۰ھ، ۸۳۸۰ھ، ۸۳۹۰ھ، ۸۴۰۰ھ، ۸۴۱۰ھ، ۸۴۲۰ھ، ۸۴۳۰ھ، ۸۴۴۰ھ، ۸۴۵۰ھ، ۸۴۶۰ھ، ۸۴۷۰ھ، ۸۴۸۰ھ، ۸۴۹۰ھ، ۸۵۰۰ھ، ۸۵۱۰ھ، ۸۵۲۰ھ، ۸۵۳۰ھ، ۸۵۴۰ھ، ۸۵۵۰ھ، ۸۵۶۰ھ، ۸۵۷۰ھ، ۸۵۸۰ھ، ۸۵۹۰ھ، ۸۶۰۰ھ، ۸۶۱۰ھ، ۸۶۲۰ھ، ۸۶۳۰ھ، ۸۶۴۰ھ، ۸۶۵۰ھ، ۸۶۶۰ھ، ۸۶۷۰ھ، ۸۶۸۰ھ، ۸۶۹۰ھ، ۸۷۰۰ھ، ۸۷۱۰ھ، ۸۷۲۰ھ، ۸۷۳۰ھ، ۸۷۴۰ھ، ۸۷۵۰ھ، ۸۷۶۰ھ، ۸۷۷۰ھ، ۸۷۸۰ھ، ۸۷۹۰ھ، ۸۸۰۰ھ، ۸۸۱۰ھ، ۸۸۲۰ھ، ۸۸۳۰ھ، ۸۸۴۰ھ، ۸۸۵۰ھ، ۸۸۶۰ھ، ۸۸۷۰ھ، ۸۸۸۰ھ، ۸۸۹۰ھ، ۸۹۰۰ھ، ۸۹۱۰ھ، ۸۹۲۰ھ، ۸۹۳۰ھ، ۸۹۴۰ھ، ۸۹۵۰ھ، ۸۹۶۰ھ، ۸۹۷۰ھ، ۸۹۸۰ھ، ۸۹۹۰ھ، ۹۰۰۰ھ، ۹۰۱۰ھ، ۹۰۲۰ھ، ۹۰۳۰ھ، ۹۰۴۰ھ، ۹۰۵۰ھ، ۹۰۶۰ھ، ۹۰۷۰ھ، ۹۰۸۰ھ، ۹۰۹۰ھ، ۹۱۰۰ھ، ۹۱۱۰ھ، ۹۱۲۰ھ، ۹۱۳۰ھ، ۹۱۴۰ھ، ۹۱۵۰ھ، ۹۱۶۰ھ، ۹۱۷۰ھ، ۹۱۸۰ھ، ۹۱۹۰ھ، ۹۲۰۰ھ، ۹۲۱۰ھ، ۹۲۲۰ھ، ۹۲۳۰ھ، ۹۲۴۰ھ، ۹۲۵۰ھ، ۹۲۶۰ھ، ۹۲۷۰ھ، ۹۲۸۰ھ، ۹۲۹۰ھ، ۹۳۰۰ھ، ۹۳۱۰ھ، ۹۳۲۰ھ، ۹۳۳۰ھ، ۹۳۴۰ھ، ۹۳۵۰ھ، ۹۳۶۰ھ، ۹۳۷۰ھ، ۹۳۸۰ھ، ۹۳۹۰ھ، ۹۴۰۰ھ، ۹۴۱۰ھ، ۹۴۲۰ھ، ۹۴۳۰ھ، ۹۴۴۰ھ، ۹۴۵۰ھ، ۹۴۶۰ھ، ۹۴۷۰ھ، ۹۴۸۰ھ، ۹۴۹۰ھ، ۹۵۰۰ھ، ۹۵۱۰ھ، ۹۵۲۰ھ، ۹۵۳۰ھ، ۹۵۴۰ھ، ۹۵۵۰ھ، ۹۵۶۰ھ، ۹۵۷۰ھ، ۹۵۸۰ھ، ۹۵۹۰ھ، ۹۶۰۰ھ، ۹۶۱۰ھ، ۹۶۲۰ھ، ۹۶۳۰ھ، ۹۶۴۰ھ، ۹۶۵۰ھ، ۹۶۶۰ھ، ۹۶۷۰ھ، ۹۶۸۰ھ، ۹۶۹۰ھ، ۹۷۰۰ھ، ۹۷۱۰ھ، ۹۷۲۰ھ، ۹۷۳۰ھ، ۹۷۴۰ھ، ۹۷۵۰ھ، ۹۷۶۰ھ، ۹۷۷۰ھ، ۹۷۸۰ھ، ۹۷۹۰ھ، ۹۸۰۰ھ، ۹۸۱۰ھ، ۹۸۲۰ھ، ۹۸۳۰ھ، ۹۸۴۰ھ، ۹۸۵۰ھ، ۹۸۶۰ھ، ۹۸۷۰ھ، ۹۸۸۰ھ، ۹۸۹۰ھ، ۹۹۰۰ھ، ۹۹۱۰ھ، ۹۹۲۰ھ، ۹۹۳۰ھ، ۹۹۴۰ھ، ۹۹۵۰ھ، ۹۹۶۰ھ، ۹۹۷۰ھ، ۹۹۸۰ھ، ۹۹۹۰ھ، ۱۰۰۰ھ، ۱۰۰۱ھ، ۱۰۰۲ھ، ۱۰۰۳ھ، ۱۰۰۴ھ، ۱۰۰۵ھ، ۱۰۰۶ھ، ۱۰۰۷ھ، ۱۰۰۸ھ، ۱۰۰۹ھ، ۱۰۱۰ھ، ۱۰۱۱ھ، ۱۰۱۲ھ، ۱۰۱۳ھ، ۱۰۱۴ھ، ۱۰۱۵ھ، ۱۰۱۶ھ، ۱۰۱۷ھ، ۱۰۱۸ھ، ۱۰۱۹ھ، ۱۰۲۰ھ، ۱۰۲۱ھ، ۱۰۲۲ھ، ۱۰۲۳ھ، ۱۰۲۴ھ، ۱۰۲۵ھ، ۱۰۲۶ھ، ۱۰۲۷ھ، ۱۰۲۸ھ، ۱۰۲۹ھ، ۱۰۳۰ھ، ۱۰۳۱ھ، ۱۰۳۲ھ، ۱۰۳۳ھ، ۱۰۳۴ھ، ۱۰۳۵ھ، ۱۰۳۶ھ، ۱۰۳۷ھ، ۱۰۳۸ھ، ۱۰۳۹ھ، ۱۰۴۰ھ، ۱۰۴۱ھ، ۱۰۴۲ھ، ۱۰۴۳ھ، ۱۰۴۴ھ، ۱۰۴۵ھ، ۱۰۴۶ھ، ۱۰۴۷ھ، ۱۰۴۸ھ، ۱۰۴۹ھ، ۱۰۵۰ھ، ۱۰۵۱ھ، ۱۰۵۲ھ، ۱۰۵۳ھ، ۱۰۵۴ھ، ۱۰۵۵ھ، ۱۰۵۶ھ، ۱۰۵۷ھ، ۱۰۵۸ھ، ۱۰۵۹ھ، ۱۰۶

میں اسی شخص کو دوں کر جوئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام فائیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاشش میں نے اس نے زندہ کو دیدی..... (اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوڑتی ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اس نور کو شاہد کرتے کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایسا ہی ایک مرتبہ نماز فجر کے بعد آپ پر ربوہ کی صفحہ چھا گئی اور آپ بے خود سے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ حالت حالی رہی تو آپ نے الحمد للہ کا لغو لگایا۔ اور فرمایا کہ ابھی ابھی میں نے دیکھا ہے کہ ایک باغ لگایا جا رہا ہے اور میں اس کا مالی مقرر کیا گیا ہوں یہ دونوں کثوف حضور کے سجدید دین کے اہم کام پر مامور کی جانے پر دل نفع۔

اولیاء اللہ کو ثلث رات | اور حدیث ایزدی سجدید دین کا مقدس فریقہ سمجھانے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو تیار کر رہی تھی۔ اور بعض خوش بخت مقرران الہی ابھی بھی تھے کہ جنکو حضور کے اس تقرر کی قبل از وقت بشارت بھی مل چکی تھی۔ ایسے ہی خوش نصیبوں میں مشہور و معروف صوفی بزرگ حضرت مولانا سید عبداللہ صاحب غزنوی بھی تھے جو غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر میں فرودکش ہوئے۔ آپ کے مریدوں کی شہادت ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "آسمان سے ایک نور قادیان کی طرف نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس نور سے محروم رہ گئی" پھر ایک اور مرتبہ فرمایا کہ "حضرت مرزا غلام احمد صاحب میرے بعد ایک عظیم الشان کام کیلئے مامور کئے جانے والے ہیں۔ طوالت کے طرے مرفا اسی ایک شہادت پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ویسے جو حضرات اس موضوع پر دلچسپی رکھتے ہیں وہ مسلسل مقصوداً، از حضرت مرزا خدا بخش صاحب مجدد اعظم۔ از طوالت رات احمد صاحب یلخاکہ مولف کی کتاب "تائید حق" کا مطالعہ فرمائیں۔ تاہم حینہ اورش لیں اس مضمون میں دوری جگہوں پر ملیں گی۔

۱۹۱۲ء برہین احمدیہ جلد سوم ص ۲۸، ۲۹، ۳۰ (حاشیہ در حاشیہ)
۱۹۱۲ء میرت میج موعود جلد اول نمبر دوم ص ۱۹۲ از یعقوب علی تراب صاحب طبع اول۔
۱۹۱۲ء علی مقفی جلد ۲ ص ۲۴ طبع اول۔

دعوائے تجدیدیت | ترغیبات الہیہ کے ماتحت، محض فصل خدادادی پر پھر ورہ کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب تنہا میدان کارزار میں کود پڑے۔ چنانچہ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء کے دوران انہوں نے اسلام کی صداقت، قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تائید میں، یسجیت، سنان دھرم آریہ سماج اور برہم سماج کے نزدیک ایک مدلل کتاب 'براہین احمدیہ' چھاپہ ضخیم حصوں میں شائع فرمائی۔ اسی دوران بذریعہ الہام آپ پر یہ منکشف ہوا کہ آپ پر جو دھویں صدی کیسے 'تجدد مامور' کئے گئے ہیں۔ اس بات کا اعلان آپ نے بذریعہ اشتہار ہندوستان نیز دیگر حکاک اسلامیہ کے چاروں اکٹاف میں کر دیا۔ اس کے علاوہ 'براہین احمدیہ' میں مندرج دلائل کو توڑنے والے کیسے "اپنی جائیداد قیمتی سے دس ہزار" کا انعام لینے کا اعلان بھی شائع کر دیا۔

براہین احمدیہ کا اثر
علامہ عبداللہ العادوی کہتے ہیں:-

"کتاب 'براہین احمدیہ' نے غیر مسلموں کو مروجہ کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھائے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلاکشیوں اور گردوغبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ جو جمہوریل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھائی تھے۔ غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جبکہ مدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے۔ گو بعض بزرگان اسلام اب 'براہین احمدیہ' کے بڑا ہونیکا فیصلہ دیں..... لیکن اس کے بہتر فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تھا جبکہ وہ کتاب شائع ہوئی تھی" ۱۹۱۲ء

اور تو اور شیخ الحدیث مولانا ندیر حسین صاحب دہلوی نے بھی فرمایا:-

"جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف و تصنیف شروع ہوا، براہین کی مانند افانہ اور افضل اور خوبی میں کوئی ایسی کتاب تالیف نہیں ہوئی" ۱۹۱۲ء

ہمارے علی میاں صاحب ندوی تک کو طومار کا یہ اعتراف کرنا پڑا:-

"ہندوستان کے بہت سے علمی اور دینی حلقوں میں اس کتاب کا پرچش استقبال کیا گیا..... اور اسکو عصر حاضر کا ایک علمی کا زمامہ اور

۱۹۱۲ء اخبار وکیل۔ ۱۹۱۲ء بحوالہ اربعین نمبر ۲ ص ۵۵
حضرت شیخ مومنین احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ

کرتے۔ نصیحت الہی کا ادنیٰ سے ادنیٰ طاعتیں بھی جو بجا تلبہ کرتے
 و شہرت عوام کی ہمنوائی نہ کر غفلت میں مضمر ہے۔ مشیت ایزدی بعض
 اوقات اللہ والوں سے جہان بوجھ کر ایسے کام کرواتا کہ جس سے بجائے
 موافقت مخالفت ابھرتی ہے۔ مثلاً آنحضرت صلعم نبوت کے اعلان کے
 بعد مدتوں بیت المقدس کی جگہ قبلہ مقرر ہو جاتا ہے۔

اب دیکھیے بیت المقدس کا الہامی سے انبیاء بنی اسرائیل
 کا قبلہ چلا آتا ہے۔ دوم نبیوں کے اس متفقہ قبلہ کا ترک کیا جانا اہل کتاب
 کی بددینی کا موجب ٹھہرتا۔ خود ضعیف الایمان مسلمانوں کے دل میں یہ دوسرے
 پیدا ہو سکتا کہ سبب المرسلین ہو کہیں حضور نے پہلے ہی دین کیوں
 نہ جان لیا کہ بین الاقوامی قبلہ بننے کا اہل بیت المقدس نہیں کعبۃ اللہ ہے
 کیوں کہ وہ در اول سے ہی خدا کا گھر ہے لیکن فخر موجودات احمد
 مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنے
 غرض رسالت کو ہی مقدم ٹھہرایا۔ تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت کے اس
 اعلان نے اہل کتاب کی ہمدردیاں کافی حد تک متاثر کیں۔ اس قسم
 کے اعلان کی سب سے بڑی غرض اول تو مامور کی بشریت کو اجاگر کرنا ہے
 اس کے علاوہ متبعین کو یہ سکھانا ہے کہ حکم خداوندی کی بجائے آدمی میں انسان
 کو اپنی عزت و ناموس تک کی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔

چنانچہ آقائے نامدار کی درخشاں سنت کے متبع میں حضرت میرزا
 صاحب کو حکم خداوندی کے سامنے اپنی عزت و شہرت قربان کرنے میں بھلا
 کی دبیغ ہو سکتا۔ البتہ بشری ہونیکے سبب یہ احتیاط لازمی تھا کہ وہ
 اعلان کرنے سے پہلے اپنے الہام کو قرآن وحدیث پر عرض کرتے۔ حضرت
 مرزا صاحب نے ایسا ہی کیا۔ قرآن وحدیث کے واضح ارشادات
 نے وفات مسیح کو ثابت کر دیا۔ اب مسئلہ بالکل آسان تھا کہ جب کسی
 فوت شدہ ہستی کے متعلق کہا جائے کہ وہ دوبارہ ایسی تو مراد کسی
 مشیل کے آمد ہوتی ہے۔ یہ بات جمیعہ العلما نے ہند کے سابق صدر
 مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی کو بھی تسلیم کی ہے۔ چنانچہ ایک
 مرتبہ لاہور میں ہمارے ایک وفد کے استفسارات کا جواب دیتے ہوئے
 مفتی صاحب نے بڑی عمدگی سے کہا۔

اگر مسیح اسی طرح گھبراہٹ میں توبہ احادیث میجر کی دہی بہترین تاویل ہو
 سکتی ہے جو جناب مرزا صاحب نے کی ہے۔

بیان مندرجہ اخبار بیغام صلح لاہور۔ ۲۷ جون ۱۹۳۷ء

حیات مسیح کا عقیدہ صدیوں پڑنا عقیدہ تھا۔ لہذا علماء اس کو غلط
 سے اسلامی عقیدہ سمجھ گئے تھے۔ حضرت میرزا صاحب نے قرآن
 وحدیث کے دلائل و براہین سے وفات مسیح کو اس قدر عیاں کر دیا کہ گویا
 اس مسئلہ پر سورج نکل آیا۔ کہاں یہ حالت کہ وفات مسیح کے اعلان پر علماء
 کا فتویٰ کفر بیکر دوڑنا اور کہاں یہ حالت کہ آج عالم اسلام کے بڑے
 بڑے اکابر و مشاہیر وفات مسیح کے اعلان کو ہی خدمت دین سمجھتے ہیں۔
 ان اعلان کرنیوالوں میں علامہ محمد عبدہ، علامہ رشید رضا، علامہ شبیر
 مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد عثمان فاروقی، مولانا سید سلیمان
 ندوی، مولانا عبد اللہ سندھی، علامہ اقبال، شہو محمد احمد حیدر پروفیسر
 ایلاس برنی، علامہ مشرقی وغیرہ مشاہیر قابل ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ مسیح کی آمد ثانی ایک مشروط پیشگوئی تھی، اس کے
 لوازمات میں اور بہت سی پیشگوئیاں تھیں جنکا وقوع پذیر ہونا آسانی
 و ستر سے باہر تھا۔ ہم بطور اختصار چپ دایک کا ذکر کرتے ہیں:-
 ۱۱ نشانات آخر زمان کا ظہور اور پورا ہونا ۱۲ دجال کا خسرو ج ہونا
 ۱۳ یاجوج ماجوج کا نبلہ پا جانا۔ اللہ کی شان اپنے مامور محمد کو محبت
 کے دعوئے میں صادق ٹھہرانے کیلئے خدا تعالیٰ نے ان تمام نشانات
 کو پورا کر دکھایا۔ ان نشانات کو ایک ایک کر کے لیا جاتا ہے۔
 ۱۱ نشانات آخر زمان کے بلے میں مولانا ابوالکلام آزاد اعتراف
 کرتے ہیں:-

”ان ساری باتوں میں سے ایک ایک بات پوری ہو چکی ہے۔
 اس قدر عقل سے کوئے اور بصیرت سے محروم ہیں۔ وہ سب گمان غفلت
 جوان روایتوں کو پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ کس ایسے انہولے زمانے کی نسبت ہے
 جو قیامت سے چند برس پہلے دنیا پر آئے گا۔ اور اعلیٰ اُس کی آمد کا ہر لمحہ
 صدیوں انتظار کرنا چاہئے۔“

یہی ساری باتیں اور بزرگوں نے بھی دی ہے۔
 ۱۲ دجال کا خسرو ج۔ دجال والا مسئلہ صدیوں سے ایک مسئلہ
 متنازعہ چلا آ رہا ہے۔ بعض جسیہ علماء بھی دجال سے متعلق روایات
 کو پایہ اعتبار سے ساقط سمجھتے۔ مثلاً ہندو پاک کے نامور عالم دین اور
 جماعت اسلامی کے بانی و امیر مولانا سید ابوالاسی صاحب مودودی لکھتے ہیں:-
 ”کانا دجال وغیرہ سب نے اس جگہ کوئی شرعی حقیقت نہیں۔“

تذکرہ ص ۲۸۸ تا ۲۹۰۔ ترجمان القرآن۔ بابت تبرہ اکتوبر ۱۹۴۵ء

اس کے برعکس حضرت میرزا صاحب نے علم سبائی کے ماتحت ان ہواہیات
 کی ایسی شاندار اور واضح تشریح کر دی کہ اپنی تو اپنے ہی انکار و ذکر کے معجزات
 میرزا صاحب نے فرمایا کہ حیا اور برہنہ میں بیانی اقوام ہیں جو لوگوں کو میرے کے
 مذہب کی آڑ میں اپنی دجل (دکرو و فریب) کا شمار بناتی ہیں۔ یہی وجہ
 ہے کہ دجال کو میرے دجال کے پکارا گیا ہے۔ چنانچہ دجال کے متعلق جس
 قدر باتیں ہیں وہ سب کی سب حیا کی اقوام پر بخشنہ صادق آتی ہیں مثلاً
 دجال کا گرجے سے نکلنا، دجال کا داہنی (یعنی روحانی) آنکھ سے کانٹا
 ہونا، دجال کا گوری رنگت کا ہونا، آسمان وزمین کے درمیان اچھٹے
 پھرنے والا علاج مریضوں کا علاج کرنا، دنیا کے خزانے (یعنی پیسے و پیویم)
 کاغیر (یعنی وغیرہ نکالنا، دجال کے پاس نکلے کی بہتات ہونا، یوں۔ این۔
 او کی آڑ لیکر مسلمانوں کے حقوق پامال کرنا وغیرہ وغیرہ (تفصیلات حضرت
 امیر عجم مولانا محمد علی صاحب کے تصنیف "یا جوج و ماجوج اور
 مسیح الدجال" کے علاوہ بزرگ احمد علی عالم خاں پر وغیرہ علی اکبر کی تالیف
 "قصران کریم کی پیشگوئیاں" (انگریزی) مطبوعہ لندن وغیرہ میں دیکھی
 جائیں)۔

اور تو اور جب ملت اسلامی کے آرگن الشیخ لاهور کو برخلاف اپنی
 اہم کردہ اعلان کرنا پڑا۔

"احادیث میرزا خیری نے ملے کہ اس مادی تہذیب کے مذہم کو دجال کے
 نام سے پکارا گیا ہے۔۔۔۔۔ (دجال سے متعلق روایات پر غور کرنے کے بعد
 معاصر الشیخ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ناقل)۔۔۔۔۔ اس بات کی
 واضح شہادت نہیں ہے کہ اللہ کے رسول نے جو سورہ سورہ شہید تر جو
 فرمایا وہ جرح ہے؟" (الشیخ لاهور ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء)

طوائف کے دورے صرف یہی ایک اقتباس کافی سمجھا جاتا ہے۔

(۳) یا جوج و ماجوج کا غلبہ پانا، یا جوج و ماجوج کو خارق العظمت
 مخلوق سمجھا گیا تھا کہ جتنا قدر ایک بالشت یا زیادہ سے زیادہ دو یا
 تین بالشت ہے۔ گویا کہ ہر شے چٹ کر جانے، تمام ندیوں، تالوں، دریا
 حبیبوں اور سمندروں کا پانی پی جائے پر بھی بھوکے اور پیاسے ہی رہتا۔
 ایک ایک فرد کو اپنے پیچھے ہزار ہزار ذریت چھوڑ جانا، کانوں کی لمبائی
 اس قدر ہونا کہ ایک کان لہجہ نہ سمجھنا اور ایک لہجہ اور نا استعمال کرنا۔ اس

منہ کو حل کر دینا کی سعادت میں حضرت میرزا صاحب کے حق میں آئی۔ علم لدنی
 کے ذریعہ آپ نے یہ انکشاف فرمایا کہ یا جوج و ماجوج کے الفاظ آج اور
 آئندہ سے بنے ہیں۔ آج کے معنی نہایت تیز رفتاری سے چلنا ہیں اور
 آج کے آگ کے شعلہ مانے یا بھڑکنے کو کہتے ہیں۔ پس یہ ان اقوام کے معانی
 ہم ہیں جو آگ کی زیادہ کام لیتے ہیں اور نہایت تیزی سے سفر کرتے ہیں۔
 کیوں کہ یہ صفات یورپین اقوام کی ہیں لہذا وہی یا جوج و ماجوج ہیں۔ حضرت
 میرزا صاحب نے تاریخیں شواہد سے بھی ثابت کر دکھایا کہ یا جوج و ماجوج
 ہیں اور ماجوج دیگر یورپین اقوام شروع شروع میں اس تشریح کا بڑا
 ہی مستزاد لیا گیا۔ لیکن آج بھی بات دور حاضرہ کی اکثر و بیشتر تغایر
 میں تسلیم کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ علامہ اقبال بھی لکھ گئے۔

کھل گئے یا جوج اور ماجوج کے لشکر تمام
 چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ شیطانی (بابک در)
 مشہور محافلِ اہمیت مولانا ظفر مبین نے دجال اور ماجوج و
 ماجوج سے متعلق اجمعی نظریے کو صرف قبول کیا بلکہ بڑی مٹن و خوبی سے
 اس شعر میں اور لکھا ہے۔

اہل ہستی مسلم کا اب تو ہی گھمان ہے
 فرنگی لشکر دجال میں۔ یا جوج و ماجوج ہی وہی ہے

ہمدی اور اس کا خلاصہ نشان
 ہے کہ مسیح موعود اور امام ہمدی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ یہی
 بات ابن ماجہ کی ایک صحیح حدیث سے بھی ترشح ہے۔ حضور نے فرمایا
 لا قہقہی فی یوم کا عیسیٰ۔ یعنی حضرت عیسیٰ ہی ہمدی ہوں گے چنانچہ
 چنانچہ حدیث بخاری میں ہمدی کا علیہ لعینہ دیا ہے جو آج کل عیسیٰ کا
 ہے۔ لیکن گم گم کن جہ طرح فتح الباری میں مسیح موعود کو اپنے دور کا مجدد و
 تسلیم کی گیا ہے۔ اس طرح حضرت مجدد الف ثانی نے ہمدی کو اپنے
 دور کا مجدد قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان مرحوم
 کے فرزند نور الحسن خان صاحب اعتراف کرتے ہیں۔

"اگر یہ بات سبھی کی سبھی علیہ السلام ہی ہمدی ہوں گے تو ہمیں علم
 کچھ نقصان نہیں"۔ لکھ

شہادۂ دینیہ، لاہور ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء۔ آخراً سال ۱۳۳۳ھ

لکھ احادیث بخاری میں ہے کہ دجال کی کائنات میں سے ایک خاص مرد کامل (یعنی یحییٰ بن یحییٰ) کے حق میں آئی۔ پس حضرت میرزا صاحب کے مومن ہونے
 کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف دی ہے۔ جو کہ آنحضرت میرزا صاحب کو کافر قرار دیتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہ کرتے ہیں خود شریعت

علاوہ ازہدی ہدی برحق کیلئے ایک خاص نشان احادیث میں آیا ہے۔ جسکو دارالقطنی کے علاوہ علامہ شیخ احمد شہاب الدین بن حجر کی کتاب 'فتاویٰ حدیثیہ' ص ۳۱ مطبوعہ مصر مولوی حافظ محمد صاحب بکھو کے کتاب 'احوال الاخرۃ' ص ۲۳ طبع ۱۳۵۷ھ حضرت مجدد الف ثانی کی مکتوبات امام ربانی جلد دوم مشہور المحدثین علامہ نوب صدیقی حسن خان کی حج الکرامہ ص ۳۴۲ طبع اول و نیزہ وغیرہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ گویا اس حدیث کو تنبیہ سنی اور اہل حدیث، ہر سفر و قول نے تسلیم کیا ہے۔ یہ خاص نشان یوں ہے:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَالْأَوَّلُ لَيْلَةُ مَنْ
لَقِىَ النَّفْسَ فِي النَّفْسِ مِنْهُ

ترجمہ: (مفسر نے فرمایا ہے) تک ہمت ہدی کیلئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ نشان کسی اور (مذہبی) کیلئے ظاہر نہ ہوئے۔ ان میں سے ایک ہے کہ (جہی کے وقت) رمضان کے مہینے چاند (یاد ہے) عرب پہلے بدیع چہرہ روزنک کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور حدیث میں تقریباً پورا چاند آیا ہے) کو اسکی (گرہن) کی پہلی رات [یعنی ۱۳ تاریخ کیوں کہ چاند گرہن صرف ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ کو ممکن ہے] اگر ہن گئے گا۔ اور سورج کو گرہن اس کے درمیانی دن [یعنی ۲۸ تاریخ کیوں کہ سورج گرہن ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ تاریخ کو ممکن ہے] ہوگا۔

اللہ کی شان جیسا تصور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹھیک اسی طرح ۱۳۱۱ھ کے رمضان المبارک میں پیش آیا۔ چنانچہ مشہور مصوفی بزرگ، انوار آف بہاولپور کے سرور و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید چاچا چاچا فرماتے ہیں:-

"جب ۱۳۱۱ھ کو خسوف و کسوف خمس واقع ہوا تو ہر صاحب نے اتمام حجت کے لئے چاروں طرف دنیا میں اشتهار تکلیف فرمایا..... اس پر اس زمانے کے مولویوں نے کھوکھلی کی طرح یہ سوال کیا کہ حدیث میں شریف

کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا (یاد ہے) پہلی رات کے چاند کو قرہ نہیں ہلال کہا جاتا ہے۔ نور شہید) اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا اور چاند گرہن ۱۳ رمضان اور سورج گرہن ۲۸ رمضان واقع ہوا ہے۔ اور یہ خلاف منشاء حدیث ہے..... بے شک حدیث کے یہی معنی درست ہیں جو مرزا صاحب نے بیان فرمائے۔ کیوں کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہویں، چودھویں یا پندرہویں تاریخ کو واقع ہوتا ہے اور سورج گرہن ہمیشہ سترہویں، اٹھارہویں یا انتیسویں تاریخ کو واقع ہوتا ہے۔" [۳۰]

مولوی نے کب حق کو حق مانا ہے جو آج مان لیتا۔ تعجب مولوی کے انکار پر نہیں، اگر ہے تو فس اس بات پر کہ یہ نشان پورا ہونے سے قبل مولوی اس حدیث کو منبروں پر چڑھ چڑھ کر پوسے زور و شور سے سنایا کرتا اور اب حدیث کا نام تک بھی نہیں لیا جاتا ہے۔

مفتوح ہو کے بھول گئے شیخ اپنی بحث منطقی شہید ہو گئی میدان جنگ میں۔

مسیح موعود کا کام | قرآن کریم نے انبیا کے کام کا لفظ لیتا ہے
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ [۳۲، ۹] [کر اے سب دینوں پر غالب کرے]

یہ غلبہ دلائل کی وضاحت اور بارائین کی روشنی کے ذریعہ ہونا تھا (دیکھو تفسیر روح المعانی) اس ضمن میں مولانا ابوالکلام آزاد کے یہ الفاظ تاریخ کا آن مرٹ جو رہن کر رہ گئے ہیں:-

"ان کی (حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی) مراد ہیں۔ ناقص) :- خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے ہیں، ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے..... ہندوستان آج مذاہب کا عجائبات خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنے موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں، اسکی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کیلئے حکم و عدل ہوں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کرنے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی..... آئیہ امید نہیں کہ ہندوستان کی

۱۱۶ھ طبع اول ۱۱۶ھ ترجمہ از مودودی صاحب

چنانچہ جن جن حق پسند حضرات نے پروفیبر ایلاس برنی کی 'قادیانی مذہب' کو حق و صداقت کا معیار بنانے کی بجائے حضرت مرزا صاحب کی اصل کتابوں کو ہی حقیقی کسوٹی سمجھا، انہوں نے اقرار کیا ہے کہ مرزا صاحب کی ہر ہر تحریر سے مندرجہ بالا عقاید کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ یہاں سردست صرف دو اقتباس نقل کئے جاتے ہیں:-

"جب علمائے اسلام نے مرزا صاحب پر کھڑے فتوے دیا تو اس وقت مولوی نثار اللہ صاحب کے استاد مولوی احمد اللہ صاحب نے اس کی مخالفت کی تھی اور مرزا صاحب کو نہ صرف نیکان بلکہ اسلام کی خدمت کو خیر الافرادیہ یا تھا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ جماعت کے بہترین افراد مرزا کی ہرگز نہ گئے۔"

علامہ نیاز فتحپوری لکھتے ہیں:-

"سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کو خاتم الرسل تسلیم نہیں کرتے۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں مجھے احمدی جماعت کا لڑا پھر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے جب میرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو میں اور زیادہ حیران ہوا۔ کیوں کہ مجھے ان کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی۔ بلکہ برخلاف اس کے میں نے ان کو ختم رسالت کا اقرار کر لیا اور صحیح معنوں میں عاشق رسول پایا۔"

اولیاء اگر ائمہ کی طرف سے تائید و تصدیق

اور ہر ہر بدست و ملار اور ان کے متبعین حضرت میرزا صاحب کے نہ صرف مخالفت بلکہ ان کے لاکھوں جانے چاہے تھے۔ اُدھر اولیاء کو امانت بشارت مل رہی تھیں۔ چنانچہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں افراد محض آسمانی ترفیع کی بنا پر حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں شامل ہوئے۔ بعض صوفیائے ہیر نے بیعت تو نہ کی لیکن حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اعلان بڑا طور کر دیا۔ یہ تمام اعلانات چھپے ہوئے موجود ہیں۔ یہاں ہم بطور نمونہ صرف تین ایسے بزرگوں کے بیانات کو نقل کرتے ہیں جن کے لاکھوں مرید تھے اور جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت نہ کی:-

والف، حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچاں، پیر و مرشد نواب آف بہاولپور فاتے ہیں:-

"اس میں کوئی تعجب کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مظالم کے فتویٰ لکھ لکھ گیا۔ عرب و مجسم کے علمائے متفق ہو کر اس کو کھینچ ماری میں بھر پور تصدیق۔ حضرت مرزا صاحب نے بار بار حلفیہ شہادت دی کہ وہ ان تمام امور کے قائل اور پابند ہیں جو مسلمان ہونے کیلئے شرط لازم ہیں۔ رہی حیات مسیح، وفات مسیح، سودہ کفر و اسلام کی بنیاد نہیں اور نہ ہی بات درست ہو کہ شیل مسیح بن جانے سے کوئی شخص حقیقی نبی بن جاتا ہے۔ اگر یہی بات ہوتی تو میرزا نے اسلام کے جملہ مقتدر صوفیائے کرام کو غور و نظر سے دیکھ کر سب نے مثیل نبی، ملکی نبی، بروزی نبی، مجازی نبی وغیرہ کو ہکا بھکا کر دیا۔ اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کا وفات سر صرف ۲۲ گھنٹے پہلے کا یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے:-

لاہور۔ ۲۵ مئی ۱۹۰۷ء ایک شخص برہمن آیا۔ بہت شوق سے کلام کرنے لگا۔ اس پر فرمایا۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا نہ ہی نماز میلادہ بنائی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔ یہ نبوت کا لفظ جو افتخار کیا گیا ہے۔ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جس شخص پر شیعوں کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کس بات کا اظہار بکثرت ہو۔ اُسے ہی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود خدا کے نشانوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بھی جاتے ہیں۔ متشوق مولانا روم میں لکھا ہے:-

آں نبی وقت باشد نہ مرید

غنی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ پس کہہ سیکو کافر ہو گئے؟

[انبیاء بعدہ کو حلالہ روحانی غنائیں ۱۵ ص ۱۵۴ جلد دوم، مطبوعہ ریلوے]

حضرت مرزا صاحب کے اس آخری لکچر کے بعد سے مندرجہ ذیل معانی ترشح ہیں:-

۱۔ حضرت میرزا صاحب نے نہ تو کوئی نیا کلمہ بنایا اور نہ ہی نماز میلادہ بنائی۔ ۲۔ دین و ایمان کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ ۳۔ رسولوں کو اولیاء اللہ بھی بکثرت اظہار فرمایا جاتا ہے، اسی لئے لغوی اعتبار سے وہ بھی کہلاتے ہیں۔ اس امر کا اظہار مولانا روم رحمہ اللہ ابن عربی، حضرت مجدد الف ثانی جیسے مشاہیر نے بھی کیا ہے۔ ۴۔ حضرت مرزا صاحب صاف فرماتے ہیں کہ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ میری طرح ان بزرگوں کو بھی کافر قرار دیدو۔ کیوں کہ یہ اہل ان کے بیانات میں کامل ہم آہنگی ہے۔ اگر یہ لوگ کافر نہیں تو مجھے بھی کافر نہیں کہا جاسکتا۔

تحقیق ۱۲/۱۲/۱۹۶۷ء ۱۹۶۷ء نگار بابت نومبر ۱۹۶۷ء

ہندی ہوں..... یہ ضروری نہیں کہ ہندی کی ساری نشانیاں اسی
کیطابق ظاہر ہوں جو لوگوں نے اپنے خیال اور سمجھ کیطابق اپنے دلوں
میں قائم کر رکھی ہیں..... آنحضرت صلعم کے واقعات پر ہی نگاہ
ڈالو کہ آپ کے اوصاف اور علامتیں کتب سماویہ میں لکھی ہوئی یقیناً
اور جب آنحضرت ظاہر اور معجوت ہوئے تو لوگوں نے بعض نشانہوں کو
اپنے خیال اور سمجھ اور فہم کے مطابق نہ پایا۔ پس وہ لوگ جن پر آنحضرت
کا حال کھل گیا وہ ایمان لے آئے اور جن پر حال نہ کھلا۔ انہوں نے انکار
کیا۔ یہی حال ہندی کا ہے۔ پس اگر مرزا صاحب ہندی ہوں تو کون اہل ملاح
سے ہے؟

(ب) سندھ کے نامور بزرگ حضرت پیر شہید الدین صاحب
العلم المعروف جھنڈے والے پیر نے اپنے ایک مرید کی تحریک پر
حضرت مرزا صاحب کے بارے میں استخارہ کیا۔ آپ پر جو کچھ منکشف
ہوا ایک عربی خط میں لکھ کر اپنے بیٹے کے ہاتھوں قادیان روانہ کیا۔ یہ
خط حضرت مرزا صاحب کی کتاب "انجام الحکم" میں چھپا ہے
یہاں طوالت کے خوف سے مخصوص جھنڈے کا فرقہ اردو ترجمہ پیش کیا
جاتا ہے۔

"میں نے رسول کو عالم کشف میں دیکھا تو میرے حرمین کی کربا رسول
الصلی اللہ علیہ وسلم پیش منہ جس جو معبود ہونے کا دعویٰ کرتا
ہے۔ یہی یہ تھوٹا اور مفتی ہے یا صادق ہے؟ تو رسول نے فرمایا
کہ وہ صادق ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ
حق پر ہیں۔"

(ج) حضرت فقیر میاں محمود صاحب آپ بلوچستان کے ایک
صاحب کرامت بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کی روحانیت کا یہ عالم
تھا کہ آپ کی کبیر پر پچھتے جواب دیتے تھے۔ ان ہی بزرگ کا تحریر یہی
بیان ہے۔

(زجر) "عصر چار سال کا ہوا ہو گا جب لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ
مشہور ہو گا کہ شہر پنجاب میں مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ پیدا ہوا ہے
اس فقیر کے دل میں خیال اٹھا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے عجیب
ان پدید کیا ہے..... ایک دن جو اس خیال میں سو گیا، ناگاہ
میرے مرشد میاں نور احمد صاحب خواب میں آئے اور فرمایا کہ بلا
اتک و شبہ یہ آدمی بے حد بابرکت ہے..... اور اس سے

دین میں زیادتی ہوگی۔ پس اس بات کا اقرار کرنا انہیں نہ کرنا۔
اسکے بعد میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ مرزا غلام احمد صاحب کو بھی
دیکھا۔

فقیر صاحب موصوف کا یہ بیان فارسی میں ہے اور اخبار الحکم
نمبر ۱۰، اگست ۱۹۰۳ء میں چھپا ہوا موجود ہے۔
نکاح اور اولاد
سید ابو الحسن علی صاحب ندوی لکھتے ہیں:-
"مرزا صاحب نے ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں پہلا نکاح
کیا۔ خاندان میں کیا۔ ان بی بی سے دو صاحبزائے، مرزا سلطان احمد
مرزا فضل احمد ہوئے۔ ان بی بی کو ۱۸۹۱ء میں انہوں نے طلاق دے
دی۔ ان کی دوسری شادی ۱۸۸۴ء میں دہلی میں نواب نامہ کی صاحبزادی
سے ہوئی۔ مرزا صاحب کی بقیہ اولاد انہیں کے بطن سے ہے۔ ان
سے تین صاحبزائے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود، مرزا بشیر احمد
(مستشفیہ فیروزہ الہمدی) اور مرزا شریف احمد۔"

اس کے علاوہ حضرت صاحب کے بعض بچے کم سن کی حالت میں ہی
وفات پا گئے۔

وفات ۱۹۰۵ء کے اواخر میں حضرت مرزا صاحب کو بار بار
الیہ الہامات ہوئے جن میں یہ بتلایا گیا کہ آپ کی فکر کی معیاد اب
قریب الاقتران ہے۔ یہ تمام الہامات، دیگر الہامات کی طرح چھپے
ہوئے موجود ہیں۔ یہاں بطور نمونہ ۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء کے یہ تین الہام
نقل کئے جاتے ہیں:-

۱) انا خلق صیعا و سبکاً تیرے رب کی مقرر کردہ معیاد بہت تنگ و تنگ
رہ گئی ہے

۲) بہت تنگ و تنگ دن رہے ہیں

۳) اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔
ان ہی الہامات کے پیش نظر حضرت اقدس نے ایک رسالہ
بنام الوصیت لکھا۔ انہیں ایک نوجوان کو تشکیل دیا گیا۔ جس کا
نام بعد میں صدر انجمن احمدیہ رکھا گیا۔ اسی انجمن کو آپ نے
اپنا جانشین قرار دیا۔ اور قیامت سے متعلق تمام امور کو اس کے سپرد
کیا۔ باوجود اس علم کے کہ آپ کی وفات قریب ہے آپ اپنی تصنیف
کے کام کو ایام جوانی کے سے جوش و خروش سے جاری رکھا۔ جہاں
چاہیں زندگی کے ان آخری دہائیوں میں آپ نے بڑی بڑی شہین

پرست خانوں کو، ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو
خمسوس کر دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا اور
اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابل پر اسلام کی اس
شاندار مدافعت کا جو اُس کی ذات سودا بظہر ختم ہو گیا۔

اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف
ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے ہیں، عجیب و غریب ہے
کہ اس احساس کا کھسک کھسک اعتراف کیا جائے..... آئندہ
امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا
شخص پیدا ہو۔ [اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء]

ہندوؤں نے بھی اس اُداسی کو خمسوس کیا۔ چنانچہ اس کا اظہار
آریوں کے اخبار آریہ پتر کا لاہور اور سالہ اللہ لاہور کے علاوہ
اور بہت سے سرکاری اور نیم سرکاری اخباروں نے بھی کیا۔ ایک معروف
ہندو لارڈز اینڈ داس صاحب کے ان تاثرات کو بڑھکے اس اُداسی کا بخوبی
اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

”حضرت مسیح موعود کا حال آپ سُن چکے ہیں۔ آنحضرت کی وفات
کا خیال کرنا ہماری غلطی ہے۔ کیوں کہ وہ تو ہر وقت زندہ جاوید ہیں
..... مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ اب اُن کا ظاہری درشن ہمیشہ
کے لئے پردہ کے اندر ہے جو کہ ایک بد چلن کے واسطے راہِ راست پر
لانے کے لئے کافی تھا“

[نور العمل مصطفیٰ جلد ۲ ص ۶۳۸ طبع ۱۹۱۴ء]

عیسائیوں کے تاثرات کا اندازہ الزاباٹ کے مشہور و معروف انگریزی اخبار
یاؤنیر کے گزٹ عیسائی ایڈیٹر کے اُس بیان سے ہوتا ہے جو انہوں نے حضرت
میرزا صاحب کی وفات پر شائع کیا۔ اُس میں سے کچھ حصے کا ترجمہ درج ذیل ہے:

”اگرچہ پچھلے زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالم بالا سے واپس
آکر دُنیا میں اس وقت تبلیغ کرے تو وہ بیویں صدی کے حالات میں اس
سے زیادہ غیر موزون معلوم نہ ہوگا جیسے کہ میرزا غلام احمد خان صاحب قادیانی
معلوم ہوتے ہیں..... میرزا غلام احمد صاحب کو اپنے متعلق کبھی کوئی شک
نہیں ہوا..... انہیں اس بات کا کامل یقین تھا کہ آپ پر الہام الہی نازل
ہوتا ہے اور یہ کہ آپ کو خارق العادہ طاقت بخشی گئی ہے۔ البتہ وہ
مسیح سے سات اٹھ صدیاں پہلے پیدا ہونے کی بجائے اُن بیویں صدی میں
پیدا ہوئے اور آپ کے روپ میں کے حالات کے مطابق ہی انہوں نے

کتاب میں لکھیں جیسے حقیقتہً الوحی، براہین احمدیہ حصہ پنجم، چہرہ معرفت
وغیرہ۔

اپریل ۱۹۰۸ء کے آخری ایام میں آپ تبدیل آب و ہوا کے لئے
لاہور آئے۔ اور یہاں ہندو مسلم مقامیت کے متعلق آپ ایک
کتاب موسومہ ”پیغام صلح“ لکھ رہے تھے، مگر اس سہال جو آپ کی دائمی
سیاری تھی اسے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پاگئے۔ ان اللہ و آنا الیہ
سراجوں! آخری وقت میں حضور کی زبان مبارک پر صرف یہی کلمات
تھے۔

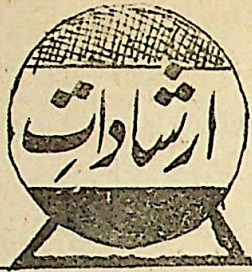
”اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے مالے میرے پیارے
اے میرے پیارے اللہ“

سب پر اُداسی چھا گئی! ہم دیکھ آئے ہیں کہ حضرت مرزا
صاحب کا مخالف سارا زمانہ تھا۔ ہندوؤں نے ناراض تھے کہ حضرت
اقدس نے اُن کے بڑے بڑوں کا قافیہ تنگ کر کے رکھ دیا تھا۔ حضرت
اقدس کے انسانی جوابات کا اُن کے پاس کوئی حل ہی نہ تھا۔ لکھ حضرت
اس نے نالاں تھے کہ حضرت اقدس نے ناقابل تردید تاریخی ثواہد
سے حضرت باوانا تک صاحب کا مسلمان ولی ہونا ثابت کر دیا۔
اس تحقیق سے دُنیا نے جان لیا کہ حضرت باوا صاحب کس نے دین کے
بانی ہنیں مسلمانوں کی مخالفت تو کیا ہی ہے۔

اندریں حالات حضرت صاحب کا اپنی وفات کو متعلق یہ
الہام کہ ”اُس دن سب پر اُداسی چھا جائے گی“ ایک ناممکن
سی بات نظر آتا ہے۔ لیکن خدا کی وعدے سے گمراہ نہیں کرتے۔ چنانچہ
ولیا ہی ہوا جیسا الہام میں وعدہ کیا گیا تھا۔ ہر فکر و مکتب کے افراد
نے اس الہام کو درست ثابت کرتے میں حصہ لیا۔ چنانچہ اس ضمن
میں غوثیہ مولانا ابوالکلام آزاد کا یہ اقتباس نقل کیا جاتا ہے:-

”مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں
کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے..... ایسے لوگ جن سے غم نہ ہو
یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دُوبیہ میں نہیں آتے یہ
نازخ و فرزندِ ناسخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں
دُنیا میں انقلاب پیدا کرتے دکھائے جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رفعت نے اُن کے بعض دعاوی اور
بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی معارف



حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ

حقیقی توحید کیسے ہے؟ "توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ
مُنہ سے کلامِ لا الہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں.....
یاد رہے کہ حقیقی توحید..... جس کے اقرار سے سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ
کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ
سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منترہ سمجھنا
اور اُس کے مقابل پر کوئی قادرِ تہذیب کرنا، کوئی رازق نہ ماننا، کوئی مُعزّا
اور مُذل ٹھننا، کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی
محبت اُس سے خاص کرنا، اپنی عبادت اُس سے خاص کرنا، اپنا تذلُّل اُس
سے خاص کرنا پس کوئی توحید لغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو
سکتی۔ اول ذات کے لحاظ سے توحید..... دوم صفات کے لحاظ سے توحید
..... تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفات کے لحاظ سے توحید"۔
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَلِمَہ کا جزو کیوں بنا؟

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والا اُس وقت اپنے اقرار
میں سچا ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر عمل پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے کہ حقیقت
میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا محبوب، مطلوب اور مقصود نہیں ہے۔ جب
اس کی یہ حالت ہو..... تب وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُنہ سے نکالتا ہے
اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ جو اس کلمہ کا دوسرا جزو ہے وہ نمونہ کے لئے
ہے۔ کیوں کہ نور اور نظیر سے ہر بات سہل ہو جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام
نمونوں کے لئے آتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کلمات کے نمونوں
کے جامع تھے کیوں کہ ان کے نمونے آپ میں جمع ہیں"۔

سُورۃ ابراہیم عیسیٰ کے چار سوالوں کے جواب میں ۲۹ تا ۳۸ مطبوعہ ۱۹۶۳ء
کے ملفوظات جلد ۳ ص ۸۳ مطبوعہ بدوہ۔

اپنا کام بھی شروع کیا..... انہوں نے اخباروں کے ذریعے اپنا کام
شروع کیا۔ اور قریب مباحثات میں حصہ لیا..... بعض اوقات
اُن کی فطرت کا دوسرا پہلو غالب آ جاتا تھا جیسا کہ اُس موقع پر
ہوا جب انہوں نے حیرت زدہ بشپ ویلڈن کو یہ جلیج دیکر
للاکار کہ وہ آسمانی نشان دکھانے میں اُن کا مقابلہ کرے
جیسا کہ الیاس بنی نے بعل کے پیروؤں کو لاکا رہا تھا۔ اور اس
مقابلہ کا نتیجہ یہ قرار دیا کہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ سچی مذہب کون
سلسلہ ہے۔ میرزا صاحب تو اس حد تک تیار تھے کہ حالات موجودہ
کے مطابق پادری صاحب جس طرح چاہیں اس امر میں اپنا پورا
اطمینان کر لیں کہ نشان کے دکھانے میں کوئی دھوکہ یا فریب
استعمال نہیں کیا گیا..... حق تو یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں
نے مذہبی رنگ میں دُنیا میں ایک حرکت پیدا کر دی، وہ اپنی
طبیعت میں آج کل کے کنٹریری و افقر انگلستان کے لارڈ
پادری کا نسبت میرزا غلام احمد صاحب سے کہیں زیادہ
نمشابہ ہو گئے ہیں۔ ہمارا تو خیال ہے کہ اگر فسر اللہ کا
مشہور مورخ ارنسٹ، زمین گذشتہ بیس سال کے
اندر ہندوستان میں ہوتا تو وہ میرزا صاحب کے پاس ضرور
جاتا۔ اور اُن کے حالات کا مطالعہ کرتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا
کہ بنی اسرائیل کے نبیوں کے عجیب و غریب حالات پر ایسی نئی
روشنی پڑ جاتی۔

پاپوئیر کے ایڈیٹر کی مندرجہ بالا مدلے کو پڑھ کر بے
اعتیار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیث پاک کی
یا نازہ ہو جاتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔
عَلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَا بُنِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ
کہ میری اُمت کے علمائے ربانی بنی اسرائیل کے انبیاء کی
مانند ہوں گے۔ وھو اھد عا۔ فالھمد للّٰہ علی ذالک۔

دُرود کی فلسفی

”ہمارے سید و مولے حضرت محمد رسول اللہ کا ہی صدق و وفاء ہے۔ آپ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ فَاعْلَمُ كَيْفَ تَصْلُوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (ترجمہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر دُرود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم دُرود سلام بھیجنا پڑے۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تجدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ مل تو سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی رُوح میں وہ صدق و وفا تھا، اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزار ہی کے طور پر دُرود بھیجیں۔ آپ کی ہمت و صدق وہ تھی کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہمارے نبی الکل کی برکات جس قدر ظہور میں آئیں۔ اگر تمام خوارق کو انکے کر دیا جائے تو صرف آپ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر کوئی اس حالت پر غور کرے، جب آپ آئے پھر اس حالت کو دیکھ جو آپ چھوڑ گئے تو اس کو ماننا پڑے گا کہ یہ اثر بذات خود ایک اعجاز تھا۔ اگرچہ یہ سب انبیاء عزت کے قابل ہیں لیکن ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

میکل کیا ہے؟

”میکل ایک زینبہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا۔ لیکن یاد رکھو کہ..... شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا ہے اور ان کو راہ حق سے بہکااتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ پکائی اور صبح کو باسی پڑی رہی۔ مین کھانے کے وقت کہ اس کے سامنے اچھا اچھ کھانے

رکھے ہیں۔ ابھی ایک لقمہ نہیں اٹھایا ہے کہ دروازے پر آکر فقیر نے صدق کی اور روٹی مانگی۔ کہا کہ باسی روٹی سائل کو دیدو۔ کیا یہ نیکی ہوگی؟ کیا یہ حق تو بڑی ہی رہنی تھی، تنعم پسند اسے کیوں کھانے لگے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لَیْطَعْمُوْنَ السَّعَامَ عَلٰی حُبِّهِمْ مَّشِیْکُمْ اَوْ تَجَاعًا اَوْ سَبْرًا اَوْ لَیْطَعْمُوْنَ یہ بھی معلوم ہے کہ طعام کہتے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں۔ سطر ہوا باسی طعام نہیں کھانا۔ الغرض اس رکابی میں جمیں ابھی تازہ کھانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے۔ کھانا شروع نہیں کیا، فقیر کی صدا پر نکال دے تو یہ نیکی ہے بیکار اور نیکی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نیکی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ نقص مریج ہے۔ کُنْ تَقُوْا اِلَیْہِ حَتّٰی تَتَّقُوْا اِمَّا تَحِبُّوْنَ (ترجمہ) جب تک عزت سے مزین اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے۔ اس وقت تک ایک محبوب اور عزت مند ہو نہ سکتا۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا؟ دنیاوی خطایوں کے حاصل کرنے کے لئے کہ قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، تب کہیں جا کر ایک معمولی خطاب، جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی، ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی و قلب کو اطمینان اور مولیٰ کیم کی رضا مندی کا نشان ہے کیا یوں ہی آسانی سے مل گیا؟

صرف آنحضرت کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہو

”آنحضرت کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر کریں مارتا ہے اگرچہ مقصود اس کے ہاتھ نہیں آ سکتا۔ دیکھنا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایسا ذکر لئے ہیں، اے سیدھے لکھتے ہیں اور جوگیوں کی طرح ماہیانا طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں۔ انبیاء کی یہ سنت نہیں کہ وہ اے سیدھے لکھتے ہیں۔ یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور آئندہ کے ذکر کریں۔ آنحضرت کو اسی لئے اسوۂ حسنہ فرمایا: وَ کَلَّمَ فِیْ رَسُوْلٍ لِّلّٰہِ اَسْوٰةً حَسَنَةً آنحضرت کے نقش قدم پر چلو اور ایک ذرہ بھر بھی ادھر یا ادھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔

۱۔ اللہ جل جلالہ آیت ۸ سے ال عمران ۳ آیت ۹۲ کے ملحوظات جلد اول ص ۷۱ تا ۷۲۔ ۲۔ ملحوظات ج ۱ ص ۳۱

۱۔ ملحوظات جلد اول ص ۳۶ تا ۳۷ مطبوعہ قادیان

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اشاعتی سلسلہ نمبر ۲

حدیث محمد

تشریح - تخریج اور تصحیح

انہ قلم

پروفیسر نور الدین زاہد

ناشر

مکتبہ اشاعت الحق

تجملہ:- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند

باراں پتھر، بٹہ مالو، سرنگھ ۱۹۵۵۹

مئی ۱۹۷۵ء / ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

نالیما آرٹ پریس سرنگھ -

یعنی "قرآن اسلام کی بنیاد ہے اور سنن البوداؤد اس کا متون"۔
سنن البوداؤد کے مشہور شراح علامہ البوسلیان محمد بن محمد بن
ابراہیم بن خطاب خطابی (متوفی ۳۸۸ھ) اپنی تخریج یعنی "تحالیم السنن"
میں لکھتا ہے :-

وَعَلِمُوا أَنَّ حَكْمَهُمُ اللَّهُ لَا تَكُنَّ السُّنَنُ لِأَنِّي
دَاوُدَ كِتَابَ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ فِي حُكْمِ الدِّينِ
كِتَابٌ مِثْلُهُ وَقَدْ مَرَّتِ أَغْيُوثُ مِنَ النَّاسِ كَافَّةً
فَصَارَ حَكْمًا بَيْنَ فِرَاقِ الْعُلَمَاءِ وَطَبَقَاتِ الْفُقَهَاءِ
عَلَى اخْتِلَافٍ هَذَا هِيَ سَرْمَدٌ وَعَلَيْهِ مَعْمُولٌ
أَهْلُ الْعِرَاقِ وَهَمَسُ وَالْمَغْرِبِ وَكُنُوسٍ مِنْ أَقْطَارِ
الْأَرْضِ يَكُونُ

جان لو۔ اللہ تمہیں رحم کرے۔ البوداؤد کی "سنن" ایک عمدہ
کتب ہے۔ اسرار دین کے متعلق اس جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ہے
اور صحیح لوگوں میں اسے مقبولیت حاصل ہوئی۔ علماء اور فقہاء کے مختلف
مذہب میں یہ بحیثیت حج ہے۔ عراق اور مغرب اور دوسرے کئی ممالک
کے لوگوں کا اس پر عمل ہے۔
اس کے لکھتا ہے۔

وَقَدْ جَمَعَ الْوُدَاؤُدِي كِتَابَهُ هَذَا مِنَ
الْحَدِيثِ فِي أَصْنَافِ الْعِلْمِ وَأَصْنَافِ السُّنَنِ وَ
أَحْكَامِ الْفِقْهِ مَا لَا تَلْفُظُهُ مَقْدَمٌ مَا سَبَقَتْهُ لَيْتَهُ
وَمَا تَأَخَّرَ أَحَقُّهُ فِيهِ"۔ (یعنی)

ادام البوداؤد نے اپنی سنن میں اصناف علم، اصناف سنن اور احکام
فقہ کے متعلق ایسی حدیثیں جمع کی ہیں کہ ان کے اور کچھ علماء میں سے
کوئی ان تک نہ پہنچ سکا۔

حدیثِ مجدد کی صحت :- سنن البوداؤد اور مشکوٰۃ المصابیح
کی مختلف تخریجوں میں یہ بات مہارت سے لکھی گئی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس
کے سبب راوی ثقہ (معتبر) ہیں۔ اس لیے کہ علاوہ اس حدیث کو علماء ائمہ
وعلماء باطن، محدثین و مفسرین غرض سب نے نقل فرما کر اس کی صحت کی

تہ فَعَالِمُ السُّنَنِ (شرح سنن ابی داؤد) جلد ۶ ص ۸

تصدیق کی ہے۔ راقم اس نے اس کی تخریج و صحت کے متعلق ارسبی
رسالہ میں ایک مضمون لکھا ہے۔ اس کی طرف رجوع مفید ہوگا۔ اب یہاں
حدیث کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے

ترجمہ :- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - بَيْنَكَ اللَّهُ لَا يَبْعَثُ مَبْعُوثَ كَرِهَ كَمَا يَبْعَثُ كَمَا
لَهُدَى الْآمَةِ - اس امت کے فائدہ کے لئے اعلیٰ سراسر کمال
چنانچہ سنی ہر سال (کے عرصہ) کے سر پر حق ایک الہی
شخص جو کچھ دیکھا دیکھا۔ اس کے فائدہ کیلئے اس کے دین کی
تجدید کرے گا۔

رسول کریم نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدہ کیلئے
ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہیگا۔ جو اس (امت)
کے فائدہ کے لئے اس کے دین کو از سر نو تازہ یعنی "Overhaul"
کرتا رہیگا۔

تشریح :- انسانوں کی ہدایت کیلئے خالق کائنات نے انبیاء
ختم نبوت :- کا سلسلہ قائم کیا۔ یہ سلسلہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم شروع
ہو کر محمد رسول اللہ پر ختم ہوا۔ چنانچہ آپ کو خود خالق کائنات نے
رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ [سورہ احزاب ۳۳ آیت] فرمایا

آپ کی بعثت کے بعد کوئی ایسی ضرورت باقی نہیں رہی جس کے لئے کسی نبی
کے آنے کی ضرورت ہوتی۔ اس لئے آپ نے فرمایا ختم علی النبیون
میرے ذریعہ نبیوں پر نہرنگ گئی۔ یعنی ان کا آنا روک دیا گیا۔ اس مہر کو نہ
کوئی پرانا نبی توڑ سکتا ہے نہ نیا۔ یعنی اب دنیا کو کسی پرانے نبی کے دوبارہ
نازل ہونے کی ضرورت ہے نہ کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کی۔ سہی

آپ نے دوسری حدیث میں فرمایا ہے۔ لَا تَكُنِّي بَعْدِي - میرے بعد
کوئی نبی نہ پرانا نہ نیا نہیں آسکتا ہے۔ حضور پر نور کی ختم نبوت جس
طرح پرانے نبی کے دوبارہ آنے سے منع ہے، اسی طرح نئے نبی کے مبعوث
ہونے میں بھی روک رکھو۔ اس معاملہ میں نے اور پہلے میں کوئی فرق نہیں
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما صاحب قادیان علیہ السلام تجدید دین فرماتے ہیں :-

سے مولانا عبد الباقی ندوی تجدید کے معنی اور باقائے الوجود Overhaul
کے ہیں۔ دیکھو ان کی کتاب تجدید دین کا من و می و شیخ کردہ نقیب الودی
کراچی ۱۹۶۲ء

کے مشن کا پتہ چلتا ہے۔

مبعوث :- مجدد وقت ہوں کہ سیاسی لیڈر یا گدی نشین
بیرہنیں ہوتا ہے، اس لئے اس کا انتخاب بندوں کے ہاتھ میں
ہنیں ہوتا ہے یا اس انتخاب میں بندوں کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا
ہے۔ خود سرور کائنات کی بعثت کے وقت مخالفین نے اعتراض کیا
جو قرآن حکیم میں بیکار درج ہے۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ
الْقُرْآنِ يُبَيِّنُ الْعَظِيمَ ۝۱۲۵

اور کہنے لگے کیوں یہ قرآن دو بستیوں (مکہ اور مدینہ) کے کسی بڑے
دولتمند اور بارشوخ آدمی پر نہ اُتار گیا؟

اس غلط اور سہوہہ اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا (ترجمہ)

”کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے ان کے

درمیان ان کی دنیا کی زندگی میں ان کی روزی تقسیم کی ہے اور ایک

دوسرے پر دوسرے بلند کئے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا ہے

اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں“ ۱۲۵

گویا جب دنیاوی مال و دولت تقسیم کرنے پر لوگوں کو اختیار نہیں

تو نبوت، رسالت و مصلحت، مجددیت جو اللہ تعالیٰ کی رحمت

ہے۔ اس کے تقسیم کرنے والوں کو کیسے اختیار ہے۔ اسی طرح دوسرے

مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ فِي

الْأَخْيَارِ شَيْءٌ مِّمَّا يَصِفُكَ اللَّهُ وَلَعَالَىٰ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ الظَّالِمِينَ ۝۱۲۶

اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جیسے چاہتا ہے) چن لیتا

ہے۔ چن لینا ان (یعنی لوگوں) کا کام (اختیار) نہیں۔ اللہ اس سے

پاک اور بلند ہے جو وہ شرک کرتے ہیں“

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصلح کا چننا لوگوں کا کام نہیں

ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ جمیعۃ العلماء اہل

کے مابین نانہ۔

۱۲۵۔ پارہ ۲۵ سورۃ زمرہ ۳۴ رکوع ۳۱۔ ۱۲۶۔ ایضاً آیت ۲۲۔

۱۲۷۔ پارہ ۲۰ سورۃ قصص ۲۸ رکوع ۲۔ آیت ۶۸۔

”و تفریق در میان بنی جدید و قدیم از نتائج اندرون نیاک است۔ قرآن

و حدیث ازین تفریق و تمیز خاموش اند و حدیث لایستی بعدی یعنی

جنس و نفس عام و لہذا جمیع افساد حدیث و قدیم را شامل است“ ۱۲۵

اس معاملہ میں نے اور پرانے نبی میں فرق کرنا بد باطنی کا نتیجہ ہے۔ قرآن

و حدیث یہ تفریق و تمیز نہیں کرتے ہیں۔ اور حضور پر نور کے ارشاد لکھ

ذہبی بعدی میں جنس و عام کی نفی ہے۔ اس لئے اس میں پرانے اور نئے

سب افراد شامل ہیں۔ (یعنی یہ حدیث پرانے اور نئے ہر قسم کے نبی کو آپس میں ملتی

۱۲۶۔

ہندو و شہسخت د :- پس حضور پر نور کے بعد نہ کوئی پرانا نبی دوبارہ

آسکتا ہے نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہو سکتا ہے۔ لیکن امت کو شاہراہ مصطفوی

پر چلانے کیلئے، ابدیات و محرمات سے بچانے کیلئے اور بھلا اہل سابق یاد

دلنے کیلئے ہر دور میں ہادیان امت کی ضرورت ہو۔ اس ضرورت کے

لئے آخری نبی کے بعد اولیاء کاملین و مکملین قائم کیا گیا ہے۔ ان غیر نبی

مصلحین کی نثارت کی احادیث صحیحہ میں آئی ہے۔ اور انہیں جلیقہ،

ائم، و قس، اور مجدد کہا گیا ہے۔ مثلاً ایک متفقہ حدیث علیہ حدیث

کا ترجمہ ہے۔

نبی اسرائیل کی اصلاح کا انتظام انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی

وفات پاتا۔ تھا تو دوسرا نبی مبعوث ہوتا تھا۔ لیکن میرے بعد

کوئی نبی نہیں۔ مگر خلفاء ہوں گے۔ اور بحیثیت ہوں گے“ ۱۲۷

اس صحیح حدیث میں ختم نبوت کیا تو یہ یحییٰ کی بعثت کا ذکر ہے

اور ان مصلحین کو غیر نبی خلیفہ کہا گیا ہے۔ اس طرح ایک اور صحیح حدیث ہے۔

مَنْ هَمَّ بِهَاتَا وَكَلَّمَ نَبِيًّا فَهَذَا مَقْدَرُ مَا نَحْنُ فَقَدْ هَمَّ بِهَاتَا

مَنْ هَمَّ بِهَاتَا فَهَذَا مَقْدَرُ مَا نَحْنُ فَقَدْ هَمَّ بِهَاتَا ۱۲۸

ہر نے اپنے دور کے امام کی معرفت حاصل نہیں کی وہ ہماری ہی کی موت ہوا

غرض یہ سب نام ہیں مصلح امت کے۔ اور ان سے اس کے مقام اور اس

۱۲۷۔ کتاب ایام الصلح (فارسی) مطبوعہ قادیان اکت

۱۲۸۔ ص ۱۲۳ ۱۲۴۔ بخاری کتاب النبیاء

بخاری اسرائیل ۱۲، مسلم جلد ۲ کتاب الاضاحۃ

۱۲۹۔ منہاج بن منہاج ج ۲ ص ۹۶ مطبوعہ مصر۔

الہام الہی آدم علیہ السلام کے عہد سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی انتہا تک برقرار رہا ہے اور اس شخص کے ذریعہ قیامت تک کیلئے جاری رہیگا جو دین اسلام کی دعوت کے لئے کھڑا ہو جائے جیسا کہ البوداؤد نے ابوہریرہؓ کی روایت سے رسول کریمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اس امت کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو ضرور مبعوث کرے گا جو اس کے لئے دین کو ازبر ہو زندہ کرے گا۔ یعنی قرآن و سنت کی عملی تعلیم کے جو آثار ملے ہوں انہیں پھر تازہ کرے گا۔

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ نجد کو خود اللہ تعالیٰ مقرر کرتا ہے اور الہام کی نعمت سے اُسے مشرف فرماتا ہے۔ چنانچہ الہام الہی سے ہی اطلاع پاکر وہ اعلان کرتا ہے۔

رسید مشرودہ فیہم کہ من ہما مردم
کہ او تجد دین دین و رہنما باشد

رُئِیَ الْمَائِئَةُ :- حدیث مجدد میں حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ ہر سو سال کے سر پر یعنی ہر صدی کے سر پر۔ لغت کی گواہی ہے کہ وقت، یا عرصہ 'period' کے سرے مراد ہند یا عرصہ کی ابتدا ہے۔ اَلْمِائَةُ میں (زیر لفظ اس) ہے۔ رَأْسُ الشَّہْرِ اَوِ الْعَامِ، اَوَّلُ لَوْحٍ هَشْتٌ یعنی ہمشہ کا سر یا سال کا سر اس کا مطلب ہے ہمشہ یا سال کا پہلا دن۔ پس صدی کے سر سے مراد صدی کے ابتدائی سال ہی ہیں۔ یہی رَأْسُ لَوْحَانِ کے اصل معنی ہیں۔ بنن البوداؤد کے ہندوستانی شاخ مولانا شمس الحسن غلیب آبادی [۱۲۴۳-۱۳۲۹ھ] نے علامہ مناوی [۱۵۴۵-۱۶۲۱ء] کا قول نقل کیا ہے۔

وَقَالَ الْمَنَاوِيُّ فِي مُفْتَدِمَةٍ فَتَحَ الْفَقْہُ بِنْتِ تَحْتَ
قَوْلِهِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ سَنَةٍ اَيَّ اَوَّلِهِ وَ
رَأْسِ الشَّہْرِ اَوَّلُهُ وَرَأْسُ الشَّہْرِ اَوَّلُ كُلِّ

لَحْظَةٍ الْمَعْبُودِ (مرئی) شہرہ مشہور ابی داؤد حلیہ ص ۱۸۰

ناشر تہذیب سبب مطبوعہ مطبعہ النصارى دہلی

یعنی علامہ مناوی نے فتح القدیر بشرح الی مع الصغیر، کے مقدمہ میں مضمون کے قول مبارک عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ سَنَةٍ کے تحت لکھا ہے اس سے مراد صدی کی ابتدا ہے۔ کسی چیز کا سر اس کا اوپر کا حصہ ہے اور ہمشہ کا سر اس کا پہلا دن ہے۔

ہاں اگر قصہ بیز صافہ موجود ہو تو اس کو مجازاً آخری سرے کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن یہ صرف مجاز ہوگا۔ چنانچہ مولانا شمس الحسن لکھتے ہیں :-

وَقَالَ الطَّبَّيْحِيُّ الرَّأْسُ مَجَازًا عَنْ اَخْرِجِ السَّنَةَ وَ
تَسْمِيَّتُهُ رَأْسًا بِاِغْتِنَابِهَا اِنَّهُ مَبْدُ عَسْنَةٍ اُخْرٰی
یعنی علامہ محمد طیبی دمشقی [۱۸۲۵-۱۸۹۹ء] کہتے ہیں۔ رَأْسٌ مَجَازًا
سال کے آخر کیلئے استعمال ہو سکتا ہے۔ ایک سال کا آخر دوسرے سال کا
مبدا (شروع) ہوتا ہے۔

یہ بات مدرسہ دیوبند کے مشہور استاد مولانا رشید احمد صاحب
لنگوہی نے بھی کہی ہے۔ کہتے ہیں :-

"رَأْسٌ سُرُّو کہتے ہیں۔ لہذا تجد ذریعہ صدی میں ہو دیکھا۔ مگر جو
شرع صدی ہے وہ آخری پہلی صدی کا بھی ہے۔ بایں اعتبار اس کو کوئی
آئندہ یوں تو ہو سکتا ہے۔ ورنہ جس صدی میں ہو دیکھا۔ اس کی ابتداء میں
ہو دیکھا تاکہ آخر تک تجدید کا اثر ہے۔"

حدیث مجدد میں ابی داؤد نے قرینہ موجود نہیں ہے جو ہمیں رَأْسُ لَوْحَانِ کے
اصل معنی چھوڑنے اور مجازی معنی لینے پر مجبور کرے۔ لہذا یہی بات
حق ہو کہ صدی کے شروع میں ہی تجدید آتا ہے۔ یہاں کسی کو یہ وہم یا غلط
فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ ہم رَأْسُ الْمَائَةِ کے یہ تشریح تجدید صد
پہانچم کے لئے کرتے ہیں یہ بات نہیں ہے۔ اگر رَأْسُ سے صدی کا آخر
مراد لی جائے۔ اس صورت میں بھی تجدید صدی چہارہم کی صداقت پر
کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ اب ذوالقرنین (ذوقرن ولس) تجدید میں تیرھویں
صدی کے آخری سالوں میں اپنے ظہور فرمایا اور چودھویں صدی کی ابتداء میں

شہد الیقاض صفحہ ۱۸۹

۱۰۹ قیامیہ رشید (مکتوب) ص ۱۵۱ مطبوعہ کراچی۔

بحیثیت مجدد اپنی اجنت کا اعلان کیا۔

مجدد دین بہ۔ مجدد کے کام کے متعلق مسلمانوں میں دو رائےیں
ملک نہیں تھیں۔ کیوں کہ ختم نبوت، اکال دین و تکمیل شریعت مسک حقائق ہیں۔
الہ تعالیٰ کا تجویز فرمودہ دین یعنی اسلام اپنی آخری صورت میں ظہور پذیر ہو چکا
ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ کسی قسم کی ترمیم، منسج یا اضافہ کی

مذرت نہیں ہے۔ اب صرف اسکی حفاظت اور نفاذ کا کام کرنا ہے۔ اور عمری
مطالبات و مسائل کا اس کی تعلیم سے حل پیش کرنا ہے۔ مرد و زنانہ جو
بدعات پھیل رہے ہیں ان کا قلع قمع کرنا ہے اور جو آثار و مطہ گئے ہوں ان کو
بہر قائم کرنا ہے جو سنین میں گئی ہوں ان کو زندہ کرنا ہے۔ غرض دین کے
مرہیائے ہوئے درخت کو ناز کی بخش کر اسے زندہ کرنا ہے۔ علماء سود
اور سیاہ باطن صوفیوں تاریک الذہن شیخوں اور فرائض خوردین فروشوں
نے دین کی جو حالت بنائی ہے۔ اسے ختم کر کے دین کو اصلی حالت میں لانا
ہے۔ اسی اور دہا لنگ کو مستجد دین کہتے ہیں اور مجدد کا یہ کام ہوتا
ہے۔ مجدد کی میسائی و تشافہ بخشی سے پہلے دین صرف ایک جڑ بے جان
ہوتا ہے۔ مجدد اس میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے۔ اسی لئے کار تجدید کو
احیاء دین (دین زندہ کرنا) بھی کہتے ہیں۔ مجدد سے پہلے دین صرف مہوم
کا مجموعہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کی میسائی سے یہی مجموعہ رسوم و روایات
بیکھڑ اسلام بن جاتا ہے۔ اس کی بایلیٹ جاتی ہے۔ گویا یہ

از زمین آسمانی میشتود۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ [۱۶۲-۲۴۱ھ / ۷۸۵-۸۵۵ء] کا قول جلال الدین سیوطی
نے نقل کیا ہے:-

يُؤَدِّي فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ إِنَّ اللَّهَ يَمُتُّ عَلَى أَهْلِ
دِينِهِ فِي سَرَّاسٍ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ بِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ
يُحْيِي كَقَدَمِ دَنِيَّةٍ مَلَكَةٍ

نبی کریم سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
اپنے دین کے پیروں (یعین مسلمانوں) پر ہزار احسان یہ رکھتا ہے کہ ہر صدی
کی ابتداء میں میرے اہل بیت سے ایسے شخص کو مبعوث کرے گا۔ جو
مٹے حقائق و المعتقدات کی سسٹم اپنی داؤد (برجائیمہ اواداؤد)

جلد ۲ ص ۳۳۳ مطبوعہ نول کشور۔ (۲) عتق المعتقد و جلد ۴ ص
۱۸۴ مطبوعہ انصاری پریس دہلی۔

ان کو ان کا دین واضح کرے گا۔

اسی امامؒ کا دوسرا قول ہے۔ مَنْ يُحْيِ النَّاسَ دِينَهُمْ يُنْفِخْ
عَنْ النَّاسِ الْكُذْبَ سَلَّ۔ یعنی اللہ تو ہر صدی کی ابتداء میں ایسے شخص
کو مبعوث کرے گا۔ جو لوگوں کو ان کا دین سکھائے گا۔ اور نبی کریم صلعم کیا تھا
جو جھوٹی باتیں منسوب کی گئی ہوں ان کو دور کرے گا۔

جھوٹی باتیں کئی طرح منسوب کی جاتی ہیں: مثلاً، جھوٹی حدیثیں بنا کر
اور امت میں پھیلا کر (۱۲) فقرے اور یہ سرو یا اقلانے تشریح کر (۳) غلط مقامات
پھیلا کر (۴) عقیدت۔ ارادت اور محبت کے نام پر بدعات پھیلا کر اور
غلط الزامات لگا کر۔

مجدد باطل کی ان صوب صورتوں کی خلاف جہاد کرنا ہے۔

علامہ علی قاری صنفی [وفات ۱۰۱۲ھ] کا قول صاحب عون المعبود
نے نقل کیا ہے۔

وَقَالَ الْقَارِي فِي الْمَرْفُوعَةِ آتَى مُبَيِّنَ السَّنَةِ مِنَ
الْبَدْعِ وَكَلَّمَ الْعِلْمَ وَنَقَّاهُ وَكَلَّمَ الْفَلَسَفَةَ وَكَلَّمَ الْبِدْعَةَ
وَكَلَّمَ أَهْلَهَا وَكَلَّمَ الْعِلْمَ وَنَقَّاهُ وَكَلَّمَ الْفَلَسَفَةَ وَكَلَّمَ الْبِدْعَةَ
(شرح منقاة المصاحف) میں (حدیث مجدد کی شرح میں) لکھا ہے کہ
یُحْيِ دے مراد ہے کہ سنت کو بدعت سے الگ کر کے دکھائے
گا، علم پھیلائیگا۔ اہل علم کی عزت کرے گا۔ بدعت کو مٹائے گا۔ اور
اہل بدعت کی شان و شوکت توڑ ڈالے گا۔

خود صاحب عون المعبود لکھتے ہیں:-

(يُحْيِ دَكْهَادِيْنَهُمَا) آتَى مُبَيِّنَ السَّنَةِ مِنَ الْبِدْعَةِ
وَكَلَّمَ الْعِلْمَ وَنَقَّاهُ وَكَلَّمَ الْفَلَسَفَةَ وَكَلَّمَ الْبِدْعَةَ
وَكَلَّمَ أَهْلَهَا وَكَلَّمَ الْعِلْمَ وَنَقَّاهُ وَكَلَّمَ الْفَلَسَفَةَ وَكَلَّمَ الْبِدْعَةَ
وَالْبِدْعَةَ وَكَلَّمَ الْعِلْمَ وَنَقَّاهُ وَكَلَّمَ الْفَلَسَفَةَ وَكَلَّمَ الْبِدْعَةَ
وَالْبِدْعَةَ وَكَلَّمَ الْعِلْمَ وَنَقَّاهُ وَكَلَّمَ الْفَلَسَفَةَ وَكَلَّمَ الْبِدْعَةَ

معنی ہوئے کہ یہ مامور الہی سنت کو بدعت سے الگ کر کے دکھائیگا۔
علم پھیلائیگا، اور اہل علم کی مدد کرے گا۔ اہل بدعت کی شان و شوکت
توڑے گا۔ ان کو دلیل کرے گا۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ ایسا شخص وہی نبی
ہے جو علم ظاہری کے علاوہ علم لدنی کا بھی مامور ہو۔

عون المعبود جلد ۴ ص ۱۷۸ ایضاً جلد ۲ ص ۱۸۵

۲۴۲۳ ایضاً صفحہ ۱۷۸

اس کے بعد علقمی [قَالَ عُلُقَمِيُّ فِي شَرْحِهِ مَقْنَعَتِي الْعَجَلِ بَيْدِ
 اِخْتِيارِ مَا اَنْتَ رَسَمْتَ مِنَ الْعَجَلِ بِالْكِتَابِ وَالسَّنَةِ وَاقْرَأْهُ
 بِمَقْنَعَتِكَ هَذَا] یعنی علقمی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے
 کہ تجھ کی حدیث یعنی قرآن و سنت کی ان باتوں کا اندازہ تو زندہ کرنا ہے جو لوگوں
 کے ترکِ عمل سے چلی گئی ہوں۔

بعض کو تاہ اندیشہ دوستانہ کہتے ہیں کہ مولوی صاحبان جو عمری
 مدارس سے ڈگریاں لیکر نکلتے ہیں۔ اور خدمتِ دین کا کام رات دن کرتے
 رہتے ہیں، دراصل تجدیدِ دین اور احیاءِ اسلام کا ہی کام کرتے رہتے ہیں
 یہ بالکل غلط ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف و غلط خوانی، لکھنا، بازی،
 اور تعقیف و تالیف سے ہی دین کی تجدید نہیں ہو سکتی ہے۔ اسی
 لئے تجدید و احیاءِ دین کا پیغمبرانہ کام مولویوں کے بس کا روگ نہیں
 ہے۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔

جدید طور و دعوت میں ہزاروں اصحابِ علم و کمال موجود ہوتے ہیں
 مگر دروازے کا کھولنے والا صرف مجدد العصر ہی ہوتا ہے اور اس کے
 ظہور کی ضرورت نہیں ہے کہ عامہ اصحابِ علم و حق لیکل معدوم ہو گئے ہوں۔
 خود ہندوستان ہی کی تاریخ دیکھ لو، ہمیشہ ایسا ہی معاملہ نظر
 آتا ہے۔ شہنشاہِ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہدِ جمشید کے ادا بن جانے کے
 ہندوستان علماء و مشائخ حق سے بالکل خالی ہو گیا تھا۔ کیسے کیسے اکابر
 موجود تھے۔ لیکن مفادِ وقت کی اصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن
 نہ آیا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد رندیؒ کا وجود گرامی ہی
 تن تھا اس کا دربار کا کھیل ہوا۔ معلوم ہے کہ اس عہد میں بڑے بڑے
 علماء و اصحابِ خالقاہ موجود تھے۔ بدایونی و طبقات اور روضۃ العلماء
 و اخبار الانبیاء وغیرہ دیکھو تو معلوم ہوتا ہے ہندوستان میں سچے
 عالمان اور پیروں کے کوئی نہیں رہتا۔ کوئی شہر و قریہ نہ تھا کہ خالقاہوں
 اور مدرسوں سے خالی نہ ہو۔ علماء میں شیخ و جہمہ گجراتی، شیخ علی منقنی،
 شیخ حلال نقاشی، ملا محمد جوہری، مولانا یعقوب کشمیری، ملا قطب
 الدین مہاروی، شیخ عبدالحق محدث، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، مولانا البدیع
 جوہری وغیرہ۔ اپنے وقتوں کے مالک اور علمِ علم کے یادگار تھے
 بایں ہمہ دوسرے دوسرے گوشوں اور کاموں میں وقت بسر کرتے۔ اس

راہ میں تو ایک قدم بھی نہ اٹھ سکا۔ شیخ عبدالحق محدث کو تو حضرت مجددؒ
 کے بارے میں سخت لغزش بھی ہوئی۔ اگرچہ آخر عمر کے اعتراف و رجوع نے
 تلافی کر دی۔ اصحابِ طریقت میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ جیسے عارفِ کامل
 خود ہی میں بعدِ اکبری مقیم ہے۔ لیکن وہ خود کہتے تھے کہ میں پرانے نہیں ہوں
 چھٹاں ہوں۔ آگ نکال دوں گا۔ پرانے شیخ احمد رندیؒ کا ہے۔ جو حالت
 اس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام کابل و ترکستان و خراسان کی
 ہو رہی تھی۔ ان سب کے سامنے تھی۔ سب اس پر راہ و نشان بھی کرتے ہیں
 مگر اس کے آگے معاملہ نہیں بڑھتا۔ ہندوستان میں سنی بڑی مضیقت
 یہ تھی کہ تمام عوام و خواص پر تعصوف کا رنگ غالب تھا۔ سجدے کے اس کے
 سوا علماء و علما کو کوئی بات مقبول نہیں۔ لیکن تعصوف صالح کا جو ہر پاک
 جبل و بدعت کی آمیزش سے بیکسر مکندہ ہو چکا تھا۔ بلکہ ایک طرح کی
 اباحت و مطلق العنانی تھی بکھلواری باطن و اسرار سے تعبیر کیا جاتا تھا
 ملک کا ملک شریعت و علوم شریعت سے بیگانہ ٹھن سے بیگانہ ٹھن اور اصل حقیقت
 یکہ قدم معدوم۔ صرف خانقاہوں اور سببہ نشین کے سلسلوں
 کے حال میں چوری اقلیم جگہ بندی تھی۔ دوسری طرف مہدِ اکبری کی بدعت
 تخت و تاج حکومت کے زور سے ہر طرف پھیل چکی تھی اور علمائے
 سنیہ و مشائخ دنیا پرست خود ان کے احداث و انماعت کے نقیب
 تھے۔ کون تھا کہ اس وقت امن و عافیت کے مدرسوں اور سلطانی
 دفروں روائی کی خانقاہوں سے نکلتا اور دعوت و اصلاح کی
 امتحان گاہوں میں قدم رکھتا؟ اور پھر نصرتِ الہی کے شکروں اور
 نفوذِ باطنی کے سامانوں سے ایسا مسخ ہوتا کہ نہ شہنشاہِ ہند
 کا تاج و تخت اس کی راہ روک سکتا اور نہ وقت کی حکمرانی
 و فرمانروائی اس کے سلطان حق و سلطوتِ الہی پر غالب آسکتی؟ خود
 حضرت موصوف ایک مکتوب میں اپنے فرزند کو لکھتے ہیں۔ "اے فرزند
 میں وقت آنت کہ، کہ در اہم سالقہ دریں طور وقتی کہ پراہ ظلمت
 ست پیغمبر اولو العزم مبعوث گشت۔ و بناے شریعت جدیدہ
 فی کرد۔ دریں اُمت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشان خاتم الرسل
 علماء را مرتبہ انبیاء دادہ اند و از وجود علماء بوجود انبیاء کفایت
 فرمودہ اند۔ دریں وقت عالمی عارف تمام معرفت از ہی اُمت دکام
 است کہ قائم مقام انبیاء اولو العزم باشند۔"

فیض روح القدس از باز مدد فرماید
دیگران ہم بکشند آں پر میسجے کرد۔

کچھ تک نہیں کہ توفیق الہی نے حضرت محمد کے وجود گرامی ہی کے لئے یہ مرتبہ خاص کر دیا تھا۔ انبیائے اولوالعزم کی نیابت و قائم مقامی یعنی مقام خرمیت دعوت کا قلعہ صرف اُن ہی کے جسم پر چست آیا۔ باقی جس قدر تھے، یا تو مدد میں پڑ جاتے تھے یا مولیٰ مولیٰ کی میں اور نہ ہی تشریحیں اور حائے تھے ہے یا حیران کی تذلیل و تکفیر کے فتووں پر دستخط کرتے تھے۔ وقت کا جو اصل کام تھا اسکو کوئی اتھو نہ لگا سکا۔

ایک اور مقام پر مولانا آزاد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

غرض کہ اگرچہ نیا بظاہر علم و فہمیت سے لرزہ ہوتا ہے اور پلٹ پڑے اسکا طعنے و تہمت وار باب مخفی و غفلت وجود ہوتے ہیں مگر کسی کو اسکی توفیق نہیں ملتی کہ اپنے ہمد و دور کی طلب دعوت اور سوال قیام ہدایت پر مردانہ وار لبیک کہے اور ظلمت کدہ... ضعف و اماندگی سے نکل کر راہ عزیمت دعوت میں قدم رکھے اور اگرچہ دروازہ سعادت الہی باز اور تزیین رحمت و نصرت ربانی ہموارہ درمد و بخشش و یغا ہوتے ہیں مگر سینکڑوں اور ہزاروں علمائے ہمد اور اصحاب خواف و صواع میں سے کسی کو بھی اس ہمد کے ایثار و تجدید اور طائفہ منصورہ مَن یَجِدْ وَ کَسْرَہَا دِیْنِہَا میں داخل ہونے اور جماعت علیاً حَبِیْہُمْ و یَجِئُوْا لَہُ میں معدود و محصور ہو سکی توفیق نہیں ملتی۔ تا آن کہ پر دہ ظلمت چاک ہوتا اور لبیک صبح ہدایت و سعادت مشرق تجدید و انبعاث سے عالم افروز و جہان تاب ہوتا ہے۔ تو اُس وقت تم دیکھتے ہو کہ جس راہ میں قدم رکھتے سے ایک عالم دراندہ و ناچار تھا۔ اچانک ایک مرد

ہمت اُٹھتا ہے اور نہ صرف قدم رکھتا ہے، بلکہ دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ راہ کی وہ ٹمکیں اور صوبے میں جو مضلے تھے کھینچے مقصبتوں کا پہاڑ اور بیتوں اور دہشتوں کی گھاٹیاں تھیں اور جن کے وہم و تقصیر سے بے چارہ گارن وقت کی ارواح پر لیس دہشت نہایت طاری ہو جاتی تھی کَا تَمْلُکُمْ لَیْسَ اَمْلُکُ اِلٰی الْمَوْتِ وَ مَحْمُکُمْ یَنْقُصُ قُوۡتُ۔ تو سب اس کے جولان قدم کے لئے ایک مُشتِ خبار اور ایک تودہ شمس و خفاک سے زیادہ حکم نہیں رکھتیں۔ سب دیکھنے کے دیکھتے ہیں رہ جاتے ہیں اور وہ بڑھ کر عزیمت دعوت و ہدایت علم کا باب مدد و رکھول دیتا ہے اور اسکی زبان ہمت و مقال قوت اس ترانہ رجز سے زمزمہ ساز برہم عالم ہوتی ہے۔

تاب یک جلوہ نیا و روانہ موسمی و نہ طور

اسی ہم ہمت کر دین گونہ ہزاراں دیدت اگر یہ اس ہمد میں ہزاروں تدبیریں کار وجود ہوں۔ مگر اس فہمیت مخصوص میں اس کا کوئی ہیسم و شہ یک نہیں ہوتا۔ صرف اس کو اُس ہمد کی اقلیم ہدایت کی سرطانی و فرمان رانی پہنچتی ہے اور صرف ہی اپنے نئے کا کلید و دروازہ این برکات و فیضان سماویہ ہوتا ہے۔ تمام اصحاب طریق ناچار ہوتے ہیں کہ اپنے اپنے چراغ اُسی کے مصباح ہدایت سے روشن کریں۔ اور تمام رہروانِ جاہد و مفقہد مجبور ہوتے ہیں کہ اسی کے کاروانِ فضل و فائز کرامت کی آواز و دایر اپنے اپنے قدم اٹھائیں۔ وَ هَذِهِ مَکْنَسٌ لِّکَ عَجَلِکَ وَ مَرْتَبَةٌ عَظِیْمَةٌ لِّکَ لَدُنَا وَ بَیْہَا مَکْنَسٌ لِّکَ لَدُنَا لَہَا مَکْنَسٌ لِّکَ۔ ذَا لَکَ فَسَلِّ اللّٰہُ یُوْنِسَہُ مَن یَلْکُشَاہُ اللّٰہُ ذَا تَقْصَلِ الْعَظِیْمِہ

۵۷۷ مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۳۲ از جہان لے بیجیہ یہاں وقت ہے کہ جب گذشتہ امتوں میں ایسی تاریکی پھیلی تھی تو ایک اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا اور شریعت سابقہ کی بگڑی شریعت کی بنیاد ڈالتا تھا۔ لیکن امت اسلام خیر امت ہے اور اس کے رسول آخری رسول ہیں۔ اس لئے ان کے بعد کوئی نبی تو نہیں آسکتا۔ لیکن اس امت کے علماء نے یہ ہی نبیوں کا خطا کیا ہے (یعنی جو کام نبیوں سے لیا جاتا تھا۔ وہ ان علماء نے کیا جلیگا) اور ان علماء کے وجود نے نبیوں کو بہرے مستغنی کیا ہے۔ اوقت ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو پوری معرفت والا عارف ہو اور اولوالعزم نبیوں کا جانشین ہو۔

یہ رتبہ بلند ملاحس کو مل گیا

ہرمذی کے واسطے دارورین کہاں
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی [۹۷۱ھ - ۱۰۳۲ھ] [۱۵۶۳ء - ۱۶۲۳ء]

فہرست ہے۔

"مجدد آنت کہ ہرچہ درماں مدت از فیوض بامستان برسد
توسط او برسد اگرچہ قطاب و اوتار آں وقت بودند و بد لاؤ
نجاتا باشد۔"

یعنی "مجدد وہ بزرگ ہوتا ہے کہ اس کے دور میں امنوں کو
جو فیوض حاصل ہوتے ہیں اسی کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس وقت
دوسرے قطب، ابدال، اوتار اور نجیب بھی موجود ہوں۔"

مجدد و کاماتا ضروری ہے۔ تصریحات بالا سے ثابت
ہوتا ہے کہ مجدد و مامور الہی

ہوتا ہے اور ہر عید الفطرت کے لئے اس کا ساتھ دینا ضروری ہے
ان کا ماننا اور ان کی فرماں برداری کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہو
اور مجدد بھی ہر خاص و عام کو دعوت دیتا ہے۔ حضرت سیدنا شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ [۱۰۷۷ھ - ۱۱۶۶ھ] [۱۰۷۷ء - ۱۱۶۶ء] بالائے مبرر فرمایا کہ
ہیں:-

يَا أَهْلَ حَتَابِ الْقَوَائِمِ وَاللَّهِ ذَايَا! لَتَأْتُوا أَذْوَ
مِنْ كَلَامِي مَوْكُوشَ خَاوِلِحِدَا - لے خاتماہ والوالے
خلوت نشین آؤ اور میرے مارفانہ کلام کا مزہ چکھو۔ ایک ہی لفظ
کیونہ ہوا! (محبوبی) بومآؤ! اُسبومآؤ! لعلکم۔
تَعْلَمُونَ شَيْئًا يَنْفَعُكُمْ - ایک دن یا ایک ہفتہ میرا پاس
رہو شاید ایسی بات سیکھو گے جس سے تمہیں فائدہ ہو۔

۱۶۶۸ء تک کہتے ہیں ۲۶۶۳ تا ۲۶۶۴ مبرر ملک دم ناشر سہیلہ کا دہلی میں
۱۶۶۸ء تک۔ تذکرۃ ص ۱۲۰-۱۲۱۔ ۱۶۶۸ء تک مکتوبات

جلد ۱ مکتوب ۱۷۔ ۱۶۶۸ء انقش البریانی مجلس علم ص
۱۶۶۸ء مطبوعہ پاکستان مع اردو ترجمہ فیوض یزدانی از مولانا ماسن الہی پور

ایک اور خط میں فرماتے ہیں:-

مَنْ مَدَّ يَدَيْهِ فِي الشَّجَرَةِ انْتَفَعَ وَافْلَحَ وَ
مَنْ كَذَّبَنِي وَكَذَّبَ فِي مُحَبَّتِي حَرَّمَ وَعُذِّقَ
عَاجِلًا وَاحْسِلًا شَه

"جس نے میری سچی صحبت اختیار کی اس نے نفع پایا اور
دین و دنیا میں کامیابی حاصل کی۔ اور جس نے مجھے جھٹلایا اور
میری صحبت میں جھوٹا ہوا، وہ جرم کی گئی۔ اور اُسے دُنيا اور آخرت
دونوں جگہ سزا دی گئی۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ [۱۰۷۲ھ - ۱۱۶۲ھ] [۱۰۷۲ء - ۱۱۶۲ء]
جب خلعت مجددیت سے سرفراز ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا:-

"ہرم داند کہ این حقیقت ہر دم برماں امروز وقت
وقت تمت، و زمان زمان تو۔ والے برکے کے ذریعہ لولے تو نیا شد
مجھے کہا گیا کہ لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر کہ یہ دور تمہارا
وقت ہے۔ یہ تمہارا دور ہے۔ انہوں اس شخص پر جو تیرے بعد
کے پیچھے آئے۔"

ایک اور تعریف لطیف اَلْبُدُوسِ الْبَانِی غتہ میں دوسری
امتوں میں جہالت کے لوٹ کر آنے کی وجہ پر بحث کرنے کے بعد
شاہ صاحب دہلوی نے اُمتِ محمدیہ کی امتیازی شان یہ بیان کی ہے:-
وَأَمَّا النَّبِيُّ الْمُحَمَّدِيُّ فَلَا يَسْأَلُ رِيشَ
وَمِشِي لِيَحْمِلَ الْعِلْمَ وَالْوَحْيَ عَلَى وَجْهِهِمَا -
وَلَا يَكَادُ لِيَخْلَطُ شَيْئًا لِشَيْءٍ فَإِنْ أَتَبَعُوهُ وَ
أَتَّبَعُوا إِلَيْهِ قَامُوا وَإِنْ نَبَذُوا فَوَلَهُ وَرَاءُ
ظُهُورِهِمْ خَالُوا ۳۲ یعنی

رہا دین محمدی تو اس میں ہر وقت وحی [آخری نبی کا جانشین]
ہوگا۔ یہ وحی قرآن و حدیث کو اپنی صحیح حالت پر رکھے گا اور ایک شئی

۱۶۶۸ء ایضاً مجلس ۲۲ ص ۱۶۵

۱۶۶۸ء تفہیمات الیہ کوالر تذکرہ مولانا آزاد ص ۲۶۸

کو دوسری شئی سے ملنے نہیں دے گا۔ اگر لوگ اس جانشین نبیؐ کی فرمانبرداری کریں گے اور اس کی ہدایات کو بغور سنیں گے تو کامیاب ہوں گے۔ اور اگر اس کے ارشادات کو بیٹھ بیٹھ چھوڑیں گے (یعنی ان پر عمل نہیں کریں گے) تو تباہ ہو جائیں گے۔

مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد پہلے نقل ہو چکا ہے۔ اس ارشاد میں حضرت پرنورؑ نے امام وقت کی معرفت حاصل نہ کر نیوالے کو جاہلیت کی موت مرنے کا وعید سنایا ہے اس حدیث کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:-

صحیح الاسنادات و مقولہ خلیفہ نبوی است صلی اللہ علیہ وسلم و معنی معرفت و وجوب اطاعت است در صورت وجود امام و از تحذیر از منازعت و مخالفت چنانکہ از لفظ ہاتھت حیثیتہ الجاہلیۃ ظاہر است کہ اہل جاہلیت ابتداء میں واحد انداشتند و ہر فرقہ برائے خود رئیس نما کردند۔^{۳۳} یعنی

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور سچ سچ یہ رسول کریمؐ کا فرمودہ ارشاد ہے اور معرفت امام سے مراد اس کی فرماں برداری کرنا ہے۔ اس کی مخالفت و منازعت سے بچنا ہے۔ جیسے کہ لفظ ہاتھت حیثیتہ الجاہلیۃ سے ظاہر ہے کہ اہل جاہلیت ایک رئیس کے ماتحت نہیں موتے تھے بلکہ ہر جماعت اپنا ایک رئیس رکھتی تھی۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ [۱۲۰۴-۱۲۷۳ء] نے اس مضمون میں کی خوب فرمایا ہے:-

مگل از پیغمبر آیام خویش تیکم کن بر فن بر کام خویش

۳۲ کہ کہ بآئینی وحی الباشیخۃ (رحمہ اللہ) ص ۲۵ الغنیف

شاہ ولی اللہ دہلوی زماشر مجلس علمی ڈابھیل ملک سورت

مطبوعہ مدینہ برائین پشاور ۱۳۵۳ھ

۳۳ فتاویٰ عزیز علیہ دوم ص ۷۷ مطبوعہ دہلی۔

۳۴ گرچہ شیری چون روی رہے دلیل

خولیش بینی در ضلالتی و ذلیل

یعنی اپنے ہند کے پیغمبر سے الگ مت رہ۔ اپنے فن اور کام (علم و

عمل) پر تکیہ کم کر اگرچہ تم شیر ہو، لیکن اگر راہنما کے بغیر ہی چل پڑو گے

تو اپنے آپ کو گمراہی میں گر قرار پاؤ گے۔

"پیغمبر ایام خویش اپنے ہند کا پیغمبر" نبی وقت خویش (اپنے وقت

کا نبی) ہے۔ رومی علیہ الرحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

۳۵ او نبی وقت خویش است کے مرید

زاکم نہ و نور نہ اسید پدید !!

یعنی "وہ اپنے وقت کا نبی ہوتا ہے کیوں کہ اسی سے نبی صلعم

کا نور ظاہر ہوتا ہے"۔ یعنی صاحب دعوت و ارتقا و یا مجدد نبی کریمؐ

کا بروز کامل یا ظن طلیل ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے مجازاً نبی وقت کہتے

ہیں۔ ورنہ ختم نبوت کے بعد کوئی نیا یا پرا نا نبی نہیں ہو سکتا ہے۔

مأمور صاحب دعوت و ارتقا و یا مجدد اور غیر مأمور ولی

میں ایک نمایاں فرق یہی ہوتا ہے۔ اول الذکر میں نبوت کا

رنگ غالب ہوتا ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب ٹھٹھا لکھتے

ہیں:-

"جاننا چاہیے کہ اولی اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن

کے متعلق خدمت و ارتقا و ہدایت و اصلاح قلب و تربیت

نفس و تعلیم طرق قرب و قبول عند اللہ ہے اور یہ حضرات ہیں

ارشاد کہلاتے ہیں اور ان میں سے اپنے معر میں جو اکمل و افضل

ہو اور اس کا فیض انم و انعم ہو اس کو قطب الارشاد

کہتے ہیں اور یہ نائب حقیقی ہوتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم

السلام اور ان کا طرز طرز نبوت ہوتا ہے ۳۶

۳۳ بحوالہ دستورالائیکین از مولانا داؤد خاں

علیہ الرحمہ ص ۹۰ زیر شعر ۳۹

۳۵ کتاب "التکشف عن صفات المتصوفین

ص ۱۸۷ ناشر مکتبہ نجفی دہلی۔

حیات مجدد کی تخریج اور محنت

سے مئی ۱۹۵۷ء
انپروفیسر نور الدین زاید

۱۔ حدیث مجدد و مندرجہ ذیل اکملہ و محدثین نے اپنی تالیفات میں استاد کے ساتھ درج کی ہے۔

۱۔ امام حافظ ابو داؤد بن سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ	ولادت ۲۰۲	وفات ۲۷۵ھ	کتاب السنن
۲۔ امام حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ	۸۱۷	۹۸۸ھ	سنن ابو داؤد
۳۔ امام حافظ شیخ ابو بکر احمد بن عمر بن عبد الحلق الزاز	۲۹۲ھ		مستدرک
۴۔ امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری	۳۲۱	۴۰۵ھ	مستدرک المدخل
۵۔ امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصہبانی	۳۲۶	۴۳۰ھ	حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء
۶۔ امام حافظ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی	۳۸۲	۴۵۸ھ	معروف السنن والاکثار
۷۔ محی السنہ ابو محمد حسین بنوی شافعی صاحب تفسیر معالم السنن	۴۳۵	۵۱۶ھ	مصابیح السنن
۸۔ ابو الفرج حافظ عبد الرحمن جمال الدین ابن جوزی بغدادی	۵۰۸	۵۹۷ھ	صفحة الصفوة
۹۔ ابو عبد اللہ دلا الدین محمد تبریزی شافعی	۷۰۰	۷۴۳ھ	مشکوٰۃ المصابیح
۱۰۔ امام حافظ ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی شافعی نرکمانی	۶۲۸	۷۴۸ھ	تعلیق مستدرک
۱۱۔ حافظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی المعروف ابن حجر عسقلانی	۷۴۳	۸۵۲ھ	فتح الباری شرح صحیح بخاری
۱۲۔ محدث شیخ علام بن حسام الدین قاضی خان متقی حنفی	۹۷۵		مستدرک

۱۳۔ حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی

ان کے علاوہ یہ حدیث مبارک منقذ و معتبر دی کتب میں

نقل ہوئی ہے جن کا ذکر خوف طوالت نہیں کیا جاتا۔

حیدر مجدد کی محنت کے متعلق

ابن ملا علی قاری [۱۰۱۲ھ] لکھتا ہے۔

سنة ۱۰۱۲ھ صحیح و بہ جالہ کلمہ ثقات

یعنی اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے رجال

۵۷ فیصد حدیثیں آگئیں۔ باقی ان شرائط کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے نہ آئیں۔ اس تخلیص میں حدیث مجددی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حدیث مجددی اصحاب صحاح کے شروط کے مطابق صحیح ہے۔

۳۔ ابن جوزی [۵۰۸-۵۹۷ھ] نے امام ابو نعیم کے "حلیہ" سے ضعیف روایات الگ کر کے صفۃ الصفوة تالیف کیا۔ اور حدیث مجددی کو "حلیہ" سے نقل کیا۔ اس سے بھی حدیث مجددی کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

۴۔ حافظ جلال الدین سیوطی [۸۱۶-۹۱۱ھ] لکھتے ہیں قَدْ أَفْوُوتُ فِي شَرْحِ هَذَا الْحَدِيثِ تَالِيًا مَسْتَقِلًّا میں نے اس حدیث کی شرح میں ایک مستقل تالیف کی ہے۔ سَمَّيْتُهُ "التَّسْمِيَةُ بِمَنْ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ" میں نے اس (مستقل و تالیف) کا نام "التَّسْمِيَةُ بِمَنْ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ" رکھا۔ اَنَا الْخَصُّ فَوَائِدُهَا هَاهُنَا اس تالیف کے فوائد کو یہاں اختصار کے ساتھ نقل کرتا ہوں۔ فَاَقُولُ

یہ کہنا چاہتا ہوں۔
هَذَا الْحَدِيثُ إِتَّفَقَ الْحَفَاطُ عَلَى تَصْحِيحِهِ مِنْهُمْ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي مَنَ الْمُدْخَلِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي صَحِيحِهِ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ الْعَاضِدُ ابْنُ حَبَّوٍ وَفِي تَفْصِيحِ الْمُتَقَدِّمُونَ يَدُنْ كَوْهَذَا الْعَلَمِيُّ فَخَرُجَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَقِبَ رَوَايَتِهِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ مَرْوَانَ قَالَ فَلَمَّا كَانَ فِي رَأْسِ الْمِائَةِ الْأُولَى مِنَ اللَّهِ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ بِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ الْخَاطِطُ ابْنُ حَبَّوٍ وَهَذَا الشَّعْرُ بَابُ الْحَدِيثِ كَانَ مَشْهُورًا فِي ذَالِكَ الْعَصْرِ فَقَبِلَهُ تَقْوِيَةً بِسَنَدٍ مَعَ إِيَّاهُ قَوِيَّةً لِنَفَقَةِ جَابِلِ (انتهی)

وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ النَّخَاسِيُّ فِي كِتَابِ النَّاسِخِ وَالنُّسْخِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عَدِيٍّ يَذْهَبُ أَنَّهُ يُخْرِجُ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَقُولُ اللَّهُ بِهِ الدِّينَ وَاتَّ يَخْشَى ثَبْتَ

الَّذِي عِنْدِي مِنْهُمْ

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ الْبَزَّازُ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ ابْنَ الْحَمِيدِ الْمِمْوونِي يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَجَرَى ذِكْرَ الشَّافِعِيِّ فَرَأَيْتُهُ يَرْوَعُهُ وَقَالَ يَرْوَى عَنْ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ يَبْعَثُ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يَقْرَأُ لَهَا دِيْنَهَا قَالَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَازِزِ عَلَى رَأْسِ الْمِائَةِ الْأُولَى وَالْحُجَّاتُ يَكُونُ الشَّافِعِيُّ عَلَى رَأْسِ الْمِائَةِ الْآخِرَى

وَأَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرَفِ ابْنِ سَعِيدٍ الْغَزَالِيُّ قَالَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِنَّ اللَّهَ يَقْبِضُ مِنْ رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ لَعَلِّ النَّاسِ السَّنَنَ وَيُنْفِئُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِبْرَ فَذَكَرْنَا فَأَذَانِي رَأْسِ الْمِائَةِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي رَأْسِ الْمِائَةِ ثَابِتُ الشَّافِعِيِّ

وَأَخْرَجَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْهَوَوِيُّ مِنْ طَرَفِ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ يَرْوَى فِي الْحَدِيثِ عَنْ النَّبِيِّ أَنَّ اللَّهَ يَمُتُّ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ فِي رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ بِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي لِيُبَيِّنَ لَهُمْ أَمْرَ دِينِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

[وفی قات الصعود الی سنن ابوداؤد (برہاشید ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۳ مطبوعہ نوکشور لکھنؤ

مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی [۱۲۷۳-۱۳۲۹ھ] نے اپنی مختصر شرح میں ابوداؤد یعنی عون الصعود [جلد ۲ ص ۱۸۲ مطبع انصاری دہلی ناشر مولوی تلفظ حسین صاحب] میں بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ اور اس کا ترجمہ ہے:-

حفاظ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث (یعنی حدیث) پر عیب اور نقص ہے۔ پاک ہے ان (حفاظ) میں قابل ذکر (حافظ محمد بن عبد اللہ) حاکم نیشاپوری اور (حافظ ابوبکر احمد بن حسین) بیہقی ہیں۔ حاکم نے اسے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے اور متاخرین میں جس نے اس حدیث کی صحت کا ثبوت دیا وہ حافظ ابن حجر عسقلانی [۱۳۷۱-۱۴۳۱ھ] [۷۸۵۲-۷۹۳۱ھ] ہیں۔

معتقد میں نے بھی اس حدیث کا ذکر خوب ضرور وشور سے کیا ہے اور حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ابن وہب اور یونس کے واسطے سے امام زہری کا وہ قول نقل کیا ہے جس میں اُس نے کہا ہے کہ حبیب پہلی صدی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر عمر بن عبد العزیز کو مجدد بنا کر بڑا احسان کیا۔

حافظ ابن حجر قسطلانی کہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث اس دید میں بھی مشہور و معروف تھی۔ اس امر سے اس کی سند کو مزید تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے راوی سب ثقہ (معتبر) ہیں۔ اس لحاظ سے بھی یہ حدیث قوی ہے (ابن حجر کا کلام ختم ہوا)

ابو جعفر احمد الشافعی نے کتاب التاریخ والمنسوخ میں لکھا ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ علماء میں سے ایک شخص لکھتا تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دین کو مضبوط بنا بیٹھا۔ میری نظر میں تکلی بن آدم ایسے ہی آدمیوں میں سے ایک ہے ابوبکر احمد بن البرزازی نے کہا میں نے عبد الملک بن حمید المیمونی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میں امام احمد بن حنبل [۱۶۲-۲۴۱ھ] کے پاس بیٹھا تھا کہ امام شافعی [۱۵۰-۲۰۴ھ] کا ذکر چل پڑا۔ میں نے دیکھا امام احمد شافعی کا ذکر کلمیدہ کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نبی نے فرمایا ہے کہ اس اُمت کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو مبعوث کرنا فرمایا۔ جو دین کو مضبوط کرے گا اور آپ نے فرمایا پہلی صدی کے سر پر عمر بن عبد العزیز مجدد تھے اور میرا خیال ہے کہ دوسری صدی کے مجدد امام شافعی تھے۔

امام بیہقی نے ابوسعید فریانی کی سند سے یہ روایت لائی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا "بے شک ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو لوگوں کو رسول کریم کا طریقہ سکھائیگا۔ اور رسول کریم سے جو چھوٹی باتیں منسوب کی گئی ہوں ان کی تردید کرے گا۔ پھر ہم نے دیکھ لیا کہ پہلی صدی میں ایسا شخص عمر بن عبد العزیز تھے اور دوسری صدی میں امام شافعی۔

ابو اسماعیل ہروری نے حمید بن زنجویہ کی سند سے یہ

روایت نقل کی ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے پیروں پر احسان کرے گا اور ہر صدی کے سر پر میرے اہل بیت سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرنا فرمایا۔ جو ان کے دینی امور واضح کرے گا۔ واللہ اعلم

حافظ جلال الدین سیوطی [۸۴۹-۹۱۱ھ] نے اٹھائیس اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ تحفۃ المستفتین پر کتبائے لمجد دین کے نام لکھا ہے اور اسے اپنی تالیف حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاہرہ میں شائع کیا ہے۔ شیخ عبدالرؤف ہنادی [وفات ۱۰۳۱ھ] نے اپنی تالیف فیض الفقہ میں شمس الجامع الصغیر (جلد ۲ ص ۲۸۱ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۸ھ) اور جمہا میں جوینی [

جلد ۱ ص ۳۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۸۲ھ] نے اپنی تالیف خلافتہ الاثر فی اعیان القلن الحادی عشر (جلد ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۸۲ھ) میں حافظ شمس الدین ابن احمد اہل (وفات ۷۱۲ھ) کے حالات میں تجویہ و اجاے دین پر بحث کرنے کے بعد اس قصیدہ کو نقل کیا ہے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب بھڑبالا نے اس قصیدہ کو صحیح الکریم میں نقل کیا ہے۔ اس قصیدہ سے ہم صرف تین شعر یہاں نقل کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ آتَىٰ نَبِيَّيْهِ مُشْتَهَرِي
سَوَاءٌ كُلُّ حَافِظٍ مُّغْتَبَرِي۔

(۱) يَا لَيْلَةَ عَلِيٍّ لَمَّا سَكَلَ مَائِلُهُ
بَعِثْتَ سَيِّدًا لِّمَنْ هُوَ الْأَمَلُ
(۲) دِينَ الْهَدَىٰ لَا تَكُ مُجَدِّدُ

(ترجمہ) ایک مشہور حدیث میں جس پر مشہور حافظ حدیث نے نقل کیا ہے آیا ہے (۱) کہ ہر صدی کے سر پر ہمارا رب اس اُمت کے لئے مبعوث کرے گا۔ احسان رکھتے ہوئے، ایک ایسے عالم کو جو دین حق کو تازگی بخشنیگا کیوں کہ وہ مجدد ہو گا۔

اس قصیدہ میں علامہ سیوطی نے صرف گزشتہ تین حدیثوں کا نام نام ۷

دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ امام شافعی کی سند سے یہ روایت لائی گئی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا "بے شک ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو لوگوں کو رسول کریم کا طریقہ سکھائیگا۔ اور رسول کریم سے جو چھوٹی باتیں منسوب کی گئی ہوں ان کی تردید کرے گا۔ پھر ہم نے دیکھ لیا کہ پہلی صدی میں ایسا شخص عمر بن عبد العزیز تھے اور دوسری صدی میں امام شافعی۔

محمد کا ذکر

عبادت ہی

از مولانا سید ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی لکھنؤ

"رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کا ایک غیر فانی معجزہ یہ ہے کہ آپ کے قبیلہ کا چشمہ کبھی خشک نہیں ہوتا۔ آپ کا نمونہ آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا۔ آپ کی امت کی ضرورتیں زیادہ دیر تک اٹکی نہیں رہتیں۔ اور وہ اس طرح کہ آپ کی مشعل نور سے براہ راست مسلسل طریقہ پر ہر زمانے میں اور تقریباً ہر حکم و پیشیہ انسان پیدا ہوتا ہے جن سے آپ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ اور انبیاء کی شان نظر آتی تھی۔ جن سے ظاہر ہوتا کہ اللہ کا کام بند نہیں ہوا۔ اللہ کا دین زندہ ہے۔ رسول اللہ کی پیروی ہر زمانے میں ممکن ہے اور انہیں کی وجہ سے قائم البیتین کے بعد کسی نبی کی عملاً ضرورت نہیں۔

ان بزرگوں کے کسی طبقے میں پہلے اور سب سے اونچے طبقے کو صحابہ کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جس طرح رسول اللہ نے نبوت و کمال اللہ کی تکمیل کر دی۔ اسی طرح ان حضرات نے آپ کی کامل پیروی کا حق ادا کر دیا۔ ان کے بعد سلف صالحین، اولیاء کاملین، مرشد دین، مصلحین، مجدد دین و مختلف طبقات ہیں۔ اور یہ سب رسول اللہ کے تلامذہ و مریدین آپ کے نقش بردار اور آپ کے دین کے خدام ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ان لوگوں سے اللہ ہمیشہ اپنا کام لیتا رہا۔ ان سے ہزاروں کی آنکھیں روشن کیں۔ ہزاروں کے دل کے کھول کھلائے، ہزاروں کو جگایا۔ نبیوں پر اپنی محبت تمام کی۔ ان کا ذکر عبادت ہے۔ ان کی محبت ذخیرہ آخرت ہے۔ ان کی سیرت رسول اللہ کی سیرت کا ایک جزو ہے۔ اگرچہ

ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں کامل تھا۔ لیکن ان کا بلوں میں بھی کامل وہ ہے جو رسول اللہ کا نمونہ کامل ہے۔ جس میں صحابہ کی شان سب سے بڑھ کر تھی۔ جس سے رسول اللہ کے مذہب و مقصد کی زیادہ مدت و ترقی ہوئی۔ جس کی صحبت و تہذیب سے ایسی جماعت تیار ہوئی۔ جس نے غیر القرون کی یاد تازہ کر دی۔ رسول اللہ کی سیرت ایک بار ملا نظر ہو اور آپ کی جامعیت پر نظر کی جائے۔ علم و عمل کا جامع، دین و دنیا کا جامع، شب و بیدار و شہسوار، اللہ کے لئے اگر محبت کرتے تھے تو اللہ کے لئے ہی دشمنی بھی کرتے تھے۔ نفس کے مجاہدے کیا تھے کفار سے بھر جہاد کرتے تھے۔ لیکن صحابہ کو چھوڑ کر ذرا پیچھے ہٹ کر دیکھیے۔ بہت سے لوگوں کے جسم پر یہ مسلم قیام نظر نہیں آئے گی۔ اگر رسول اللہ کا نمونہ دیکھنا ہے تو ان میں سے ایک تو ہمیں دیکھنا چاہئے۔ ورنہ آپ کی شان کا ناقص تصور ہو گا۔ اس لئے کہ یہ رسول اللہ کی تیس سالہ زندگی کا صرف مخصوص اوقات کا نمونہ ہیں۔ اگر کامل نمونہ دیکھنا ہے تو سب کو جمع کر کے دیکھنا چاہئے۔ لیکن صحابہ کی صف کو چھوڑ کر کہ "ابن خاتمہ تمام آفتاب است"۔ ہر صف میں چند ایسے لوگ نظر آئیں گے جو رسول اللہ کی سیرت کا مکمل صحیفہ ہیں۔ جنہوں نے آپ کے کمالات میں سے انتخاب نہیں کیا بلکہ ان کو مستم لیا۔ یہ وہ افراد ہیں جن میں سے ہر فرد اپنی جامعیت میں ایک پوری امت ہے۔

کتاب "سیرت سید احمد شہید" حقہ اول طبع
چہارم ۱۹۵۵ء - ص ۱۰۰ - لاہور ناشر خواجہ
بلد پو۔ لاہور سے اقتباس نئے عنوان کے

تحت
اسی لئے تو مجھے بذاتہ اب نہیں آ سکتے (مدید)

(یعنی جگہ جوالف قابل کے لئے ہیں، یا خطا کھیتی گیا ہے،
یہ ادارہ کی طرف سے ہے)

